حیات المعظم

فی مناقب سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ

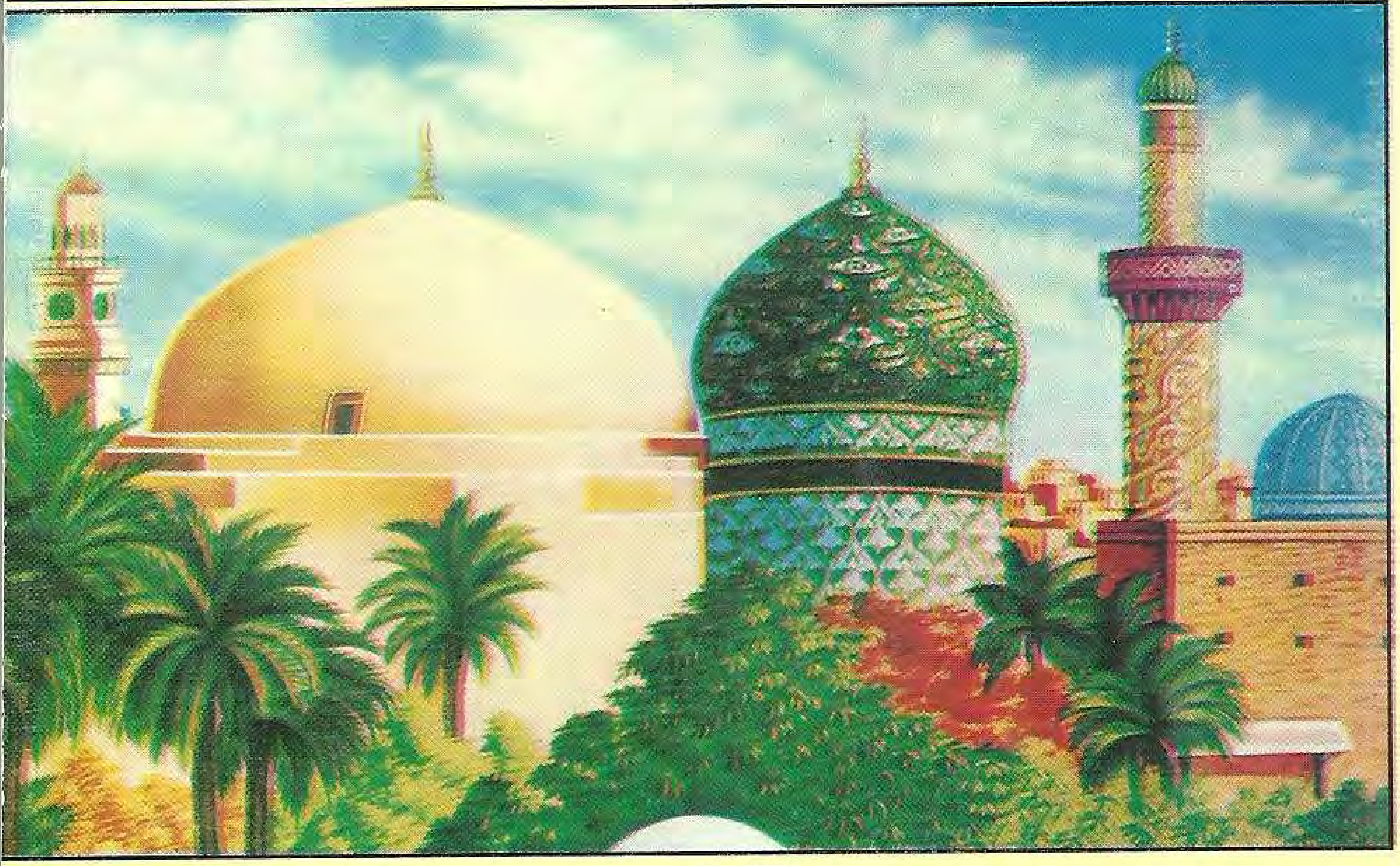

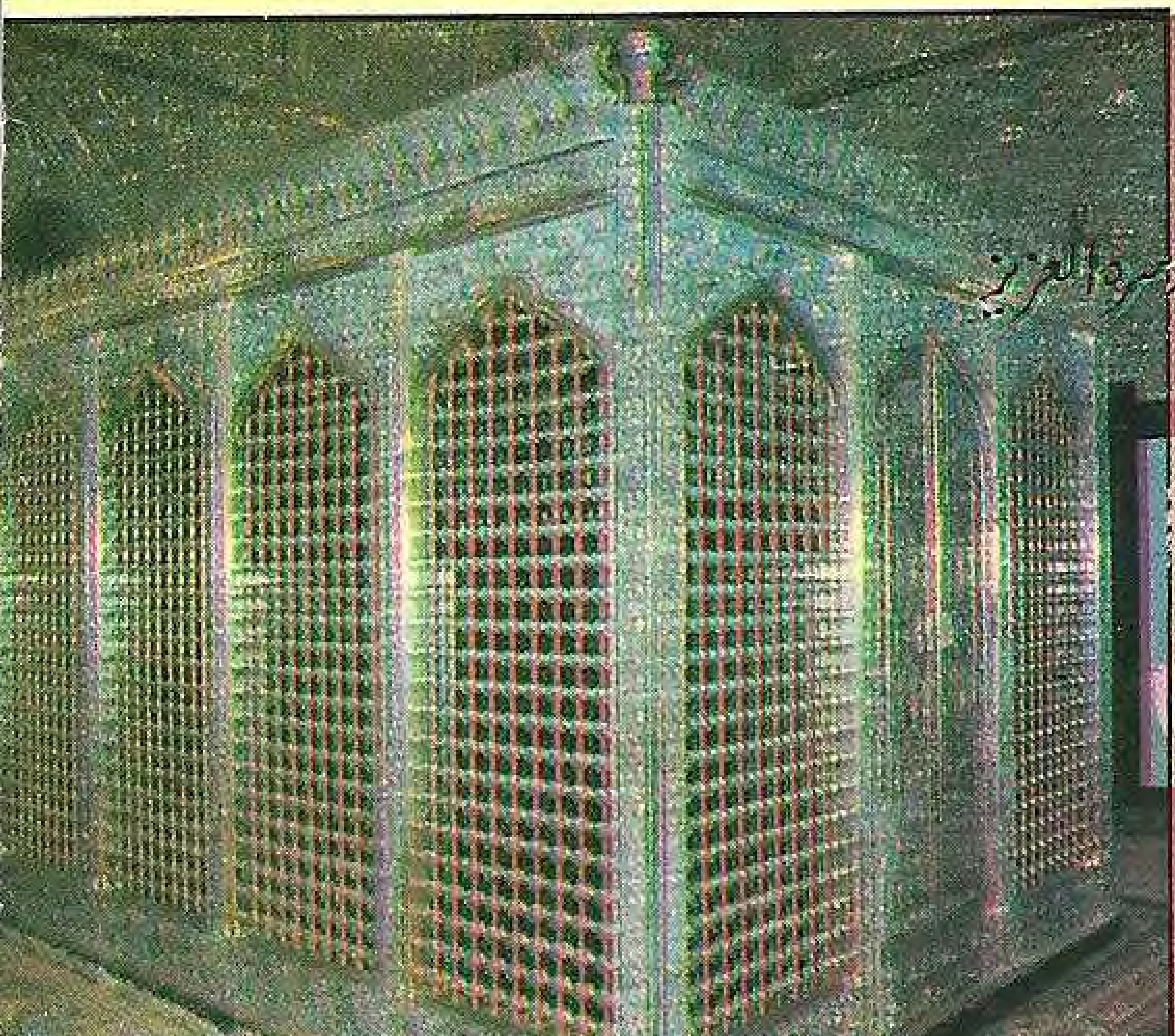

مؤلف :-

تاج الفقراء حضرت صوفی غلام محمد قادری قدس اللہ سرہ العزیز

ترتیب واہتمام :-

احمد حسن قادری

وَيَخْلُقُ مَالَا تَعْلَمُونَ
(اور اللہ نے ایسی چیزیں پیدا فرمائی ہیں جنہیں تم نہیں جانتے)

حیاتُ المُعظّم

فی مناقب سیّدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ

مولف :-

تاج الفقراء حضرت صوفی غلام محمد قادری قدس اللہ سرہ العزیز

ترتیب و اہتمام :-

احمد حسن قادری

انتساب

میں اپنی اس تالیف کو
محبوبِ سبحانی، قطبِ ربانی، غوث الصمدانی
شہبازِ لامکانی، پیرِ لاثانی، سیدنا محی الدین

شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ

کی ذاتِ مقدسہ کی طرف منسوب کرتا ہوں جن
کی عنایات واکرامات روزِ ازل سے میرے شاملِ حال
ہیں جن کا عشق میری زیست کا حاصل ہے
جو دستگیرِ بے کساں اور چارۂ دردمنداں ہیں۔ اے
کاش کہ آپ اپنے التفاتِ خاص سے اس
سعی کو قبول فرمالیں۔

غلام محمد قادری

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب .... حیات المعظم فی مناقب سیدنا غوث الاعظمؓ
مؤلف............ صوفی غلام محمد قادریؒ
ناشر .... احمد حسن قادری
تعداد............ گیارہ سو
باراول .... ستمبر ۱۹۹۱ء
باردوم .... جون ۱۹۹۳ء
بارسوم............ اگست ۲۰۰۰ء
قیمت............ ۷۵ روپے

--- ملنے کا پتہ ---

احمد حسن قادری۔ بی ۶۲۲ بلاک ۱۳ فیڈرل بی ایریا کراچی ۳۸
فون نمبر : 6363269

اظہارِ تشکر

تمام تر حمد اللہ رب العٰلمین کے لیے ہے جس نے مجھے اپنے مرشدِ کامل سلطان الفقراء حضرت صوفی غلام محمد قادری رحمۃ اللہ علیہ کی اس عظیم تالیف کو شائع کرنے کی توفیق بخشی اور بے حد و شمار درود و سلام ہوں اللہ کے پیارے حبیب پہ اور آپ کی آل طیّبین پر بالخصوص سیدنا غوث الاعظم اور میرے مربّی حضرت قبلہ صوفی صاحب کی ارواحِ مقدسہ پر۔

پہلے ایڈیشن کی اشاعت سے قبل ہی مجھے اپنے پیارے مرشد کی بارگاہ سے حکم ہوا کہ میں اپنے نام کے ساتھ قادری ضرور لکھوں۔ الحمدللہ یہ میرے لیے بڑی سند ہے جس پہ جتنا بھی شکر ادا کیا جائے کم ہے۔ کتاب کی اشاعت کے فوراً بعد میرے مربی نے بشارت دی کہ یہ کتاب بارگاہِ غوثیت مآب میں شرف قبولیت پاگئی ہے (الحمدللہ ثمہ الحمدللہ)۔

بلاشبہ سیرت غوث الثقلین کے موضوع پر لکھی گئی تمام کتابوں میں اس کتاب کو ایک منفرد مقام حاصل ہے کہ یہ ایسے سچے عاشقِ صادق کی مستند تحریر ہے جسے بارگاہ غوثیت مآب میں منفرد مقام حاصل ہے۔ میرے ایک محترم دوست جناب پروفیسر احمد علی سیّد صاحب نے فرمایا کہ میں نے اس موضوع پر بے شمار کتابیں پڑھیں لیکن اس کتاب کو سب سے جدا اور سب سے عمدہ پایا۔ میرے ایک اور ساتھی محترم فضل حسین صاحب نے فرمایا کہ میں نے یہ کتاب متعدد بار ختم کی ہے۔ اسے بار بار پڑھتے رہنے کو جی چاہتا ہے۔ اس کتاب کا اپنا فیض ہے، جوں ہی میں اس کو شروع کرتا، صوفی صاحب روحانی طور پر تشریف لے آتے اور میں اُن کے انوار و برکات سے مستفیض ہوتا ہوں۔

اشاعت کے بعد بہت سے لوگوں نے یہ استفسار کیا کہ یہ کس طرح ممکن ہے کہ ایک مسلمان حضور کی اتباع کے بغیر محض قادریہ سلسلے سے منسلک ہونے اور سرکارِ محبوبِ سبحانی کی محبت رکھنے کے سبب بخشا جاسکتا ہے، اگرچہ اس اشکال کا ازالہ "مریدین کے لیئے بشارات" کے عنوان کے تحت دیا جاچکا ہے، دوبارہ عرض ہے کہ نجات کے لیئے زندگی کے بالکل آخری حصے کو بڑی اہمیت حاصل ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ مبارک ہے "جس کا بھی آخری کلام لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ ہے" وہ بلاحساب و کتاب جنت میں چلا جائے گا۔ اگرچہ مریدِ قادری سرکار کی توجہ کے سبب اپنی زندگی میں ہی مائل بہ اصلاح ہوجاتا ہے اور اگر ایسا نہ بھی ہو تو وقتِ آخر سیدنا غوث الاعظم اپنے ہر مرید پر خصوصی التفات فرماتے ہیں جس کے سبب وہ توبہ استغفار کے ساتھ کلمہ پڑھتا ہوا اس دنیا سے رخصت ہوتا ہے اور یہ سب جانتے ہیں کہ کوئی شخص ساری زندگی نیکوکار رہے اور وقتِ آخر

کُفر پر مرے تو اُس کی نیکیاں بے کار جاتی ہیں اور اگر کوئی شخص ساری زندگی گناہوں پر مُصر رہے اور وقتِ آخر اگر اللہ اسے توبہ کی توفیق دے دے اور اُسے کلمہ نصیب ہو جائے تو وہ دُنیا سے کامیاب و کامران لوٹتا ہے۔ اس بات کا سرکار نے اللہ تعالیٰ سے وعدہ لیا کہ جو بھی آپ کے سلسلے میں داخل ہوتا ہے، وہ بِلا توبہ نہیں مرے گا اور اس بات پر بزرگانِ دین کا اتفاق ہے اور اکثر و بیشتر اس کا مشاہدہ کیا گیا ہے کہ اولیاءِ اللہ سے بغض رکھنے والے خواہ زندگی میں کتنے ہی نمازی اور عبادت گزار کیوں نہ رہے ہوں۔ ان کا انجام اچھا نہیں ہوتا، انہیں وقتِ آخر کلمہ نصیب نہیں ہوتا جبکہ انبیاء اور اولیاء کا ادب رکھنے والے دنیا سے ایمان کے ساتھ رُخصت ہوتے ہیں۔

میں ایک رات سو رہا تھا بارہ بجے کا وقت ہوگا۔ گھر پر میری ایک مسلمان بہن کا ٹیلی فون آیا۔ اُس نے کہا کہ کتاب کی ہر بات پر میرا ایمان ہے لیکن میرے حلقے کی کچھ خواتین یہ اعتراض کرتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کلمہ پڑھے بغیر کوئی کافر صرف سرکارِ غوث پاک کی محبت رکھنے کے سبب کیسے بخشا جا سکتا ہے؟۔ مجھے اس وقت نیند سے بیدار کیا گیا تھا، ذہن بالکل بند تھا۔ اس عجیب سوال کا اس وقت میرے پاس کوئی جواب نہ تھا۔ میں نے فوراً ہی سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ سے استمداد چاہی۔ سرکار نے کرم فرمایا، اسی لحظہ دو جواب میرے ذہن میں آئے جس میں سے ایک میں نے اسے بتایا اور وہ یہ تھا کہ قرآن مجید میں اصحابِ کہف کے کتّے کا تذکرہ ہے، جو بروزِ قیامت لباسِ انسانی میں جنّت میں جائے گا۔ کیا اس کتّے نے اس وقت کے نبی کا کلمہ پڑھا ہے یا نماز پڑھی یا دیگر کوئی عبادت کی؟ نہیں۔ تو کس بناء پر اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے جنّت کو واجب قرار دیا؟ صرف اس بناء پر کہ وہ اللہ والوں کی صحبت میں بیٹھنے کا خواہاں تھا۔ اللہ تعالیٰ کو یہ ادا اتنی پسند آئی کہ اسے جنّت میں بھی ان صالحین کا ہمنشیں بنا دیا۔ اصحابِ کہف بنی اسرائیل کے صالحین میں سے تھے جبکہ اس اُمّت کے اولیاء دیگر اُمتوں کے اولیاء سے کہیں زیادہ برگزیدہ اور مقبول و مقرب ہیں اور سردارِ اولیاء سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کی تو بات ہی نرالی ہے۔ اصحابِ کہف کی محبّت کے سبب کتّا جنّت میں جا سکتا ہے تو سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کی محبت کے سبب کوئی کافر کیسے جنت میں نہیں جا سکتا؟۔

دوسرا جواب جسے سرکار نے میرے دل میں ڈالا، وہ یہ تھا کہ سرکارِ غوثیت مآب پر ایمان لانا عین حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانا ہے کہ آپ کا فرمان ہے "تَاللّٰہِ ھٰذَا وُجُوْدُ جَدِّیْ وَلَا وُجُوْدُ عبد القَادِر" یعنی اللہ کی قسم یہ میرے جدِّ امجد کا وجود ہے، عبد القادر کا وجود نہیں۔

کتاب کا پہلا ایڈیشن بہت جلد ختم ہو گیا۔ بے شمار تعریفی خطوط اور ٹیلی فون آئے۔ لوگوں نے اسے بے حد پسند فرمایا۔ اب دوسرا ایڈیشن پیشِ خدمت ہے۔ آخر میں سرکار کی شان میں کہی گئی چند منقبتیں بھی شامل کر لی گئی ہیں تاکہ محبّانِ غوث پاک کو سرکار کی تعریف نثر و نظم میں ایک ہی جگہ مل جائے۔

احمد حسن قادری

فہرستِ مضامین

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
مولف کے حالات	۱	شیخ عبداللہ الجونیؒ کی بشارت	۲۸
سببِ تالیف	۹	شیخ محمد شبنکیؒ کی بشارت	〃
دیباچہ	۱۱	شیخ ابوبکر بن ہوارؒ کی بشارت	〃
فضائل و کمالات	۱۴	شیخ مسلمہ بن نعمۃ السروجیؒ کی بشارت	〃
روز میثاق کا بیان	۱۴	شیخ منصور بطائحیؒ کی بشارت	۲۹
کندھے پر آنحضرتؐ کے قدم کا نشان	۱۵	حضرت خلیل بلخیؒ کی بشارت	〃
مقام عاشقی و معشوقی عطا ہونا	〃	شیخ عبداللہ علیؒ کی بشارت	〃
خلعتِ غوثیہ عطا ہونا	۱۶	شیخ ابوبکر حرارؒ کی بشارت	۳۰
مرتبہ قادریت عطا ہونا	〃	شیخ عقیل منبجیؒ کی بشارت	〃
علم لدنی کے ستر باب کھلنا	〃	**افتتاح حالات**	
آپؓ کی شان میں اولیاء اللہ کا کلام	۱۷	اسم، کنیت، لقب اور عرف	۳۱
حضورؐ کا مظہر اتم ہونا	۱۸	مولد پاک	〃
بشارات و مشاہدات قبل از ولادت		نسب شریف	۳۲
شبِ معراج کا واقعہ	۲۰	**خاندانی حالات**	
حضورؐ کا قدم مبارک آپؓ کی گردن پر	۲۱	آپؓ کے نانا سید عبداللہ صومعیؒ	۳۴
حضرت موسیٰؑ اور امام غزالیؒ کا مکالمہ	۲۵	آپؓ کی پھوپھی ام محمد عائشہؒ	〃
اویس قرنیؒ کا مقعدِ صدق میں ہونا	۲۶	آپؓ کے والد حضرت ابوصالح سید موسیٰؒ	۳۵
ظہور سے قبل ولایت کی شہرت		**تذکرہ ولادت باسعادت**	
امام حسن عسکریؓ کی بشارت	۲۷	رسول اللہؐ کی بشارت	۳۷
حضرت جنید بغدادیؒ کی بشارت	۲۷	انبیاء علیہم السلام کی بشارت	۳۸

مضمون	صفحہ
رمضان میں دودھ نہ پینا	۳۹
ابتدائی حالات	
گہوارہ سے غائب ہو جانا	۴۱
غیب سے ندا کا سننا	؍؍
فرشتوں کا ہمراہ ہونا	۴۲
تعلیم و تربیت	؍؍
بیل کا کلام کرنا	۴۳
حصولِ علم کیلئے بغداد روانگی	؍؍
قافلہ پر ڈاکوؤں کا حملہ	۴۴
ڈاکوؤں کا تائب اور بیعت ہونا	۴۵
بغداد آمد	۴۶
تحصیل علم کے دوران صعوبتیں	؍؍
فقر و فاقہ	۴۷
ابتلاء و مصائب	؍؍
امدادِ غیبی	۴۸
علوم ظاہری کی تکمیل	۴۹
علم طریقت	؍؍
شیخ حماد دباس سے ملاقات	۵۰
شیخ حماد کا امتحان لینا	؍؍
شیخ حماد کے لئے سفارش	۵۱
اولیائے کرام کی زیارت	۵۲
شیخ ابوالوفا سے ملاقات	؍؍
غوث سے ملاقات	۵۳

مضمون	صفحہ
سفر بیت اللہ میں پیش آنیوالا واقعہ	۵۵
حق تعالیٰ کی ندا	۵۷
ریاضات و مجاہدات	
۲۵ برس تک بیابانوں میں ریاضت	۵۸
۴۰ برس تک رات بھر عبادت فرمانا	؍؍
ریاضت کے دوران عجیب واقعات	۵۹
شیاطین اور جنات سے مقابلہ	؍؍
شیطان کا فریب	؍؍
برج عجمی میں قیام	۶۰
اتمامِ فقر	۶۱
بیعت و خلافت	۶۲
شجرہ طریقت	۶۳
محی الدین کی وجہ تسمیہ	۶۴
مسند ارشاد	؍؍
محفل وعظ کی کیفیات	۶۶
خضر علیہ السلام سے مکالمہ	؍؍
رسول اللہؐ کی تشریف آوری	۶۷
ارواحِ انبیاء و اولیاء کا اژدہام	؍؍
جنات کا اژدہام	؍؍
شیخ مطر کی وصیت	۶۸
اہلِ مجلس پر خلعتوں کی بارش	۶۹
نورانی قندیل	؍؍
قال سے حال کیطرف آنا	؍؍

مضمون	صفحہ
تمام انبیاء و اولیاء کی حاضری	۷۰
رجال الغیب کا حاضر ہونا	۷۱
شیخ ابوالحسن سعد الخیر اندلسی کا بیان	؍؍
راہب کو حضرت عیسیٰؑ کی تلقین	؍؍
تاجر کی دستگیری	۷۲
فقہائے بغداد کی گرفت اور معافی	؍؍
شیخ عبدالوہاب کا وعظ فرمانا	۷۳
شیخ صدقہ بغدادی کا واقعہ	۷۴
مرید کا بیت المقدس سے بغداد ایک قدم میں آنا	۷۵
آپؒ کا اپنے بارے میں کلام فرمانا	۷۶
آپ کا حسن و جمال	۷۸
اخلاق حسنہ اور اوصافِ حمیدہ	۸۰
اخلاق عظیم	؍؍
جود و کرم	۸۱
اثنائے حج نادار کو مالدار بنانا	۸۲
شیخ عبداللہ بطائحی کا بیان	؍؍
امام یافعی کا کلام	۸۳
آپؒ کے فرمان قدمی ھٰذہ کی تفصیل	۸۵
اولیائے کبار کا سرِ تسلیم خم کرنا	۸۶
باطنی خلعت عطا ہونا	؍؍
تاج غوثیت پہننا	۸۷
شیخ حیات بن قیس حرانی کا بیان	؍؍
خضرؑ کا اولیاء کو آپکی جانب بھیجنا	؍؍

مضمون	صفحہ
مشائخ کے اقوال	۸۸
حضور اقدسؐ کی تصدیق	؍؍
سلطان باہُو کا فرمان	۸۹
فرمانِ عالی کی وسعت	؍؍
حضرت اویس قرنیؒ کا گردن جھکانا	؍؍
حضرت جنید بغدادیؒ کا گردن جھکانا	۹۰
شیخ حماد دباس کی بشارت	۹۱
حضرت بایزید بسطامیؒ کا گردن جھکانا	؍؍
خواجہ غریب نوازؒ کا گردن جھکانا	؍؍
بابا فریدالدین گنج شکرؒ کا ارشاد	۹۲
شیخ صنعان کا انکار و توبہ	؍؍
بندہ نواز گیسو دراز کا واقعہ	۹۳
طریقہ قادری کی فضیلت	۹۶
حضرت سلیمان تونسویؒ کا واقعہ	۹۷
خواجہ غریب نوازؒ کا ارشاد	۹۸
مجدد الف ثانی کا فرمان	؍؍
بہاء الدین نقشبندی کا مستفیض ہونا	۱۰۰
شاہ ولی اللہؒ کا بیان	۱۰۱
شہاب الدین سہروردی کا مستفیض ہونا	؍؍
ابوالنجیب سہروردی کا فرمان	۱۰۲
شہاب الدین سہروردی کا خواب	؍؍
فیضان قادریہ	۱۰۳
شیخ عبداللہ جبلی کا بیان	۱۰۴

مضمون	صفحہ
مریدین کیلئے بشارات	
اللہ سے وعدہ لینا	۱۰۶
آپ کا مرید بغیر توبہ نہ مرے گا	۱۰۷
مغفرت کی نوید	”
پرہیزگار آپکے لئے اور آپ گناہگاروں کیلئے ہیں	۱۰۸
مریدوں کو لغزش میں سنبھالنا	۱۰۹
آپکا معتقد اور محبّ مریدین میں داخل ہے	”
شیخ ابو المحسن بغدادی کا خواب	”
شیخ داؤد بغدادی کا خواب	۱۱۰
برہانپور کے ہندو کا واقعہ	”
فاسق وفاجر محب کا نجات پانا	۱۱۱
آپؓ کا مبتدی ہزار سے افضل ہے	”
شیخ عدی بن مسافر کا بیان	”
قصائد میں مریدوں کیلئے بشارات	۱۱۲
آپؓ کا مرید بلا ایمان نہیں مرسکتا	۱۱۳
فضائل و مناقب	
نبی کریم ﷺ کے قدم پر ہونا	۱۱۴
مشکل فتوٰی کا فوری جواب	”
علامہ ابن جوزی کا اعتراف	”
اہل اللہ کے علم کا بیان	۱۱۵
انسان کی فضیلت علم کے سبب ہے	”
علم اور تصرف میں آپکا کوئی ثانی نہیں	۱۱۶
احادیث نبوی ﷺ میں اولیاء کی فضیلت	”

مضمون	صفحہ
انبیاء کا رشک فرمانا	۱۱۶
فتوحات مکیہ سے اقتباس	۱۱۷
مرید کا ظاہری آنکھوں سے اللہ کو دیکھنا	۱۱۸
شبِ اسرٰی قاب قوسین تک رسائی	”
اکنافِ عالم اور احوال اولیاء پر آپکی نگاہ	”
خضر علیہ السلام کا اعتراف	”
امام احمد بن حنبلؒ سے ملاقات	۱۱۹
شیخ عبدالرحمٰن طفسونجیؒ کا واقعہ	”
شیخ الاکبر کا فرمان	۱۲۰
منہ مانگی مراد عطا فرمانا	۱۲۱
نصرانی کو ابدال بنانا	۱۲۳
شیخ ابوبکر بن حمامی کا سلبِ حال	۱۲۵
شیخ عباد کا سلبِ حال	۱۲۶
دیوار سے شیخ کا برآمد ہونا	۱۲۷
رجال الغیب کا احترام کرنا	۱۲۸
شیخ علی بن ادریس یعقوبی کا بیان	”
ملک الموت سے ارواح کو چھڑانا	۱۲۹
آپ کے مرید کی کرامت	۱۳۰
تاجر کی تقدیر بدل دینا	۱۳۲
تقدیروں کو اپنے موافق بنانا	۱۳۳
آپ کی جلالت کا بیان	”
شیخ حماد کا مشاہدہ	۱۳۴
بزاز کا آپؓ پر اعتراض	”

مضمون	صفحہ
محمد بن احمد بلخی کا استفادہ فرمانا	۱۳۵
شیخ عثمان صریفینی کا واقعہ	۱۳۷
شیخ ابو الحسن جوسقی کا واقعہ	۱۳۹
شیخ ابو محمد صالح کا واقعہ	۱۴۰
خضر علیہ السلام سے ملاقات	۱۴۲
مردود کو مقبول بنانا	۱۴۴
جنات کی فرمانبرداری	۱۴۵
گویئے کا تائب ہونا	۱۴۶
عذابِ قبر سے نجات	۱۴۸
اپنا جلیل القدر صاحبزادہ عطا کرنا	”
شہاب الدین سہروردی کی ولادت	۱۴۹
عمرِ خضر عطا فرمانا	”
سید احمد کبیر رفاعی	۱۵۰
گمشدہ مال و اسباب مل جانا	۱۵۱
آپکو استمداد کیلئے پکارنے کا بیان	”
صلوٰۃ الحاجت کا بیان	”
قضائے ناگہانی ٹالنے کا نسخہ	۱۵۲
حُسنِ ظن رکھنے پر مغفرت	”
کرد قبائل کا قبولِ اسلام	”
تاتاریوں کا قبولِ اسلام	۱۵۴
کرامات و خرقِ عادات	
کتاب اللہ سے کرامات کا ثبوت	۱۵۷
حضرت مریم علیہ السلام کے واقعات	”
اصحابِ کہف کا تذکرہ	۱۵۸
آصف برخیا کا تخت بلقیس لانا	”

مضمون	صفحہ
احادیث مبارکہ سے ثبوت	۱۵۹
شیر خوار بچوں کا باتیں کرنا	”
چٹان کا غار کے منہ سے ہٹنا	۱۶۱
مُردے کا زندہ ہونا	۱۶۳
واقعات صحابہ سے ثبوت	”
شکمِ مادر کا حال	”
مدینہ کی آواز نہاوند تک	۱۶۴
فرشتوں کا چکی چلانا	۱۶۵
دریائے نیل کے نام حضرت عمرؓ کا خط	”
حضرت عثمانِ غنیؓ کی کرامت	۱۶۶
وفات کا علم ہونا	۱۶۷
مخفی امور کی خبر	”
لشکر کا دریا پر سے گزرنا	۱۶۸
سیدنا غوث الاعظمؓ کی کرامات و خرق عادات	
مشائخ کے اقوال	۱۶۹
ظاہر و باطن کی خبر	۱۷۰
دریا میں غرق شدہ افراد کا زندہ فرمانا	۱۷۱
مُردہ زندہ فرمانا	۱۷۴
سمندر خشک کردینا	”
قافلے کی ڈاکوؤں سے نجات	۱۷۵
دلوں پر قبضہ	”
ستّر گھروں میں بیک وقت افطاری کرنا	۱۷۶
مہینوں کا خبر دینا	”

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
لوحِ محفوظ پر نگاہ	۱۷۷	قدرت کا کرشمہ	۱۸۵
خلیفہ کی گرفت اور معافی	″	مخفی حال کی خبر	″
بے اولاد کو اولاد سے نوازنا	۱۷۸	چیل کا چلانا	″
مجلسِ وعظ سے بارش کا موقوف ہونا	″	عصا کی کرامت	۱۸۶
دجلہ کی طغیانی کا تھم جانا	۱۷۹	بچھڑے کا کلام کرنا	″
عورت کی فریاد رسی	″	چودہ سو افراد کو ولی بنانا	۱۸۷
تھوڑی سی گندم کا پانچ سال چلنا	″	اسمِ مبارک کا اسمِ اعظم ہونا	″
شراب کا سرکہ بن جانا	۱۸۰	آپؓ کے اسمائے گرامی	۱۸۹
آپ کے در کے کتے کا شیر پر غالب آنا	″	عارفانہ کلام سے اقتباس	
تناول کی ہوئی مرغی زندہ فرمانا	۱۸۱	انسان کی حقیقت	۱۹۰
انگشتِ مبارک کی برکت	″	پہلے اپنے آپ کو نصیحت کر	۱۹۲
خشک درختوں کا پھلدار ہونا	۱۸۲	کسی بات کی تمنا نہ رکھ	۱۹۳
نابینا اور برص والے کو اچھا کرنا	″	علم وعمل	۱۹۴
روافض کا امتحان	۱۸۳	اسمِ اعظم کا بیان	۱۹۵
استسقاء کا مریض	″	رسالۂ غوث الاعظمؓ	۱۹۷
بخار کا علاج	۱۸۴	وصالِ پُرملال	۲۰۶
اونٹنی کی تیز رفتاری	″	بعد از وصال بیعت	۲۱۰
		منکر نکیر سے سوالات	۲۱۱
بے موسم سیب آنا	″	مآخذ	۲۱۵
		قصائد در مدح محبوبِ سبحانیؓ	۲۱۶ تا ۲۲۹

تاج الفقراء حضرت صوفی غلام محمدؐ قادری قدس اللہ سرہ العزیز

اللہ کے ولی ہر زمانے میں رہے ہیں اور ہر دور میں رہیں گے کوئی زمانہ اولیاء کے وجود سے خالی نہیں۔ بعض کو ظہور کا حکم ہوتا ہے، انہیں اپنے آپ کو ظاہر کئے بغیر چارۂ کار نہیں اور بعض کو اخفاء کا حکم ہوتا ہے۔ انہیں کوئی جان نہیں سکتا۔ ان لوگوں کے لئے حدیث قدسی میں ارشاد ہوا اَولِیَائِیْ تَحْتَ قَبَائِیْ لَا یَعْرِفُھُمْ غَیْرِیْ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں میرے دوست میری قبا کے نیچے ہیں، انہیں میرا غیر نہیں پہچان سکتا۔ ولایت کی بالعموم تین اقسام ہیں۔ کسبی، عطائی اور وہبی۔ پہلی قسم میں ولایت کسب سے حاصل ہوتی ہے۔ طالبین راہ حق میں سخت مجاہدہ کرتے ہیں اور اللہ کا فضل شامل حال ہونے کے سبب انہیں ولایت نصیب ہو جاتی ہے۔ دوسری قسم میں کسی ولی کی نگاہ خاص کے سبب ولایت و معرفت حاصل ہو جاتی ہے۔ تیسری قسم میں وہ اولیاء ہیں جنہیں حق تعالیٰ نے ازل میں ہی چن لیا انہیں وہبی طور پہ یہ دولت نصیب ہو گئی۔ ایسے خوش نصیبوں میں بھی دو قسم کے لوگ ہیں۔ ایک وہ ہیں جو نظام کائنات چلانے میں ممد و معاون ہیں۔ ان میں اولیا ابدال اقطاب وغیرہ ہیں۔ دوسرے وہ ہیں جنہوں نے راہِ فقر اختیار کی۔ دنیا و عقبیٰ ترک کر کے محض طلبِ حق میں سرگرداں ہوئے۔ یہ فقراء وہ لوگ ہیں جو درحقیقت نائبِ رسول ہیں انہیں جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم سے میراثِ فقر ملی اور یہ کس قدر عظیم دولت ہے، اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جس قدر منصب و مقامات عطا ہوئے آپ نے ان میں سے کسی پہ فخر نہیں فرمایا۔ ارشاد ہوا "میں تمام اولادِ آدم کا سردار ہوں مگر مجھے اس پہ فخر نہیں۔ روزِ محشر لواء الحمد میرے ہاتھ میں ہو گا مگر مجھے اس پہ فخر نہیں۔ میں تمام گناہگاروں کی شفاعت فرماؤں گا مگر مجھے اس پہ فخر نہیں۔" یہاں تک آپ نے

فرمایا" میں اللہ کا حبیب ہوں مگر مجھے اس پر بھی فخر نہیں "۔ سبحان اللہ ایسے مقامات جو کسی اور کے نصیب میں نہیں مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی پر بھی فخر نہیں فرمایا بلکہ آپ نے فرمایا اَلْفَقْرُ فَخْرِیْ وَالْفَقْرُ مِنِّیْ مجھے فقر پر فخر ہے اور فقر مجھ سے ہے۔ معلوم ہوا کہ مرتبہ فقر سب سے افضل ہے جب ہی آپؐ نے اس پر فخر فرمایا۔ وراثتِ فقر کے حامل یہ فقراء بہت شاذ و نادر ہیں۔ عام لوگ تو عام لوگ اکثر ان کے اہلِ خاندان بھی ان کی حقیقت سے بے خبر ہوتے ہیں۔ لوگ ان کی خستہ حالی کے سبب ان کے پاس بیٹھنے کو پسند نہیں کرتے مگر ان کی یہ شان ہوتی ہے کہ حدیث شریف میں آیا ہے "اگر یہ لوگ اللہ کو کسی بات پر قسم دے دیں تو اللہ کو ویسا کرنا پڑ جاتا ہے"۔ ان کے منہ سے نکلی ہوئی بات کو اللہ رد نہیں کرتا۔

ایسے ہی فقراء اور ازلی اولیاء میں سے ایک عظیم ہستی میرے مربی تاج الفقراُ حضرت قبلہ صوفی غلام محمد قادری قدس سرہ ہیں۔ آپ تحصیل مری کے ایک گاؤں بملبیڑی میں پیدا ہوئے۔ ابھی چند سال کے ہی ہوئے تھے کہ خواب میں محبوبِ سُبحانی، قطب ربّانی، غوث الصمدانی سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کی زیارت ہوئی۔ سرکار غوثیت مآبؓ نے آپ کو سفید رنگ کی کوئی چیز کھانے کو دی جسے آپ نے کھا لیا۔ صبح جب بیدار ہوئے تو بلا کسی کے پڑھائے قرآن مجید پڑھنا شروع کر دیا۔ گھر والے حیران ہوئے اور سبب پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ خواب میں ایک باباجی کی زیارت ہوئی۔ انہوں نے مجھے کچھ کھانے کو دیا جس کے سبب خود بخود قرآن زبان پر جاری و ساری ہو گیا۔

کچھ دنوں بعد ایک فقیر آپ کے گھر پر آیا اور آپ کے والد سے فرمایا کہ اس بچہ کا خاص خیال رکھیں، اس کے معاملات میں مداخلت نہ کریں۔ آپ کا بیشتر وقت گوشۂ تنہائی میں گزرتا تھا۔ اسکول کی چند جماعتیں پڑھ سکے۔ پھر جذب و مستی اس قدر بڑھی کہ آپ جنگلوں میں نکل گئے۔ تقریباً تیرہ برس آپ جنگلوں میں چلّہ کشی اور مختلف ریاضتوں میں مصروف رہے۔ حضور غوث

الثقلین کا آپ پر خاص التفات تھا۔ بچپن سے ہی پنجتن پاک کا آپ پر سایہ تھا چنانچہ کسی بھی سلسلہ میں بیعت ہوئے بغیر سرکار غوثیت مآبؓ کی عنایتِ خصوصی سے اور مولائے کائنات حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے کرم خاص سے آپ نے راہِ سلوک اویسی طریقے سے طے کی۔ اسی اثناء میں آپ کے گھر والے آپ کو زبردستی جنگلوں سے پکڑ لائے اور آپ کی شادی کرا دی۔ آپ اس وقت چلّہ میں تھے آپ نے وہ رات گاؤں کی مسجد میں یادِ الٰہی میں گزاری اور صبح وہیں سے پھر جنگلوں میں نکل گئے اور پانچ سال مزید گزارنے کے بعد واپس گھر تشریف لائے۔

جن دنوں آپ چلّہ کشی میں تھے، ایک فقیر آپ کے احوال سلب کرنے کی غرض سے آپ کے پیچھے لگ گیا۔ آپ نے اس کے باطنی حملے سے بچنے کے لئے روحانی طور پر پرواز کی اور پہلے آسمان پر چلے گئے۔ وہ وہاں بھی آن پہنچا۔ آپ دوسرے اور پھر تیسرے یہاں تک کہ ساتویں آسمان پر چلے گئے مگر وہ پیچھے لگا رہا۔ پھر آپ عالم جبروت میں داخل ہو گئے۔ وہ فقیر بھی وہاں پہنچ گیا۔ آپ نے وہاں سے عالمِ لاہوت میں پرواز کی مگر اس نے پیچھا نہ چھوڑا۔ آپ پریشان تھے کہ اس سے کیسے پیچھا چھڑائیں۔ ناگاہ سامنے سے تاجدارِ ہَل اَتٰی، امام المشارق والمغارب اخیِ رسول و زوجِ بتول سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ، تشریف لائے اور آپ کو سینہ سے لگا لیا۔ حضرت علیؓ کی حمایت دیکھتے ہی وہ فقیر وہاں سے لوٹ گیا۔ شیرِ خدا نے تاج فقر آپ کے سر پر رکھا اور فرمایا آج کے بعد آپ کو کوئی بھی پریشان نہیں کرے گا۔ جب سے آپ کا لقب تاج الفقراء مشہور ہے۔

تکمیل سلوک کے بعد آپ کو بیعت ہونے کا حکم ہوا۔ آپ گاؤں کی ایک پہاڑی پر تشریف فرما تھے۔ آپ نے دیکھا کہ آپکے مربّی حضور غوث الثقلینؓ ارواح اولیاء کے ہمراہ تشریف لائے اور ایک سمت اشارہ کر کے اس طرف جانے کا حکم دیا۔ آپ حسب الحکم روانہ ہو گئے۔ وہاں سید رجب علی شاہ قادری قلندریؒ آپ کے منتظر تھے۔ سائیں رجب علیؒ نے فرمایا، آپ کو سرکار غوث الاعظمؓ نے

میری ہی طرف آنے کا حکم دیا ہے۔ سائیں رجب علی شاہؒ نے آپ کو بیعت کیا اور کہا یہ پانی پئیں، اس میں تیس ہزار علوم ہیں۔ آپ نے حسب الحکم وہ پانی پی لیا۔ آپ میں کوئی تغیر نہ دیکھ کر سائیں رجب علی شاہ بہت حیران ہوئے اور فرمانے لگے۔ میں تو سمجھا تھا کہ آپ برداشت نہ کرسکیں گے اور مجذوب ہوجائیں گے۔ صوفی صاحب نے فرمایا یہ آپ کا حکم تھا تو میں نے پی لیا ورنہ میرے سرکار تو مجھے پہلے ہی سمندر کے سمندر پلا چکے ہیں۔ بیعت ہونے کے بعد آپ نے اپنے دادا پیر سلطان ٹِکّا شاہ قادری رحمتہ اللہ علیہ کے مزار اقدس بمقام کامرہ شریف میں حاضری دی۔ جوں ہی آپ وہاں پہنچے تو سلطان ٹِکّا شاہؒ کی تربت شق ہو گئی اور صاحبِ مزار استقبال کے لیے باہر تشریف لے آئے۔ اس وقت دربار پہ موجود دوسرے لوگوں پر نیند کی سی کیفیت طاری ہوگئی۔ سلطان ٹِکّا شاہؒ نے صوفی صاحب کو سینہ سے لگا لیا اور ایک نعمت خاص عطا فرمائی۔

آپ نمود و نمائش کے سخت خلاف تھے۔ آپ کے احوال باطن کی کسی کو بھی خبر نہیں۔ آپ کے اہلِ خاندان اور اہل محلہ اس بات سے اب تک بے خبر ہیں کہ آپ اللہ کی برگزیدہ ہستیوں میں سے ہیں۔ آپ نے ساری زندگی محنت و مشقت کر کے حلال روزی کمائی اور عقیدتمندوں سے نذرانے قبول کرنے کے بجائے ان کی مالی معاونت کی۔ صرف چند لوگ آپ کو ذرا سا سمجھ سکے ورنہ ہر کوئی آپ کی حق گوئی کے سبب آپ سے متنفر رہا۔

آپ کی گفتار، کردار، چلنا پھرنا، اٹھنا بیٹھنا غرضیکہ آپ کی ہر بات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے کے عین مطابق تھی۔ آپ کی ذات حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق و عادات کا کامل نمونہ تھی۔ اپنے معتقدین پہ آپ بے حد مہربان تھے۔ ان کی غلطیوں اور کوتاہیوں سے درگزر فرماتے۔ ہزار عیب کے باوجود انہیں اپنے سینے سے لگاتے۔ کبھی کسی کا عیب براہِ راست نہ کھولتے بلکہ اپنے کلام میں قرآن و حدیث اور اولیاء کے تذکروں سے اس طرح نقطہ بیان کرتے کہ سننے والا اپنے عیب سے آگاہ ہو کر خود بخود اصلاح کے لیے کوشاں

ہوجاتا۔ کبھی کسی کی دل آزاری نہ فرماتے، کسی کو کسی بات کے لئے مجبور نہ کرتے، تواضع کا یہ عالم تھا کہ معتقدین و طالبین کو بھی اپنے آپ سے بہتر جانتے۔ کوئی نصیحت کرنی ہوتی تو فرماتے میں درحقیقت اپنے آپ کو نصیحت کر رہا ہوں۔ کسی سے کبھی بدلہ نہ لیتے بلکہ ہمیشہ عفو و درگزر کا مظاہرہ کرتے، فرماتے کہ جو بھی یہ چاہتا ہے کہ اللہ اس کی غلطیوں اور خطاؤں کو معاف کر دے" اسے چاہیے کہ وہ مخلوق کی غلطیوں اور خطاؤں کو معاف کرے۔ ایک مرتبہ آپ کی ایک رشتہ دار خاتون نے آپ کو گالیاں دینی شروع کر دیں۔ آپ نے بجائے جواب دینے کے کمرہ بند کر کے نماز پڑھنی شروع کر دی۔ آپ کی ذات میں اس قدر عاجزی، انکساری، تواضع اور فروتنی تھی کہ بیان سے باہر ہے۔ میں جب پہلی بار آپ سے ملا تو مجھے ملانے والے جناب حبیب اللہ صاحب نے فرمایا، یہ میرے ساتھی احمد حسن ہیں، آپ انہیں کچھ نصیحت فرمائیں۔ آپ نے فرمایا، میں تو خود اس قابل ہوں کہ لوگ مجھے نصیحت کریں۔ میں کسی کو کیا نصیحت کر سکتا ہوں۔ واقعی انسان کا جتنا بلند مرتبہ ہوتا ہے، اسیقدر اس میں عاجزی و انکساری ہوتی ہے کہ جو شاخ جسقدر ثمر بار ہو اسیقدر جھکی ہوئی ہوتی ہے۔

آپ کی محافل کا عجیب عالم تھا۔ اللہ اور اس کے پیاروں کے ذکر کے علاوہ کوئی اور دنیاوی بات نہ ہوتی تھی۔ اگر کوئی دنیاوی بات چھیڑ بھی دیتا تو آپ انتہائی عمدگی اور حکمت سے اس بات کو قرآن و حدیث یا بزرگوں کی حکایات سے منسلک کرتے ہوئے پھر اللہ اور اس کے رسول ؐ کے ذکر کی طرف لوٹ آتے۔ اہلبیتِ اطہار اور سرکار غوثیت مآب رضؓ کے اس قدر زبردست عاشق تھے کہ پاس بیٹھنے والے کے دل میں خود بخود پنجتن پاک اور حضور غوث الثقلین رضؓ کی محبت موجزن ہو جاتی اور یہ آپ کے کمالِ عشق کی بڑی دلیل ہے کہ آگ کی بھٹی کے قریب جو چیز بھی ہو گی وہ یقیناً گرم ہو جائے گی۔ آپ کی مجلسوں میں کثرت سے اہلبیت پاک کے فضائل اور سیدنا غوث الاعظم رضؓ کے مناقب کا تذکرہ ہوتا۔ آپ کو ان برگزیدہ ہستیوں کے ذکر کے بغیر چین نہیں پڑتا تھا۔

فرماتے کہ اگر سالن میں جتنے بھی مرچ مصالحے ڈال لو جب تک اس میں نمک نہیں ہوگا، وہ پھیکا رہے گا۔ اسیطرح مجالس ذکرِ اہلبیت کے بغیر پھیکی رہتی ہیں۔ اسکے علاوہ عشق و معرفت و دیگر موضوعاتِ تصوف پر بیان کردہ آپ کے نکات ایک انمول خزانہ ہیں۔ اگرچہ آپ نے کہیں سے بھی دینی تعلیم حاصل نہیں کی اور نہ کسی مدرسہ میں داخل ہوئے، نہ کسی سے تفسیر و حدیث پڑھی۔ اس کے باوجود جب آپ کلام فرماتے تو سننے والے مبہوت ہو جاتے۔ نیا ملاقاتی اکثر پوچھ بیٹھتا کہ آپ کس کے تلمیذ ہیں۔ یہ علم آپ نے کہاں سے حاصل کیا۔ آپ مسکرا کر فرماتے، مجھے پڑھانے والے سرکار محبوب سبحانی ہیں، مولائے کائنات، باب العلم سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کے عطا کردہ علوم میرے سینہ میں ٹھاٹھیں مار رہے ہیں۔ آپ کے کلام فرماتے وقت ایسی کیفیات طاری ہوتیں کہ جی چاہتا بس وقت یہیں ٹھہر جائے۔ آپ کا رُخِ انور یونہی نظروں کے سامنے رہے اور اسی طرح آپ کے سامنے بیٹھے ہوئے آپ کا بیان سنتے رہیں۔ اکثر گھنٹوں گزر جاتے مگر وقت گزرنے کا احساس نہ ہوتا۔ کمال یہ تھا کہ آپ استدلال صرف قرآن و حدیث سے فرماتے، آپ کی کوئی بھی بات، کوئی بھی نقطہ اس سے ہٹ کر نہ ہوتا۔ یہ دو شمعیں ہمہ وقت آپ کے سامنے فروزاں ہوتیں۔

بغداد میں سرکار غوثیت مآب رضؓ کے خلفاء میں سے ایک سید ابراہیم کو خواب میں سرکار نے حکم دیا کہ پاکستان جاؤ اور وہاں میرے اس محبوب اور لاڈلے کی زیارت کرو۔ سید ابراہیم آپ کی زیادہ کو آئے اور آپ کے ہمراہ ایک ماہ قیام فرمایا اور آپ کے فیوضات سے مستفیض ہو کر واپس تشریف لے گئے۔

پی آئی اے سے ریٹائرمنٹ کے بعد ۱۹۸۵ء میں آپ اپنے آبائی گاؤں بملیٹری واپس تشریف لے گئے۔ دیگر اولیائے کبار کی طرح آپ پر بھی ساری زندگی ابتلاء و مصائب آئے جن کی فہرست بڑی طویل ہے مگر آپ ہمیشہ صابر و شاکر رہے۔ حق تعالیٰ کی ہر آزمائش پر سیدنا غوث الاعظم رضؓ کی مہربانیوں

کے سبب پورے اُترے۔ ۱۹۸۶ء میں آپ پر فالج کا حملہ ہوا۔ تین روز بعد ہوش آیا۔ میں ملاقات کو گیا تو فرمایا انسان کا جیسا مقام ہوتا ہے، ویسی ہی آزمائش ہوتی ہے۔ نومبر ۱۹۸۶ء سے اکتوبر ۱۹۹۰ء تک آپ پر کئی مرتبہ فالج کا حملہ ہوا اور کئی بار دل کا دورہ پڑا۔ اس چار سال کے عرصے میں جس قدر شدید تکالیف آپ نے اٹھائیں، قلم ان کے اظہار سے قاصر ہے۔ اس قدر عوارض اور شدید تکالیف کے باوجود آپ نے کبھی اُف تک نہ کی۔ ہم لوگوں کے بے حد اصرار پر بھی آپ نے اپنے حق میں دعا نہ کی بلکہ رضائے الٰہی پر راضی رہے۔ بالآخر ۱۷ اکتوبر مطابق ۲۷ ربیع الاوّل شب جمعرات کو یہ آفتاب طریقت عالمِ ظاہر میں غروب ہو کر عالمِ باطن میں ہمیشہ کے لیے طلوع ہو گیا۔ ایک بزرگ نے خبر دی کہ صوفی صاحب نے اپنی اس کڑی آزمائش میں جس قدر تکالیف اٹھائیں، اس پوری صدی میں کسی بھی فقیر نے نہ اٹھائی۔ آپ کا مزار اقدس سخی حسن کراچی میں مرجع خلائق ہے۔ متعدد لوگوں کا آپ سے روحانی طور پر رابطہ قائم ہے اور آپ کا فیضان پہلے سے بڑھ کر جاری و ساری ہے۔ اگر میں لوگوں کے مکاشفات لکھنا شروع کروں تو ایک مفصل کتاب بن جائے مگر اقبالؔ کے ان اشعار پر بات ختم کرتا ہوں۔

چھپایا حسن کو اپنے کلیم اللہ سے جس نے — وہی ناز آفریں ہے جلوہ فرما ان نازنینوں میں
نمایاں ہو کے دکھلا دے کبھی ان کو جمال اپنا — بڑی مدت سے چرچے ہیں تیرے باریک بینوں میں
بجھا سکتی ہے شمع کشتہ کو موجِ نفس ان کی — الٰہی کیا رکھا ہوتا ہے اہلِ دل کے سینوں میں
تمنا دردِ دل کی ہو تو کر خدمت فقیروں کی — نہیں ملتا یہ گوہر بادشاہوں کے خزینوں میں
نہ پوچھ ان خرقہ پوشوں کی ارادت ہو تو دیکھ انکو — یدِ بیضا لئے بیٹھے ہیں اپنی آستینوں میں

تالیف سرکار غوثیت مآب رضی کے فضائل و مناقب کا حسین مرقع ہے۔ اس کتاب میں ایسے انمول جواہر جمع ہیں جو اس موضوع پر موجود کسی اور تصنیف میں نظر نہیں آتے۔ سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کے عاشقوں کے لیے یہ انمول اور نادر تحفہ ہے۔

ایک عالم اور ایک عاشق کی تحریر میں بڑا فرق ہوتا ہے۔ یہ تالیف ایک ایسے عاشق صادق کی ہے جس کی صحبت میں ذرا دیر بیٹھنے سے ہی سرکار محبوب سبحانی کی محبت دل میں سرایت کرنے لگتی تھی۔ یہی حال اس تالیف کا ہے۔ جو بھی اس کتاب کا ادب و احترام اور محبت کے ساتھ مطالعہ کرے گا، بلا مبالغہ سیدنا غوث الاعظم رض کی محبت سے اس کا سینہ لبریز ہو جائے گا۔ عاشقانِ غوث الاعظم رض کے ذوق کی تسکین اور ان کے عشق و محبت کو فزوں تر کرنے کا اس میں مکمل سامان ہے۔ قارئین سے التماس ہے کہ اس کتاب کو بے حد ادب و احترام کے ساتھ پڑھا جائے۔ اگر کسی قاری کو، کوئی بات سمجھ میں نہ آئے تو ہرگز اس کا انکار نہ کرے، اور نہ ہی اعتراض و تنقید کرے ورنہ نقصان کا احتمال ہے۔ ایسی صورت میں توقف کرے اور کسی بزرگ سے اس کا معنی دریافت کرے نیز حق تعالیٰ سے بھی دعا کرے تاکہ مفہوم بآسانی سمجھ میں آجائے۔

آخر میں، میں حق تعالیٰ جل شانہ، کی بارگاہ میں عرض گزار ہوں کہ میری یہ سعی بارگاہ غوثیت مآب رضی اللہ عنہ میں قبول ہو جائے اور یہ کتاب محبانِ غوث الاعظم رض کے دلوں میں آنجناب رض کی معرفت بڑھانے اور آپ رض کی محبت فزوں تر کرنے کی موجب بن جائے۔ میں اپنے تمام ساتھیوں اور ان تمام حضرات کا تہہ دل سے مشکور ہوں جن کے تعاون کے سبب اس کتاب کی اشاعت ممکن ہو سکی۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے محبوب سبحانی سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کی سچی محبت عطا فرمائے اور دارین میں آنجناب رض کا قرب نصیب فرمائے۔

آمین بجاہ سید المرسلین

احمد حسن قادری

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سببِ تالیف

اللہ تبارک و تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس نے مجھے "شرح اسماء النبی ﷺ" شائع کرنے کی توفیق عطا فرمائی جس کی اشاعت سے میری بڑی دیرینہ تمنا پوری ہوئی اس کے بعد میرے دل میں بے حد شوق پیدا ہوا کہ میں محبوب سبحانی، قطب ربانی، غوث الصمدانی، شہبازِ لامکانی سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رض قدس سرہٗ النورانی کی مختصر اور جامع سوانح حیات تحریر کروں۔

یہ کتاب اگرچہ اپنے موضوع کے اعتبار سے بہت ہی مختصر ہے لیکن بحمدہٖ تعالیٰ قطب الاقطاب، غوث الاغواث سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کے حالاتِ زندگی کی بڑی حد تک جامع ہے۔ جس کو میں چمنستانِ سیرت پاک کے گلہائے رنگا رنگ کا ایک مقدس اور حسین گلدستہ بنا کر "حیات المعظم فی مناقب سیدنا غوث الاعظم رض" کے نام سے پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں۔

گر کسے واللہ بعالم از مئے عرفانی است
از طفیل شاہ عبدالقادر گیلانی رض است

"بخدا! اگر کسی کو جہان میں شرابِ معرفت (الٰہیہ) حاصل ہوئی ہے تو جناب غوث الاعظم سید عبدالقادر جیلانی رض کے طفیل حاصل ہوئی ہے"۔

مجھ سے پہلے ہر زمانے اور ہر زبان میں ہزاروں خوش نصیبوں کو سرچشمہ ولایت، شہنشاہِ طریقت، گنجینہ فیوض و برکات، مخزنِ سعادت و حسنات، قطبِ جہاں، رہبرِ کاملاں، غوثِ زماں، دستگیر بے کساں، شہبازِ لامکاں حضرت پیرانِ پیر دستگیر شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی سوانح حیات پر کتابیں لکھنے کی سعادت حاصل ہوئی ہے اور انشاء اللہ قیامت تک ہزاروں، لاکھوں خوش بخت مسلمان اس سعادت سے سرفراز ہوتے رہیں گے۔ متعدد مصنفین نے اس موضوع پر

ضخیم کتابیں تحریر کیں مگر ان میں سے کوئی بھی یہ دعویٰ نہیں کر سکتا کہ ہم نے شیخ الطالبین، شمس العارفین، سراج السالکین، شیخ المشائخ سیدنا غوث الاعظم رضی کی سیرتِ پاک کے تمام گوشوں اور تمام جزئیات کا احاطہ کر لیا ہے کیونکہ وارث کتاب اللہ، نائب رسول اللہ، سرتاج الاولیاء حضرت شاہ محی الدین ابو محمد سید عبدالقادر جیلانی رضی کی سیرتِ پاک کا ہر عنوان ایسا بحرِ ناپیدا کنار ہے جس کو پار کر لینا بڑے بڑے اہلِ علم کے لیئے اتنا ہی دشوار ہے جتنا کہ آسمان سے چاند تاروں کو توڑ کر اپنے دامن میں بھر لینا۔ میرے لیے بھی اس کام کو کما حقہٗ سرانجام دینا یقیناً ناممکن ہے. میں نے تو فقط یہ چاہا کہ سردارِ اولیاءؒ رہنمائے شریعت و طریقت، نور افزائے معرفت و حقیقت، آفتابِ فلکِ عرفاں، مقبول بارگاہِ یزداں، خلاصہ کون و مکاں، محبوب سبحانی غوث الصمدانی حضرت شیخ سید عبدالقادر جیلانی رضی کی مختصر سوانح حیات تحریر کر کے مصنفینِ سیرت پاک جنابِ غوثیت مآب رضی کی مقدس فہرست میں اپنا نام لکھوا لوں اور ان بزرگوں کی صف میں جگہ پا لینے کی سعادت حاصل کروں.

ؔ شیخ کا سایہ رہے سر پہ ہمارے اے خدا
مستفیض ہوتا رہے اس در سے ہر شاہ و گدا

انسانی مصروفیات کے اس دور میں جب مسلمانوں کو اپنی ضروریاتِ زندگی سے بالکل فراغت نہ ملتی ہو، علمی تحقیقات سے ان کی ہمتیں قاصر ہوں، مطالعہ کی دلچسپیاں ناپید ہو چکی ہوں اور ذہن و حافظہ کی قوتیں کمزور پڑ چکی ہوں۔ ایسے دور میں یہ امید فضول نظر آئی کہ عام مسلمان مفصل اور ضخیم کتب پڑھ کر ان کے مضامین اپنے ذہن میں محفوظ رکھ سکیں گے۔ ایسے ماحول کے پیشِ نظر یہی مناسب معلوم ہوا کہ اس موضوع پر ایسی مختصر اور جامع کتاب لکھی جائے جسے عوام الناس چند نشستوں میں پڑھ سکیں اور کتاب کے مضامین کو اپنے حافظہ میں محفوظ رکھ سکیں۔

دیباچہ

حمد لامتناہی اس ذاتِ باری تعالیٰ کے لئے ہے جس نے ہم پر احسان عظیم فرما کر اپنے حبیبِ لبیب جنابِ احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں پیدا فرمایا۔ ادائے حمد و ثنا خدائے بیمثال، طاقتِ بشری سے ناممکن ہے۔ انسان کی کیا مجال کہ اس خالقِ لایزال کی حمد و ثناء میں از خود زبان کھول سکے، بس ہر قسم کی تعریف اللہ ہی کے لائق ہے۔

لاتعداد درود و سلام ہوں شہنشاہِ دو جہاں، سرورِ انس و جان صلی اللہ علیہ وسلم پر جن کی ذاتِ والا صفات، باعثِ ایجادِ کائنات اور خلاصہ موجودات ہے اور بے شمار درود و سلام ہوں آپؐ کی آلِ اطہار اور اصحابِ کبار رضی اللہ عنہم اجمعین پر اور بالخصوص آپ کے نائب و وارث سیدنا و مرشدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی کی ذاتِ بابرکات پر جو آپ صلی اللہ علیہ وسلّم کے نہایت عزیز ترین فرزند ہیں۔ جن کا لقبِ مبارک سلطان محی الدین رضی ہے۔ جو عارفوں کے پیشوا، کاملوں کے رہنما، ہادیِ راہ ہدیٰ اور مقتدائے جملہ اولیاء ہیں، جن کی نظرِ عنایت نے مردہ دینِ اسلام میں دوبارہ زندگی کی رُوح پھونک دی۔ جن کے عالی مرتبہ کا آج تک کسی صاحبِ بصیرت نے انکار نہیں کیا جن کا قدمِ اطہر تمام اولیاء اللہ کی گردنوں پر ہے، جن کی پیروی جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عین اتباع ہے، جن کا منظورِ نظر مقبول بارگاہِ حق اور بارگاہ سید الابرارؐ ہے۔ اکابر اولیاء اللہ جن کی غلامی کا دم بھرتے ہیں اور آپ ہی سلطان السلاطین، محبوب رب العالمین، قطب الاقطاب، غوث الاغواث اور شیخ الکل ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کے عقیدتمندوں کو تاابد آپ کے زیرِ سایہ رکھے اور آپ کی غلامی و محبت میں سب کا خاتمہ بالخیر کرے۔

ؔ میں قادری ہوں شکر ہے ربِّ قدیر کا
دامن ہے میرے ہاتھ میں پیرانِ پیر کا

مدحِ محبوبِ سبحانی رضؓ درحقیقت شکرِ ربانی ہے، آپ رضؓ کی رفعت لامکانی ہے، آپ رضؓ کا قرب عین قربِ ربانی ہے، یہ محبوب ہیں تو محبوبِ سبحانی ہیں، یہ قطب ہیں تو قطبِ ربانی ہیں، یہ غوث ہیں تو غوث الصمدانی ہیں، یہ پیر ہیں تو پیرِ حقانی ہیں، یہ مرشد ہیں تو مرشدِ لاثانی ہیں، یہ واقف ہیں تو واقفِ اسرارِ نہانی ہیں، یہ شہباز ہیں تو شہبازِ لامکانی ہیں، یہ رازدار ہیں تو رازدارِ یزدانی ہیں۔ آپ کے خیالات، اللہ کے الہامات، آپ کی کرامات، اللہ کے انعامات، آپ کی ولایت اللہ کی عنایت، آپ سے محبت، اللہ سے محبت اور آپ سے نسبت اللہ سے نسبت ہے۔ اس سراپا روحانیت، اس مجسمہ ولایت، اس قاسمِ عرفان اور اس قطبِ عالم کے مفصل اور جامع حالات، کماحقہٗ اردو زبان میں قلمبند نہ ہوئے۔ اربابِ عقیدت اور تشنگانِ ہدایت ازحد متمنی ہیں کہ اس برگزیدہ ترین ولی کی حیاتِ مبارک کے پاکیزہ حالات و واقعات اخلاق و عادات، عبادات و ریاضات، شبانہ روز کے اعمال، زہد و تقویٰ، حلم و عفو، عزم و ثبات، ایثار و الطاف، عصمت و عفت اور غیرت و استغنا وغیرہ معلوم کر کے اپنے آپ کو ان کے نقشِ قدم پر چلائیں، ان کے اسوۂ حسنیٰ پر عامل ہوں اور ان کی ہدایات کو پیش نظر رکھ کر منازلِ سلوک طے کریں۔

یہ خیال میرے دل میں راسخ ہو گیا اور طبیعت نے مجبور کیا کہ ایسی پاک، مقدس اور مطہر ہستی کی خدمت سرانجام دے کر سعادت ابدی حاصل کی جائے۔ جنہوں نے سیدالانبیاء کی لائی ہوئی شریعت کو زندہ اور روشن کر کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نیابت کا پورا حق ادا کیا۔ جنہوں نے اپنی روحانی قوت، اپنی ہمت، اپنی شجاعت، اپنی طاقت، اپنے زور، اپنے استقلال اور اپنے قلب کی نورانیت کو محبوب رب العالمین کے دین کی توسیع و اشاعت میں صرف کر دیا، جنہوں نے رات دن بیدار رہ کر نخلستان محمدی صؐ کو سرسبز و شاداب کیا۔ جنہوں نے اپنے ارشادات و فیوضات سے مخلوق کے قلوب کی ظلمتوں کو نورانیت میں تبدیل کر کے اپنے آپ کو معلمِ کائنات، فخر موجودات سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کا خلف سعید ثابت کیا۔

اور اس طرح اپنے معلم، اپنے محسن اور اپنے محبوب حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھیں ٹھنڈی کیں۔

اس خیال کے راسخ ہوتے ہی اللہ کا نام لے کر تمام امور کو خیرباد کہا اور اس کارِ سعید کو سرانجام دینے میں مشغول ہو گیا۔ متواتر کئی ماہ کی کوششوں اور مستند کتابوں کی مدد سے الحمدللہ یہ کارِ خیر تکمیل کو پہنچا۔ میری جانکاہ محنت کا یہ ثمر اربابِ عقیدت کی نذر ہے۔ ساتھ ہی میری دلی خواہش ہے کہ اربابِ عقیدت کے علاوہ نئی روشنی کے مسلمانوں کے قلوب بھی اس آفتابِ شریعت و طریقت کی نورانی شعاعوں سے منور ہوں۔

میں اپنے مالکِ حقیقی، ربِ کائنات سے دعا کرتا ہوں کہ وہ اپنے پیارے محبوب صؐ کے طفیل اس سعی کو قبول فرمائے، اس کتاب کے قارئین کو روحانیت قادریہ غوثیہ سے بہرہ مند فرما کر اپنی محبت، اپنی اطاعت، اپنی عبادت، اپنا قربِ خاص، اپنے دیدار، اپنے الطافِ عمیم، اپنی عنایات اور اپنے بے پایاں انعامات سے نوازے، آمین یارب العالمین۔

احقر العباد

صوفی غلام محمد قادری رح

فضائل وکمالات

۱. شیخ عبداللطیف بغدادیؒ اپنی تصنیف لطائفِ لطیفہ میں فرماتے ہیں کہ بروز میثاق ارواح کی تین صفوف مرتب ہوئیں. پہلی صف میں انبیاء ومرسلینؑ صفِ دوم میں اولیائے کاملین اور تیسری صف میں دیگر مخلوق کی ارواح رکھی گئیں ۔ اس وقت حضرت محبوب سبحانی سیدنا غوث الاعظمؓ کی روحِ پاک دوسری صف میں تھی مگر شرافتِ ابدی ونجابتِ سرمدی اور بلند حوصلہ کے سبب آپ کی رُوحِ پاک بار بار پہلی صف میں جاکھڑی ہوتی اور گروہِ انبیاء میں داخل ہونا چاہتی ملائکہ بحکم ربی آپ کی روحِ پاک کو دوسری صف میں لاتے مگر وہ قرار نہ پکڑتی تھی ۔ بالآخر ملائکہ نے اس کیفیت کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا ۔ آپ ﷺ نے تبسم فرماکر اس روحِ اطہر کو دوسری صف میں صدیقین اور محبوبین کے درمیان داخل کیا. اور فرمایا اے لختِ جگر، نورِ بصر آج تیری جگہ حکم الٰہی سے صف اولیاء میں مقرر ہے. کل قیامت کے دن تیری جگہ مقامِ محمود میں میرے پہلو میں ہوگی چنانچہ روح پاک سرکار غوثیت مآبؓ نے قرار پایا ۔

۲. تشریح الاولیاء وانیس القادریہ میں عارفین سے منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا، میں نے شبِ معراج سدرۃ المنتہیٰ سے متصل ایک بارگاہ دیکھی جو انوار سے آراستہ اور تجلّیات سے پیراستہ تھی. اس میں دو مرغ خوش پیکر سبز اور سفید رنگ کے متمکن تھے ۔ مرغِ سبز پرواز کرکے عرش پر جاتا ہے اور پھر اپنے مقام پر واپس آتا تھا. میں نے باری تعالیٰ سے عرض کیا خداوندا یہ دونوں کون ہیں ؟ ۔ ارشاد ہوا مرغِ سفید بایزید بسطامیؓ اور مرغ سبز شیخ عبدالقادر جیلانیؓ ہیں. ان دونوں کا ظہور آپ کی اُمت میں ہوگا.

۳. مناقب غوثیہ میں ہے کہ شبِ معراج آپؓ، رسول اللہ صلی علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوئے اور آپؓ کو ولایت محمدی مطلقاً عطا ہوئی جناب رسالتمآب ﷺ نے وراثت ومحبوبیت کے لیے آپ کو اپنا خلیفہ بنایا چنانچہ آپؓ فرماتے ہیں کہ جب میرے جدِ امجد جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جبریلؑ کے ہمراہ سدرۃ المنتہیٰ تک پہنچے، تب اللہ تعالیٰ نے میری رُوح کو بھیجا تاکہ شرفِ قدم مبارک سے مشرف ہو، پس میں نے وراثتِ اعلیٰ اور خلافتِ کبریٰ حاصل کی. میرے جدِ امجد نے اپنا قدم مبارک میرے کندھے پر رکھا اور میں انہیں قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی تک لے گیا. رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے لختِ جگر، نورِ نظر جس طرح آج میرا قدم تیری گردن پر ہے کل تیرا قدم تمام اولیاء اللہ کی گردنوں پر ہوگا. منقول ہے کہ جب آپؓ پیدا ہوئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کے قدمِ مبارک کا نشان آپؓ کے کندھے پر موجود تھا ۔

۴. مناقبِ غوثیہ میں ہے کہ آپؓ نے ایامِ طفولیت میں ہاتفِ غیبی سے ندا سُنی کہ اے عبدالقادر مقامِ عاشقی اور مقامِ معشوقی میں سے جو آپ کو پسند آئے، اس کی درخواست کریں. آپؓ نے اس بات کا تذکرہ اپنی والدہ ماجدہ سے فرمایا. والدہ صاحبہ نے مشورہ دیا کہ آپ مقام معشوقی کی درخواست کریں. آپؓ نے فرمایا اے مادرِ مہربان بندہ کی کیا مجال کہ ایسی نعمتِ عظمیٰ اور دولتِ کبریٰ کی طلب میں مبادرت کرے وہ جو کچھ بھی عطا فرمائے یہ اس کی عین عنایت ہے. بندہ کو سوائے تسلیم کے کوئی چارۂ کار نہیں. اس بات سے آپؓ کی والدہ ماجدہ بے حد خوش ہوئیں. اور فرمایا کہ عجب نہیں کہ تمہیں دونوں نعمتیں عطا ہوں. پس ندا ہوئی کہ ہم نے دونوں نعمتیں عطا فرمائیں ۔

۵. تلخیص القلائد میں ابن سقا سے منقول ہے کہ قطب العالم سیدنا غوث الاعظمؓ نے فرمایا، میں نے ایک شب عالم رویا میں دیکھا کہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ نے مجھے گود میں لیا اور اپنا دودھ خوب سیر کرکے پلایا. اسی اثناء میں سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم بھی تشریف لے آئے. آپ ﷺ نے حضرت عائشہ صدیقہؓ

سے فرمایا اے عائشہ ! یہ ہمارا بیٹا ہے اور ہماری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے اور دنیا و آخرت میں برگزیدہ ہے ۔

۶ ۔ تلخیص القلائد میں شیخ ابوزکریا رح سے منقول ہے کہ حضرت محبوب سبحانی رض نے فرمایا، میں نے ایک شب خواب میں دیکھا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلّم تختِ مرصع پر سوار تشریف لائے اور مجھے نہایت الفت و محبت سے اپنے پاس بٹھایا میری پیشانی پر بوسہ دیا اور اپنی خلعتِ مبارکہ اتار کر مجھے پہنائی اور فرمایا هٰذَا خَلْعَةُ الْغَوْثِيَّةِ عَلَى الْاَقْطَابِ وَالْاَبْدَالِ وَالْاَوْتَادِ "یہ خلعت غوثیہ ہے تمام اقطاب اور ابدال اور اوتاد پر۔"

۷ ۔ مکتوبات امام ربّانی مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد فاروقی سرہندی رح میں ہے کہ سرکار غوثیت مآب رض نے ایک بار عالم مراقبہ میں اپنے پروردگار کو دیکھا ۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے محبوب جو کچھ آپ کو مطلوب ہو اس کی درخواست کریں ۔ آپ رض نے عرض کیا یا رب العالمین جو مرتبے اعلیٰ و افضل تھے وہ مجھ سے پیشتر تقسیم ہو گئے نبوت امام الانبیاء کو ، ولایت شیرِ خدا کو، شہادت سید الشہدا کو، قادریت ذاتِ کبریا کو، اب کون سا مرتبہ باقی بچا ہے جس کی میں درخواست کروں ۔ حق تعالیٰ جل شانہ، نے فرمایا ہم نے مرتبہ قادریت آپ کو عنایت کیا، آپ کو تمام عوالم پر متصرف فرمایا اور آپ کو تمام عارفین، سالکین ، واصلین اور محبّین کا شہنشاہ بنایا۔

۸ ۔ زبدۃ الابرار میں آپ کے صاحبزادوں شیخ عبدالوہاب رح اور شیخ عبدالرزاق رح سے منقول ہے کہ ایک دن آپ رض اپنے مدرسہ باب الازج میں دودھ نوش فرما رہے تھے ۔ ناگاہ آپ رض پر حالتِ مراقبہ طاری ہوئی ۔ آپ دیر تک استغراق میں رہے جب اس کیفیت سے فارغ ہوئے تو فرمایا مجھ پر اس وقت ستّر دروازے علم لدنی کے کھلے جس کے ہر دروازے کی وسعت زمین و آسمان کے برابر ہے اور مشرق و مغرب تک ہر شے میری مطیع کر دی گئی اور پردۂ زمین پر جس قدر اولیاء اللہ ہیں سب نے میری اطاعت و فرمانبرداری قبول کی ۔

۹ ۔ قلائد الجواہر میں شیخ ابوالبرکات رح سے مروی ہے کہ اولیائے زمانہ میں ہر ایک

کے ساتھ اس بات کا عہد تھا کہ وہ ظاہر و باطن میں آپ رض کی اجازت کے بغیر تصرف نہ کریں ۔ آپ رض کو حضرت قدس میں ہمکلام ہونے کا مرتبہ حاصل ہے ۔ آپ رض ان اولیائے کرام میں سے ہیں جن کو حیات و ممات دونوں میں تصرفِ تام حاصل ہے اور تمام علماء اور فقراء اس بات پر متفق ہیں کہ جو اولیاء صاحبِ تصرفِ تام ہوتے ہیں ان سے تصرفات اور خوارق عادات جس طرح زندگی میں ظاہر ہوتے ہیں ، اسی طرح بعد از وصال بھی ظہور میں آتے ہیں ۔

۱۰ ۔ قلائد الجواہر میں حضرت شیخ ابوسعید قیلوی رح سے منقول ہے کہ حضرت قطب العالم سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ، کا مقام مع اللہ و باللہ تھا ۔ آپ رض اولیائے متقدمین سے سبقت لے کر ایسے مقام میں پہنچے تھے جہاں سے تنزل ممکن نہیں ۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو تحقیق و تدقیق کے باعث ایک بہت بڑے مقام پر پہنچایا تھا ۔

۱۱ ۔ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رح اپنی کتاب زبدۃ الاسرار میں فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ الحرمین عبداللہ یافعی رح نے لکھا ہے کہ مناقب غوثِ پاک رض اس کثرت سے ہیں کہ اگر تمام درختوں کے پتے کاغذ ہو جائیں اور شاخیں قلم بن جائیں ، تب بھی آپ رض کے مناقب لکھنے کے لیے کافی نہ ہوں ۔ نیز یہ بھی تحریر ہے کہ سرکار غوثیت مآب رض کا مرتبہ اس قدر بلند ہے کہ کوئی ولی اس سے واقف نہیں ۔

۱۲ ۔ قاضی شہاب الدین جونپوری رح ملفوظات قطب الابرار حضرت شاہ بدیع الدین مدار میں لکھتے ہیں کوئی قطب یا ولی سوائے سیدنا غوث الاعظم رض ، خواجہ اویس قرنی رح ، حضرت جنید بغدادی رح اور بہلول دانا رح کے مرتبہ وراء الورا کو نہیں پہنچا اور وراء الوراء وہ مرتبہ ہے کہ ولایت میں اس سے بلند کوئی اور مرتبہ نہیں اور سیدنا غوث الاعظم رض اس مرتبہ میں مثل شہنشاہ کے ہیں ۔ ان کے جیسا ولی نہ آج تک پیدا ہوا اور نہ قیامت تک پیدا ہو گا ۔

۱۳ ۔ رسالۃ الاولیاء میں مذکور ہے کہ جب کوئی شخص منصبِ ولایت پر فائز کیا جاتا ہے تو بحکم خداوندی اسے پہلے سرور عالمیاں صلی اللہ علیہ وسلّم کی بارگاہ اقدس میں پیش کیا جاتا ہے ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلّم اسے سرکار غوثیتِ مآب رض کی خدمت

میں بھیجتے ہیں۔ سرکار اگر اسے لائق سمجھتے ہیں تو اس کا نام دفتر اولیاء میں درج کرتے ہیں۔ یہ دستور آپؓ کے عہد سے جاری ہے اور تاقیامت جاری رہے گا۔

۱۴۔ حضرت مخدوم گنج بخشؒ مقاماتِ عالیہ میں فرماتے ہیں کہ حضرت غوث الثقلینؓ کی کرامات و مناقب اس قدر کثیر ہیں کہ کسی زبان کو ان تمام کے بیان کی طاقت نہیں اور نہ ہی کسی قلم کو تحریر کی قوت ہے۔ حضرت شیخ علی بن ہیتیؓ فرماتے ہیں کہ میں نے کسی بھی شیخ کو آنجنابؓ سے بڑھ کر کثیر الکرامات نہ دیکھا اور نہ کسی اور کے بارے میں ایسا سنا۔ آپؓ کی کرامات کی کثرت کا یہ عالم تھا کہ ہر وقت، ظاہراً و باطناً قولاً و فعلاً آپؓ سے صدہا کرامات و خوارق ظاہر ہوتی تھیں۔ حضرت امام یافعیؒ فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؓ کی کرامات حدِ تواتر کو پہنچی تھیں۔ اور بالاتفاق معلوم ہے کہ جس قدر کرامات آپؓ سے ظاہر ہوئیں کسی اور اولیائے زمانہ سے ظاہر نہ ہوئیں۔ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ فرماتے ہیں کہ سیدنا غوث الاعظمؓ کی کرامات، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات کی طرح بے حد و حساب ہیں۔ آپؓ غوث الثقلین اور شیخ الکل ہیں۔ جیسا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم رسول الثقلین اور سب کے نبی ہیں۔ نیز آپؓ اپنے ظہور سے قبل ازل میں بھی ولی تھے جیسے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت بھی نبی تھے جب آدم علیہ السلام کا پتلا بھی تیار نہ ہوا تھا۔

۱۵۔ مناقب غوثیہ میں حضرت شہاب الدین سہروردیؒ سے منقول ہے کہ سیدنا غوث الاعظمؓ ذاتاً و فعلاً و قولاً حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ مقدسہ میں فنا ہو چکے تھے۔ اور آپ کو فنا فی الرسول کا حقیقی شرف حاصل تھا۔ آپؓ فرمایا کرتے تھے ہر ولی کسی نہ کسی نبی کے قدم پر ہوتا ہے اور میں اپنے جدِ امجد جنابِ رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم مبارک پر ہوں چنانچہ وہ باتیں جو ذاتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے مخصوص تھیں، وہ آپؓ میں بھی پائی جاتی تھیں کہ جس طرح بدن مبارک سرورِ کائنات ﷺ پر مکھی نہیں بیٹھتی تھی، اسی طرح آپؓ کے جسم مبارک پر بھی مکھی نہیں بیٹھتی تھی۔ اور جس طرح پسینۂ

مبارک حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا خوشبودار ہوتا تھا، اسی طرح عرق جسدِ مبارک حضرت غوث الاعظمؓ بھی معطر و معنبر ہوتا تھا اور جس طرح زمین بول و براز حضرت سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نگل لیتی تھی، اسی طرح غوث الاعظمؓ کے بول و براز کو بھی زمین نگل لیتی تھی۔ چنانچہ جب اس بارے میں آپؓ سے پوچھا گیا تو آپؓ نے قسم کھا کر فرمایا کہ "یہ میرے جدِ امجد کا وجود ہے عبدالقادر کا نہیں" پس اس کلام میں یہ مفہوم ظاہر ہے کہ سیدنا غوث الاعظمؓ بحسبِ ذات و صفات و اقوال و افعال و حالات و کمالات حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم میں فانی تھے۔ اسی کو فنائے اتم کہتے ہیں یعنی آپؓ کو ذات و صفات، اقوال و افعال اور احوال و کمالات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں اس قدر فنائیتِ تامہ حاصل تھی کہ آپؓ کا وجود مسعود عین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود مقدس ہو گیا تھا اور اسی سبب خصائص و کمالاتِ مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثناء کا جلوہ حضور غوث الثقلینؓ کی ذاتِ مقدسہ میں نظر آتا تھا اور چونکہ فنا فی الرسول کا عمدہ و اعلیٰ حصہ جنابؓ ہی ذات میں متحقق تھا۔ لہٰذا آپ کے مراتب و تصرفات و افادات دوسرے اولیاء کی نسبت بیشتر ہوئے۔

بشارات و مشاہدات

قبل از ولادت

شیخ عبدالقادر القادری ابن محی الدین الاربلیؒ اپنی تصنیف "تفریح الخاطر فی مناقب الشیخ عبدالقادرؓ" میں فرماتے ہیں کہ صاحب قلائد الجواہر نے مجمع الفضائل سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے تمام مشائخ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے سنا ہے کہ ہمارے سردار حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی غوث الاعظم ہیں اور جب غوث الاعظم کا لفظ بولا جاتا ہے تو اس سے آپ ہی مراد ہوتے ہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس لفظ سے مخاطب کیا ہے (جیسا کہ رسالہ غوثیہ میں آیا ہے یعنی قال اللہ تعالیٰ یا غوث الاعظم....) آپؓ نے شبِ معراج میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اور ولایت محمدیہ اور وراثتِ محبوبیہ کے خلعت سے بہرہ اندوز ہوئے۔ چنانچہ آپؓ فرماتے ہیں کہ جب میرے نانا حضرت محمد مصطفٰےؐ کو معراج ہوئی اور آپ سدرۃ المنتہیٰ پر پہنچے تو جبریل علیہ السلام ٹھہر گئے اور کہنے لگے اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اگر میں اس سے ذرا بھی آگے بڑھوں تو جل جاؤں۔ پس اللہ تعالیٰ نے میری روح اس مقام پر بھیجی تاکہ میں حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے مستفید ہوں سو میں نے آپؐ کی زیارت کا شرف حاصل کیا اور نعمتِ عظمیٰ و خلافت کبریٰ سے بہرہ ور ہوا۔ جب میں سدرۃ المنتہیٰ کے مقام پر پہنچا تو مجھے براق کی جگہ کھڑا کیا گیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باگ ہاتھ میں لے کر مجھ پر سوار ہوئے اور قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰی کے مقام پر پہنچ کر مجھے کہا۔ "بیٹا میرے یہ قدم تمہاری گردن پر ہیں اور تمہارے قدم تمام ولیوں کی گردنوں پر ہیں"۔

سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

وَصَلْتُ اِلَی الْعَرْشِ الْمَجِیْدِ بِحَضْرَۃٍ ۔۔۔ فَلَاحَتْ لِیَ الْاَنْوَارُ وَالْحَقُّ اَعْطَانِیْ

یعنی مجھے عرش مجید تک رسائی ہوئی اور انوارِ الٰہی میرے آگے ظاہر ہوئے اور خدا نے مجھے یہ رتبہ عطا کیا۔

نَظَرْتُ لِعَرْشِ اللّٰہِ قَبْلَ تَخَلُّقِیْ ۔۔۔ فَلَاحَتْ لِیَ الْاَمْلَاکُ وَاللّٰہُ سَمَّانِیْ

یعنی میں نے پیدا ہونے سے پہلے خدا کے عرش کو دیکھا تو میرے آگے اسرارِ الٰہی کے تمام ملک ظاہر ہو گئے۔ اور اللہ نے میرا نام (غوث الاعظم) رکھا۔

وَتَوَّجَنِیْ تَاجَ الْوِصَالِ بِنَظْرَۃٍ ۔۔۔ وَمِنْ خَلَعِ التَّشْرِیْفِ وَالْقُرْبِ اَکْسَانِیْ

یعنی خدا نے اپنی نظر عنایت سے وصال کا تاج اور بزرگی و قرب کا خلعت پہنایا۔

شیخ نعمت اللہ "سفینۃ الاولیاء" میں فرماتے ہیں کہ جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم شب معراج میں مقام اعلیٰ پر پہنچے تو جناب باری تعالیٰ نے آواز دی۔ اے محمدؐ ٹھہرو! تمہارا رب تم پر رحمت بھیجتا ہے۔ پس آپؐ نے فرمایا لِیْ مَعَ اللّٰہِ وَقْتٌ لَا یَسَعُنِیْ فِیْہِ مَلَکٌ مُقَرَّبٌ وَّلَا نَبِیٌّ مُرْسَلٌ یعنی میرا اللہ کے ساتھ ایک ایسا وقت ہے جس میں میرے ساتھ رہنے کی نہ کسی مقرب فرشتے کو گنجائش ہے نہ کسی پیغمبر کو۔ تو آپؐ کی خاتمیت کے حضور میں عظمت و جبروت کے پیچھے عشق ذاتی طاؤسی شکل میں ظاہر ہوا۔ آپؐ کے دریافت فرمانے پر الہام ہوا کہ یہ آپؐ کا فرزند، آپ کی ولایت کا وارث اور آپؐ کے بعد دین کو زندہ کرنے والا ہے، جس کا نام عبدالقادر اور خطاب غوث الاعظم ہے۔ اس بات سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کمال درجہ کی خوشی ہوئی اور آپ نے اللہ کا شکر ادا کیا۔

اسی طرح شیخ قاسم سلیمانیؒ نے بعض مشائخ سے نقل کیا ہے۔ نیز شیخ موصوف نے حضرت غوث الاعظمؒ سے نقل کیا ہے کہ آپؓ نے فرمایا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے انبیاء کی روحوں کو آپؐ کے استقبال کے لیے بھیجا۔ جب آپ عرش مجید کے پاس پہنچے تو اس کو اونچا پایا جس پر سیڑھی کے سوا چڑھنا ناممکن تھا۔ پس اللہ تعالیٰ نے مجھے بھیجا اور میں نے سیڑھی کی جگہ اپنے کندھے رکھے۔ جب حضور اقدسؐ نے میری گردن پر پاؤں رکھنے لگے تو آپ نے اللہ تعالیٰ سے میری نسبت دریافت کیا۔ اللہ نے فرمایا، یہ عبدالقادر ہے۔ اگر آپؐ

خاتم النبین نہ ہوتے تو آپؐ کے بعد عہدہ نبوت اسے عطا کیا جاتا۔ اس پر آپؐ نے خدا کا شکر ادا کیا اور مجھے فرمایا اے میرے بیٹے تمہیں مبارک ہو کہ تم نے مجھے دیکھا اور میری نعمت سے بہرہ اندوز ہوئے پھر اس کو مبارک ہو جو تجھے دیکھے یا تمہارے دیکھنے والے کو دیکھے یا اُس کو جو اُس کو دیکھے۔ اسی طرح آپؐ نے ستائیس ۲۷ تک فرمایا۔ میں نے تم کو دنیا اور آخرت میں اپنا وزیر بنایا اور اپنا قدم تمہاری گردن پر رکھا اور تمہارے قدم تمام ولیوں کی گردن پر ہیں۔ اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو تم ہوتے مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

بعض صوفی سادات سے منقول ہے کہ سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا، جب اللہ تعالیٰ نے میری روح کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا شرف بخشا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ کیا آپؐ اسے جانتے ہیں؟ آپ نے فرمایا، نہیں۔ فرمایا، یہ حسنؓ کی اولاد سے آپ کا فرزند عبدالقادر ہے۔ آپؐ کے بعد یہ میرا محبوب ہوگا اور اس کا مرتبہ ولیوں میں وہ ہوگا، جو آپ کا مرتبہ نبیوں میں ہے۔ آپؐ نے فرمایا، اے میرے بیٹے اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک! ہم ایک دوسرے کو دیکھ کر خوش ہوئے۔ بس تم میرے اور اللہ کے محبوب ہو اور میرے بعد میری ولایت اور محبوبیت کے وارث ہو۔ میں نے اپنے قدم تمہاری گردن پر رکھے اور تمہارے قدم تمام اولیاء کی گردنوں پر ہوں گے۔

نیز بعض مشائخ سے منقول ہے کہ جب حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم معراج کی رات میں سات آسمان طے کر کے عرش مجید کے پاس پہنچے تو اسے بلند پایا۔ عالمِ قدسی سے آواز آئی۔ اے میرے حبیبؐ اوپر آؤ۔ آپؐ نے خیال کیا کہ میں اتنے بلند عرش پر کیونکر چڑھ سکتا ہوں۔ اس وقت ایک خوبصورت نوجوان حاضر ہوا اور آپؐ کی ذاتِ اقدس کے مناسب آداب بجا لا کر بیٹھ گیا اور زبانِ باطن سے اپنے کندھے پر قدم مبارک رکھنے کی آرزو کی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا قدم اس کے کندھے پر رکھا اور وہ آپؐ کو عرش مجید پر لے گیا۔ آپؐ نے اس نوجوان سے اس کا نام دریافت کیا۔ وہ ہاتھ باندھ کر آپ کے سامنے مؤدب

کھڑا ہو گیا۔ آپؐ کو خیال آیا کہ اس کا رتبہ، مرتبہ ولایت سے کہیں اعلیٰ و ارفع ہے۔ حق تعالیٰ جل شانہ، نے ندا فرمائی اے میرے حبیبؐ، یہ تمہارا بیٹا اور تمہاری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔ اس کا نام عبدالقادر ہے۔ یہ تمہارے دین کو زندہ کرے گا۔ جب اہلِ بدعت اور ملحدوں کی کثرت ہو جائے گی تو یہ محی الدین (دین کو زندہ کرنے والا) کے لقب سے پکارا جائے گا۔ اس خطاب سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خوش ہوئے اور سیدنا غوث الاعظم رضؓ کے لیے دعا کی اور فرمایا۔ اے میری آنکھوں کے نور اور میرے اہلِ بیت کے چراغ جیسے میرے قدم تمہاری گردن پر ہیں، تیرے قدم تمام ولیوں کی گردن پر ہوں گے۔ اور جو تیرے قدم کو قبول کرے گا۔ اس کا درجہ بلند کیا جائے گا اور جو انکار کرے گا اسے اولیاء کے رتبے سے گرا دیا جائے گا۔

نیز شیخ عبداللطیف بغدادیؒ نے اپنی کتاب لطائفِ لطیفہ میں لکھا ہے کہ سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ، کی روح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جمال کے مشاہدہ کے ازحد اشتیاق کے باعث اولیاء اللہ کے آخری مقام سے کہیں اوپر پہنچ کر ایک لطیف جسم بن گئی۔ اور آپؐ کے دیدار سے مشرف ہو کر اس فیض سے مستفیض ہوئی جو آپؐ کو معراج کے وقت عطا کیا گیا تھا اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ اپنے قدم مبارک میری گردن پر رکھ دیجیے۔ آپؐ نے جب سیدنا غوث الاعظم رضؓ کی گردن پر پاؤں رکھے تو اللہ تعالیٰ نے پوچھا کیا آپؐ اس کو جانتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا الٰہی! اس کا نام تو نہیں جانتا ہاں اتنا جانتا ہوں کہ یہ عشق و محبت میں سرمست ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا، یہ حسن بن علی کی اولاد سے آپؐ کے فرزند ہیں۔ جس کا نام عبدالقادر ہے، یہ ولایت و معشوقیت میں یکتا ہونے کے علاوہ میرا قدیمی محبوب ہے۔ آپؐ نے خدا کا شکر ادا کیا اور سیدنا غوث الاعظمؓ کو اپنے فیض سے بہرہ ور کیا اور فرمایا، "بیٹا! میں تجھے دیکھ کر خوش ہوا اور تم مجھے دیکھ کر خوش ہوئے۔ تم اللہ کے محبوب اور میرے پیارے مرید اور خلیفہ ہو۔ میرا قدم تمہاری گردن پر ہے اور تمہارے قدم میری امت کے تمام ولیوں کی گردن پر ہیں۔" جیسے حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے کندھوں کے

درمیان مہرِ نبوت تھی ، ویسے حضرت غوث الاعظم رض کی گردن پر آنحضرت ص کے قدمِ مبارک کا نشان تھا۔

آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے ایک قصیدہ مبارک میں فرمایا

وَسِرِّیْ فِی الْعُلْیَا بِنُوْرِ مُحَمَّدٍ فَکُنَّا بِسِرِّ اللّٰہِ قَبْلَ النُّبُوَّۃِ

یعنی اور میرا بھید بلندیوں میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نور کے ساتھ تھا۔ پس اللہ کے بھید میں ہم نبوّت سے پہلے تھے۔

اَنَا کُنْتُ فِی الْعُلْیَا بِنُوْرِ مُحَمَّدٍ وَفِیْ قَابَ قَوْسَیْنِ اجْتِمَاعُ الْاَحِبَّۃِ

یعنی میں بلندیوں میں نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا اور قاب قوسین میں پیاروں کا ملاپ تھا۔ خواجہ غریب نواز حضرت معین الدین چشتی رح نے حضور غوث پاک رض کی شان میں اپنی مشہور منقبت میں اسی واقعہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا۔

در شرع بغایت پرکاری چالاک چو جعفر طیاری

بر عرش معلی سیّاری اے واقفِ راز او ادنیٰ

یعنی آپ رض شریعت کے کامل متبع اور جعفر طیار کی طرح سمجھدار، عرش معلّی پر سیر فرمانے والے اور اَوْ اَدْنیٰ کے راز کے واقف ہیں۔

چوں پائے نبی شد تاجِ سرت تاج ہمہ عالم شد قدمت

اقطاب جہاں در پیشِ درت افتادہ چو پیشِ شاہ گدا

یعنی جیسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا قدم آپ کے سر کا تاج ہے۔ آپ کا قدم مبارک سارے عالم کا تاج ہے۔ اقطابِ جہاں آپ کے در پر اس طرح پڑے ہیں جیسے بادشاہ کے سامنے گداگر۔

حضرت شیخ رشید بن محمد جنیدی رح اپنی کتاب حرز العاشقین میں لکھتے ہیں کہ جس رات حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج ہوئی ، اس رات حضرت جبریل علیہ السلام بُراق آپ ص کی سواری کے لیے لائے جو برق و باد سے زیادہ تیز رفتار تھا۔ اس کے پاؤں میں نعل لگے ہوئے تھے۔ جن کی میخیں ستاروں کی

طرح چمک رہی تھیں۔ براق کودتا ناچتا تھا اور تھمتا نہ تھا کہ آپ ص اس پر سوار ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اے براق ! تو کیوں نہیں تھمتا ، اس نے عرض کیا، یا رسول اللہ ص میں آپ کی خاکِ پا پر قربان ہوں ، میں اس بات کی آرزو رکھتا ہوں کہ آپ ص مجھ سے وعدہ کریں کہ آپ قیامت کے روز جنّت کی طرف تشریف لے جاتے وقت میرے علاوہ کسی اور پر سوار نہیں ہوں گے ۔ آپ ص نے اس کی التجاء منظور کی۔ پھر اس نے کہا اپنا ہاتھ میری گردن پر ماریئے تاکہ وہ قیامت کے روز میرے لیے نشان ہو ۔ آپ ص نے اس کی گردن پر ہاتھ مارا تو وہ مارے خوشی کے چالیس گز آگے بڑھ گیا۔ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلّم نے خاص حکمت ازلی کے تحت براق پر سوار ہونے میں ذرا توقف کیا۔ اتنے میں حضرت غوث الاعظم رض کی رُوح حاضر ہوئی اور کہا اے میرے آقا و مولا ، میری گردن پر اپنا قدم مبارک رکھ کر سوار ہو جائیے ۔ پس آپ ص سوار ہو گئے ۔ اور فرمایا میرا قدم تمہاری گردن پر ہے اور تمہارے قدم تمام ولیوں کی گردنوں پر ہوں گے ۔ پس اے میرے بھائی ! معراج میں سیدنا غوث الاعظم رض کی روح کے حاضر ہونے کا انکار نہ کرنا کیونکہ آپ رض کی رُوح کے علاوہ دوسروں کی روحیں بھی اس رات حاضر ہوئی تھیں ۔ اگر سیّدنا غوث الاعظم رض کی روح حاضر ہوئی تو کون سی قباحت ہے ۔ چنانچہ احادیث صحیح سے ثابت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے انبیاء کی روحوں کو آسمانوں میں ، بلال رض کو جنت میں، اویس قرنی رض کو مقعد صدق کے مقام میں اور ابوطلحہ کی عورت کو جنت میں دیکھا۔

حرز العاشقین اور تصوف کی دیگر کتب میں لکھا ہے کہ جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شبِ معراج حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات کی۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا، مرحبا اے نبی صالح واخِ صالح ، آپ ص نے فرمایا ہے عُلَمَاءُ اُمَّتِیْ کَاَنْبِیَاءِ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ (یعنی میری امت کے علماء بنی اسرائیل کے انبیاء کی طرح ہیں) میں چاہتا ہوں کہ آپ ص کی اُمّت کا ایک عالم میرے پاس آکر مجھ سے گفتگو کرے ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے امام غزالی رح کی روح پیش کی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور غزالی رح نے ایک دوسرے کو سلام کیا پھر حضرت موسیٰ ع نے امام غزالی رح سے نام پوچھا ۔ انہوں نے کہا محمد بن محمد بن محمد الغزالی موسیٰ ع نے کہا میں نے تم سے صرف تمہارا

تام دریافت کیا ہے نہ کہ تمہارے باپ اور دادا کا ۔ امام غزالیؒ نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ نے آپ سے سوال کیا تھا وَمَا تِلْكَ بِيَمِينِكَ يَا مُوسَىٰ (اے موسیٰ ! تمہارے داہنے ہاتھ میں کیا چیز ہے) تو آپ نے اس کا جواب اس طرح کیوں دیا هِيَ عَصَايَ أَتَوَكَّأُ عَلَيْهَا وَأَهُشُّ بِهَا عَلَىٰ غَنَمِي وَلِيَ فِيهَا مَآرِبُ أُخْرَىٰ یعنی " یہ میری لاٹھی ہے ، میں اس پر سہارا لیتا ہوں اور اس سے اپنی بکریوں پر (درختوں کے) پتے جھاڑتا ہوں اور اس (لاٹھی) میں میری اور اغراض ہیں ۔" اگر صرف یہ کہہ دیتے کہ " یہ میری لاٹھی ہے " تو کیا کافی نہ تھا ۔ حضرت موسیٰؑ نے اس کے جواب میں فرمایا کہ جب خدا نے مجھ سے میری لاٹھی کے بارے میں سوال کیا تھا تو میں جانتا تھا کہ وہ غیب اور شہادت دونوں کا عالم ہے ۔ اس کا یہ سوال محض اس غرض سے ہے کہ مجھے ہمکلامی کا شرف بخشے تو میں نے لذت اور انس حاصل کرنے کے لیے کلام کو طول دیا ۔ امام غزالیؒ نے کہا ، جب آپ نے مجھ کو اپنے ساتھ بات چیت کرنے کے لیے طلب کیا ہے تو میں نے بھی لذت اور انس حاصل کرنے کے لیے اپنے نام کے علاوہ باپ دادا کا نام لے لیا ہے ۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے عصا مبارک سے جو آپ کے ہاتھ میں تھا ، امام غزالیؒ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا تو نے موسیٰ علیہ السلام کے ادب و احترام کا لحاظ نہ کیا ۔ چنانچہ جب امام غزالیؒ بیدار ہوئے تو عصا مبارک کا نشان آپ کے بدن پر موجود تھا ۔

اور جاننا چاہیے کہ حضرت اویس قرنیؓ مقعد صدق کے مقام میں سوئے رہے اور انہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب نہ ہوئی اور أَوْ أَدْنَىٰ کے مقام سے پیچھے رہ گئے اور یہ نعمت عظمیٰ اور مرتبہ علیا سیدنا غوث الاعظمؒ کو حاصل ہوا ۔ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ ۔ یہ اللہ کا فضل ہے جس کو چاہتا ہے دیتا ہے اور اللہ بڑے فضل والا ہے ۔ اس لیے سید مکی نے بحر المعانی میں فرمایا ہے کہ سیدنا غوث الاعظمؓ کو جتنی مقام محبوبیت میں شہرت عظمیٰ حاصل ہوئی اوروں کو نہیں ۔ پس اویس قرنیؓ ان محبوبوں میں سے ہیں جو عزت و احترام کی قبا میں چھپے ہوئے ہیں اور سیدنا غوث الاعظمؓ کی محبوبیت ایسی ہی مشہور و معروف ہے جیسی سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبوبیت مشہور ہے کیونکہ سیدنا غوث الاعظمؒ آپؐ کے قدموں پر ہیں۔

ظہور سے قبل ولایت کی شہرت

حق تعالیٰ جل شانہ کے اس انتخاب لاجواب کی خبر سینکڑوں سال پہلے ہی اہل روحانیت کو پہنچ چکی تھی ۔ چنانچہ ہر زمانے میں اولیاء کرام آپ کے ظہور، شان و شوکت اور مقام و جلالت کی خبر دیتے رہے جن میں سے چند درج کی جاتی ہیں ۔

۱. امام حسن عسکریؓ کی بشارت :

امام ہمام غوث سیدنا حسن عسکریؓ نے اپنا سجادہ (مصلہ) سیدنا غوث الاعظمؓ کی خدمت میں پہنچانے کے لیے اپنے ایک مرید کو دیا اور وصیت فرمائی کہ اس کو بہت حفاظت سے رکھنا اور وفات کے وقت کسی معتمد اور معتبر شخص کو دے دینا اور اس کو بھی یہی وصیت کرنا ۔ اسی طرح پانچویں صدی تک یہ سلسلہ چلتا رہے ، حتیٰ کہ غوث الاعظم جن کا نام نامی شیخ عبدالقادر جیلانیؓ ہوگا ، ظاہر ہوں گے ، یہ ان کی امانت ہے ، ان کو پہنچانا اور میرا سلام کہنا ۔

۲. حضرت جنید بغدادیؒ کی بشارت

حضرت جنید بغدادیؒ نے ایک دن دوران وعظ فرمایا قَدَمُهٗ عَلٰى رَقَبَتِي یعنی اس کا قدم میری گردن پر ہے ۔ لوگوں نے دریافت کیا کہ آج آپؒ نے دوران خطبہ جو الفاظ فرمائے تھے ان کی حقیقت کیا ہے ۔ حضرت جنیدؒ نے فرمایا کہ حالت کشف میں مجھ پر یہ ظاہر ہوا کہ پانچویں صدی ہجری کے آخر میں ایک عظیم بزرگ ولی اللہ پیدا ہوں گے جن کا نام عبد القادر اور لقب محی الدین ہوگا ۔ مولد ان کا جیلان اور مسکن بغداد ہوگا اور با امر الٰہی کہیں گے قَدَمِي هٰذِهٖ عَلٰى رَقَبَةِ كُلِّ وَلِيِّ اللّٰهِ یعنی میرا یہ قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے ۔ میں نے ان کی عظمت کو دیکھ کر گردن خم کی اور وہ الفاظ کہے جو تم نے سنے ۔

(تفریح الخاطر)

۳. شیخ ابو احمد عبداللہ الجونی رضؓ کی بشارت؛

شیخ ابو احمد عبداللہ الجونی رضؓ نے ۴۶۸ھ میں کوہ حمد میں ارشاد فرمایا کہ عنقریب بلادِ عجم میں ایک لڑکا پیدا ہوگا جس کی کرامات و خوارق کی وجہ سے بہت شہرت ہوگی، اس کو تمام اولیاء الرحمٰن کے نزدیک مقبولیت تامہ حاصل ہوگی، اس کے وجود مبارک سے اہل زمانہ شرف حاصل کریں گے اور جو اس کی زیارت کرے گا، نفع اٹھائے گا۔ (بہجۃ الاسرار)

۴. شیخ محمد شنبکی رح کی بشارت،

شیخ محمد شنبکی رح فرماتے ہیں، میں نے اپنے پیر کامل شیخ ابوبکر بن ہوار رح سے سنا کہ عراق کے اوتاد آٹھ ہیں۔ ۱. حضرت معروف کرخی رح ۲. امام احمد بن حنبل رح ۳. حضرت بشر حافی رح ۴. حضرت منصور بن عمار رح ۵. حضرت جنید بغدادی رح ۶. حضرت سری سقطی رح ۷. حضرت سہل بن عبداللہ تستری رح ۸. حضرت عبدالقادر جیلانی رح۔ میں نے عرض کیا کہ حضرت عبدالقادر جیلانی رح کون ہیں؟۔ آپ نے ارشاد فرمایا شرفاءِ عجم میں سے ایک ہیں جو بغداد میں آکر سکونت اختیار کریں گے۔ ان کا ظہور پانچویں صدی ہجری میں ہوگا۔ اور وہ اوتاد، افراد اور اقطابِ زمانہ سے ہوں گے۔ (بہجۃ الاسرار)

۵. شیخ ابوبکر بن ہوار رح کی بشارت،

شیخ ابوبکر بن ہوار رح نے ایک روز اپنے مریدین سے فرمایا، عنقریب عراق میں ایک عجمی نوجوان آئے گا جو اللہ تعالیٰ اور لوگوں کے نزدیک عالی مرتبت ہوگا، ان کا نام عبدالقادر ہوگا اور وہ بغداد میں سکونت اختیار فرمائیں گے اور قَدَمِیْ ھٰذِہٖ عَلٰی رَقَبَۃِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰہِ کا اعلان فرمائیں گے اور زمانہ کے تمام اولیاء اس کے مطیع ہونگے۔ (بہجۃ الاسرار)

۶. شیخ مسلمہ بن نعمۃ السروجی رح کی بشارت،

شیخ مسلمہ رح سے کسی نے پوچھا کہ اس وقت قطبِ وقت کون ہیں؟ تو

آپ نے ارشاد فرمایا، اس وقت کے قطب مکہ مکرمہ میں ہیں اور وہ لوگوں سے مخفی ہیں۔ صالحین کے سوا اور لوگ انہیں نہیں جانتے۔ پھر عراق کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ عنقریب ایک عجمی شخص جن کا نامِ نامی عبدالقادر ہوگا ظاہر ہوں گے جن سے کرامات اور خوارق بکثرت ظاہر ہوں گے اور یہی وہ غوث اور قطب ہوں گے جو مجمع عام میں قَدَمِیْ ھٰذِہٖ عَلٰی رَقَبَۃِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰہِ فرمائیں گے اور اپنے قول میں حق بجانب ہوں گے، تمام اولیائے وقت آپؓ کے قدم کے نیچے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ ان کی ذاتِ بابرکات اور ان کی کرامات کی تصدیق کرنے کی وجہ سے لوگوں کو نفع پہنچائے گا۔ (قلائد الجواہر)

۷. حضرت شیخ منصور بطائحی رح کی بشارت،

آپ عراق کے اکابر مشائخ میں سے تھے۔ ایک روز اپنی مجلس میں فرمایا کہ عنقریب ایک شخص پیدا ہوگا جس کا نام عبدالقادر رضؓ اور لقب محی الدین ہوگا۔ جس کا مرتبہ اولیاء میں بہت بلند و بالا ہوگا۔ اگر تم میں سے کوئی اس وقت تک زندہ رہے تو ان کی انتہائی تعظیم کرنا۔ (بہجۃ الاسرار)

۸. حضرت خلیل بلخی رح کی بشارت،

آپ نے کشف کے ذریعہ سیدنا غوث الاعظم رضؓ کی ولادت سے قبل اپنے مریدین کو بشارت دی تھی کہ پانچویں صدی ہجری کے آخر میں ایک عظیم بزرگ ولی اللہ ظاہر ہوں گے۔ جو اولیاء و اقطاب کے صدر نشیں ہوں گے۔ مخلوق الٰہی کثرت سے ان کی اقتداء کرے گی۔ ان کا تصرف حیات کی مانند، وصال کے بعد بھی جاری رہے گی۔ (بہجۃ الاسرار)

۹. حضرت شیخ عبداللہ علی کی بشارت،

امام یعقوب ہمدانی اپنے شیخ سے بیان کرتے ہیں کہ حضور غوث الثقلین رضؓ کی ولادت سے چند سال پیشتر شیخ عبداللہ علی رضؓ نے فرمایا تھا کہ عنقریب عراق میں ایک بزرگ ظاہر ہوں گے۔ ان کا نام عبدالقادر رضؓ ہوگا اور وہ تمام اولیاء اللہ

کے سرتاج ہوں گے۔ (اسرار المعانی)۔

۱۰. حضرت شیخ ابوبکر حمار رح کی بشارت،

شیخ ابو محمد بطائحی رح فرماتے ہیں کہ سیدنا غوث الاعظم رض کی ولادت سے قبل حضرت شیخ ابوبکر حمار رح نے ماہ رمضان المبارک ۴۳۸ھ میں ایک مجلس کے درمیان فرمایا لوگو! عنقریب عراق میں ایک ولی اللہ ظاہر ہوں گے۔ جس کا نام عبدالقادر رض اور لقب محی الدین ہوگا، وہ بامر الٰہی فرمائیں گے کہ قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰهِ یعنی میرا یہ قدم تمام اولیاء اللہ کی گردن پر ہے۔ (اذکار الابرار)

۱۱. حضرت شیخ عقیل منجی رح کی بشارت،

آپ ملک شام کے اکابر مشائخ میں سے تھے۔ آپ نے اپنے مریدوں کو آگاہ فرمایا کہ عنقریب ایک جوان ظاہر ہوگا۔ جس کا نام عبدالقادر رض اور لقب محی الدین ہوگا جو بغداد میں لوگوں کو وعظ فرمائیں گے اور یہ کہیں گے قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰهِ یعنی میرا یہ قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے۔ اگر میں اس زمانے میں ہوتا تو اپنا سر واقعتاً اس کے آگے جھکا دیتا۔

افتتاح حالات

اسم، کنیت، لقب اور عرف،

اس مجسمہ روحانیت، پیکر سنت، موید باللہ، قاسم عرفاں اور آفتاب ولایت کا نام نامی اسم گرامی سید عبدالقادر رض، کنیت ابو محمد، لقب محی الدین اور عرف غوث الاعظم ہے۔

مولد پاک،

اس آفتاب کا طلوع گیلان نامی ایک چھوٹے سے زرخیز قصبہ میں ہوا مگر آپ کی منور شعاعیں چار دانگ عالم میں یک لخت پھیل گئیں۔ یہ شمیم گل، بستانِ گیلان سے اٹھی مگر اس کی عطر فشانی سے اطراف عالم مہک اٹھا۔ گیلان سے اٹھنے والے اس ابر رحمت نے دنیا کے صدہا ریگستانوں کو سبزہ زار بنا دیا (یعنی طالبان حق کو منزل مقصود تک پہنچا دیا) اور آپ کے نور کی منور شعاعوں نے ہزارہا زنگ آلود قلوب کو جگمگا دیا۔

تحقیق مولد: ملک فارس (ایران) کے شمالی حصے میں بحیرہ خزر کے جنوبی ساحل سے ملحق گیلان کا چھوٹا سا مگر زرخیز صوبہ آباد ہے۔ اس صوبہ کے ایک قصبہ میں سیدنا شیخ عبدالقادر رض ۴۷۰ھ میں پیدا ہوئے۔ آپ رض کے گیلانی ہونے میں تو کسی کو کلام نہیں البتہ اس موضع اور قصبہ میں اختلاف ہے، جہاں آپ تولد ہوئے۔ شیخ شطنوفی، اس کا نام نیف بتلاتے ہیں۔ مگر یاقوت حموی نے بُشتیر لکھا ہے جو مضافات گیلان کا ایک گاؤں ہے۔

طبقات شرنوبی میں ہے کہ آپ رض کو جیلی اس وجہ سے کہتے ہیں کہ جب آپ رض اپنی والدہ ماجدہ کے شکم مبارک میں تھے، ان دنوں میں حق تعالیٰ نے آپ پر سو بار تجلی فرمائی، لہٰذا اسی وقت سے ملائکہ نے آپ رض کا نام جیلانی رکھا، پھر جب

لوگوں نے سُنا تو وہ اور مشہور ہوگیا۔ بہر حال آپ کے جیلانی یا گیلانی ہونے میں کلام نہیں۔

نسب شریف

آپ رضؓ حسب، نسب اور خاندانی شرافت کے لحاظ سے نجیب الطرفین ہیں۔ روحانی تعلق کے علاوہ آپ کو جسمانی حیثیت سے بھی حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی آل میں داخل ہونے کا فخر حاصل ہے۔ آپ کے والدِ ماجد سید موسیٰ جنگی دوست رحؒ کا سلسلہ نسب حضرت امام حسن علیہ السلام سے ملتا ہے اور آپ کی والدہ ماجدہ سیدہ ام الخیر امۃ الجبار فاطمہ رضی اللہ عنہا کا سلسلہ نسب حضرت امام حسین علیہ السلام سے ملتا ہے لہٰذا آپ رضؓ نسباً حسنی و حسینی سید ہیں۔

حضرت حسنؑ کے ایک گل رعنا جناب ہیں　　حضرت حسینؑ کے دُرِ زیبا جناب ہیں

آپ کا شجرہ نسب اس طرح ہے:

شجرہ نسب سیّدنا غوث الاعظم رضؓ

حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم

سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہٗ　　سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا

سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ
سید حسن مثنیٰ رضی اللہ عنہ
سید عبداللہ محض رضی اللہ عنہ
سید موسیٰ الجون رضی اللہ عنہ
سید عبداللہ صالح رضی اللہ عنہ
سید موسیٰ ثانی رضی اللہ عنہ
سید ابوبکر داؤد رضی اللہ عنہ
سید شمس الدین زکریا رضی اللہ عنہ
سید یحییٰ زاہد رضی اللہ عنہ
سید عبداللہ جیلی رضی اللہ عنہ
سید ابوصالح موسیٰ جنگی دوست رضی اللہ عنہ

سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ
سیدنا امام زین العابدین رضی اللہ عنہ
سیدنا امام محمد باقر رضی اللہ عنہ
سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ
سیدنا امام موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ
سیدنا امام علی رضا رضی اللہ عنہ
سید ابوعلاؤ الدین محمد الجواد رضی اللہ عنہ
سید کمال الدین عیسیٰ رضی اللہ عنہ
سید ابوالعطا عبداللہ رضی اللہ عنہ
سید محمود رضی اللہ عنہ
سید محمد رضی اللہ عنہ
سید ابو جمال رضی اللہ عنہ
سید عبداللہ صومعی رضی اللہ عنہ
سیدہ ام الخیر امۃ الجبار فاطمہ رضی اللہ عنہا

سیّدنا غوث الاعظم محی الدین شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ

خاندانی حالات

آپ کے نانا سیّد عبداللہ صومعیؒ

آپؓ کے نانا سید عبداللہ صومعیؒ جیلان کے مشائخ اور زہاد کے سرداروں میں سے تھے۔ آپ بڑے زاہد، متقی، مستجاب الدعوات، قائم اللیل، صائم النہار، صابر و شاکر، منکسر المزاج اور صاحب کرامت ولی تھے۔ ضعیف و نحیف ہونے کے باوجود بڑھاپے میں بھی کثیر النوافل اور دائم الذکر تھے۔ اگر آپ کسی سے ناراض ہوتے تو اللہ تعالیٰ اس شخص سے بدلہ لیتا اور جس سے خوش ہوتے تو اللہ اس پر انعام واکرام فرماتا۔ آپ اکثر آئندہ رونما ہونے والے واقعات کی پہلے سے خبر دیتے تھے اور جس طرح آپ فرماتے، واقعات ویسے ہی رونما ہوتے تھے۔

حضرت ابو عبداللہ قزوینیؒ فرماتے ہیں کہ ہمارے بعض احباب تجارت کا مال لے کر ایک قافلے کے ہمراہ سمرقند کیطرف روانہ ہوئے۔ راستے میں قافلے پر ڈاکوؤں نے حملہ کر دیا۔ قافلے والوں کا بیان ہے کہ ہم نے اس وقت شیخ عبداللہ صومعیؒ کو پکارا۔ معاً ہم نے دیکھا سید عبداللہ صومعی ہمارے درمیان موجود ہیں اور فرما رہے ہیں۔" ہمارا رب پاک اور مقدس ہے۔ اے سوارو! ہم سے دور ہو جاؤ۔" آپ کا یہ فرمان سنتے ہی ڈاکوؤں کے گھوڑے اپنے سواروں کو لے کر ہم سے دور بھاگ نکلے اور ہم ان ڈاکوؤں سے محفوظ رہے۔ اس کے بعد ہم نے آپ کو بڑا تلاش کیا مگر پتہ نہ چلا کہ آپ ہمارے درمیان سے اچانک کہاں تشریف لے گئے۔ اہلِ قافلہ نے جیلان واپس آکر اس عجیب واقعے کا تذکرہ کیا تو لوگوں نے کہا کہ شیخ ہمارے درمیان سے کبھی غائب نہ ہوئے۔

آپ کی پھوپھی اُمّ محمّد عائشہؒ

سیدنا غوث الاعظمؓ کی پھوپھی بڑی عابدہ، زاہدہ اور عارفہ تھیں۔ ان کا نام عائشہؓ

اور کنیت اُمّ محمد تھی۔ شیخ ابو العباس احمد بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ جیلان میں بارش نہ ہونے کی وجہ سے سخت قحط سالی واقع ہوئی۔ لوگوں نے ہر چند دعائیں مانگیں، نمازِ استسقاء بھی پڑھی مگر بارش بالکل نہ ہوئی۔ بالآخر لوگوں نے آپ کی پھوپھی صاحبہ کی طرف رجوع کیا۔ تو انہوں نے اپنے گھر کے صحن میں جھاڑو دے کر بارگاہِ کبریا میں عرض کی۔" اے میرے پروردگار جھاڑو میں نے دے دی اب تو اس پر چھڑکاؤ فرما دے"۔ آپ کے عرض کرنے کی دیر تھی کہ آسمان سے موسلا دھار بارش شروع ہو گئی۔ اور لوگ بارش میں بھیگتے ہوئے اپنے گھروں کو واپس گئے۔

کارِ پاکاں را قیاس از خود مگیر
گرچہ باشد در نوشتن شیر و شِیر

آپؓ کے والد ماجد حضرت ابو صالح سیّد موسیٰؓ

آپ کا اسم گرامی سید موسیٰ، کنیت ابو صالح اور لقب جنگی دوست تھا۔

آپ اپنے زمانے کے برگزیدہ، متقی و پرہیزگار اور اسرار و معارف کے جاننے والوں میں سے تھے۔ ایک دفعہ ریاضات و مجاہدات کے دوران ایک دریا کے کنارے جا رہے تھے، کئی روز سے کچھ نہیں کھایا تھا۔ آپ نے دریا کے کنارے ایک سیب پڑا دیکھا۔ تین روز سے زائد فاقہ اور شدتِ بھوک کی بناء پر آپ نے وہ سیب کھا لیا۔ کھانے کے بعد خیال آیا کہ اس کا کوئی تو مالک ہو گا جس کی اجازت کے بغیر ہی میں نے یہ سیب کھا لیا ہے لہٰذا آپ سیب کے مالک کی تلاش میں دریا کے کنارے چل پڑے طویل مسافت طے کرنے کے بعد آپ کو دریا کے کنارے ایک باغ نظر آیا جس کے درختوں سے پکے ہوئے سیب پانی پہ لٹکے ہوئے تھے۔ آپ سمجھ گئے کہ وہ سیب اسی باغ کا تھا۔ دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ یہ باغ حضرت عبداللہ صومعیؒ کا ہے۔ لہٰذا آپ ان کی خدمت میں حاضر ہو کر بلا اجازت سیب کھا لینے کی معافی کے طالب ہوئے۔ حضرت عبداللہ صومعیؒ کیونکہ خود خاصانِ خدا میں سے تھے، سمجھ گئے کہ یہ انتہائی نیک اور صالح نوجوان ہے لہٰذا کچھ عرصے باغ کی رکھوالی کی شرط پیش کر کے کہا کہ کچھ عرصہ یہ خدمت انجام دو۔ اس کے بعد معافی کے متعلق غور کیا جائے گا۔

وقتِ مقررہ تک آپ نے نہایت دیانتداری سے یہ خدمت انجام دی اور پھر معافی کے خواستگار ہوئے۔ حضرت عبداللہ صومعیؒ نے فرمایا ایک اور شرط باقی ہے، وہ یہ کہ میری ایک لڑکی آنکھوں سے اندھی، کانوں سے بہری، ہاتھوں سے لنجی، اور پاؤں سے لنگڑی ہے اسے نکاح میں قبول کرو تو معافی دی جائے گی۔ حضرت ابو صالح نے یہ شرط بھی قبول کی اور بعد نکاح جب اپنی بیوی کو ان تمام ظاہری عیوب سے مبرا ہونے کے ساتھ ساتھ حسنِ ظاہری سے متصف پایا تو خیال گزرا کہ کوئی اور لڑکی ہے اور غلطی کے خیال سے پریشان حال حجرے سے باہر نکل آئے۔ حضرت عبداللہ صومعیؒ نے فراست سے پہچان لیا اور فرمایا "اے شہزادے! یہی تمہاری بیوی ہے اور میں نے اس کی جو صفات تم سے بیان کی تھیں۔ وہ سب درست ہیں۔ یہ اندھی ہے کہ آج تک کسی غیر محرم کی طرف نظر نہیں کی، بہری ہے کہ کبھی خلاف شرع کوئی بات نہیں سنی، یہ لنجی ہے کہ کبھی ہاتھ سے خلافِ شرع کام نہیں کیا اور لنگڑی ہے کہ کبھی خلافِ شرع قدم نہیں اٹھایا۔ حضرت ابو صالح بہت خوش ہوئے اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔ سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ انہیں دو پاکیزہ ہستیوں کی اولاد ہیں۔

مظہرِ ذات کے منظر ہیں زسرتا بقدم　　　نور ہیں نور کی اولاد ہیں غوث الاعظم

تذکرہ ولادِ باسعادت

حضرت قطبِ عالم سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ یکم رمضان کی شب ۴۷۰ھ میں ایران کے قصبہ گیلان میں پیدا ہوئے۔ ایک بزرگ نے آپ کے سنِ ولادت اور سنِ وصال کے بارے میں کیا خوب کہا ہے۔

اِنَّ بَازَ اللّٰہِ سُلْطَانُ الرِّجَالِ　　　جَاءَ فِیْ عِشْقٍ وَتَوَفّٰی فِیْ کَمَالٍ

یعنی تحقیق اللہ تعالیٰ کے بازِ اشہب (یعنی مقامِ لاہوت میں پرواز کرنے والے) مردانِ خدا کے بادشاہ (یعنی سیدنا غوث الاعظم رضؓ) عشق میں پیدا ہوئے اور کمال میں آپ کا وصال ہوا۔ "عشق" کے اعداد ۴۷۰ ہیں۔ جو آنجناب رضؓ کا سنِ ولادت ہے۔ "کمال" کے اعداد ۹۱ ہیں یعنی ۹۱ برس آپ کی عمر شریف ہے۔ اگر دونوں جوڑے جائیں تو سنِ وصال ۵۶۱ حاصل ہوتا ہے۔

حضرت محبوب سبحانی غوث الصمدانی سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضؓ کی ولادت باسعادت کا مژدہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال میں پایا جاتا ہے۔ جب جنابِ رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی لاڈلی صاحبزادی سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کا سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ سے نکاح کیا تو یہ دعا فرمائی۔ "اللہ تعالیٰ تم دونوں کو بخوبی اکٹھا رکھے اور تمہارے نصیب نیک کرے اور تم پر برکات نازل فرمائے اور تم سے بہت پاکیزہ اولاد پیدا کرے۔" اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب لبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا قبول فرمائی اور بنی فاطمہ رضؓ سے ایسی پاک و طاہر ہستیاں پیدا فرمائیں جو کسی اور نسل میں نظر نہیں آتیں۔ جیسا کہ آئمہ اطہار، اولیائے سادات اور بالخصوص سیدنا غوث الاعظم رضؓ اور آپ کی آلِ طیبین جن میں بے شمار اولیاء کرام ہوئے اور ہوتے رہیں گے۔

روایت ہے کہ جب آپ رضؓ پشتِ پدر سے شکمِ مادر میں قرار پذیر ہوئے اس

وقت آپ کی والدہ ماجدہ کی عمر شریف ۶۰ برس تھی۔ عموماً اس عمر میں عورتوں کے ہاں اولاد نہیں ہوتی۔ پس یہ بھی اس گوہر صدفِ ولایت کی ایک کرامت ہے کہ ایسے وقت میں جبکہ حمل کی امید منقطع ہو چکی تھی، اس سرچشمہ ہدایت کا ظہور ہوا اور ربّ العزّت جل مجدہٗ نے اپنی قدرتِ کاملہ سے ناممکن کو ممکن کر دیا۔

مدت حمل کی معیاد گزرنے کے بعد بالآخر وہ مبارک، مسعود اور مقدس شب آگئی جس کے لیے فضائے روحانی بے چین و بے قرار تھی۔

چمکتا ہے بخت اب اس انجمن کا ۔۔۔ بیانِ ولادت ہے شاہِ زمن کا
نہیں دل ہے قابو میں یارو کہوں کیا ۔۔۔ نہ پوچھو کچھ احوال دیوانہ پن کا

محبوبِ سبحانی، غوث الصمدانی، قطبِ ربانی سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضؓ کے والد ماجد حضرت ابو صالح سید موسیٰ جنگی دوست رضؓ نے شبِ ولادت مشاہدہ فرمایا کہ سرور کائنات، فخر موجودات، باعثِ کن فکاں جناب احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہ کرام، آئمہ اطہار اور اولیائے عظام کے ہمراہ جلوہ افروز ہیں۔
آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بشارت دی۔ "اے ابو صالح تجھے اللہ تعالیٰ نے وہ فرزند دیا ہے جو میرا بیٹا اور محبوب ہے۔ اس کا مرتبہ اولیاء میں ایسا ہو گا جیسا میرا مرتبہ انبیاء میں ہے۔"

چوں محمد درمیانِ انبیاء ۔۔۔ غوث الاعظم درمیانِ اولیاء

حضرت ابو صالح موسیٰ رضؓ کو خواب میں جملہ انبیاء کی زیارت ہوئی۔ انہوں نے آپ کو بشارت دی کہ تمام اولیاء تمہارے فرزند ارجمند کے مطیع اور فرمانبردار ہوں گے۔ اور اولیاء اللہ کی گردنوں پر تمہارے فرزند کا قدم ہو گا اور اس کی اطاعت اُن کے درجات کی بلندی کا باعث ہو گی۔

جس کا منبر بنی گردنِ اولیاء ۔۔۔ اس قدم کی کرامت پہ لاکھوں سلام
غوث الاعظم امام التقاء والنقاء ۔۔۔ جلوۂ شانِ قدرت پہ لاکھوں سلام

ولادت کی شب دوسری عورتوں کے ہاں سب کے سب لڑکے پیدا ہوئے جن کی تعداد گیارہ سو تھی اور وہ تمام سید الاولیاء کی تشریف آوری کی برکت سے اولیائے

کاملین ہوئے۔

آپ رضؓ نے تمام رمضان سحر سے لے کر افطار تک والدہ ماجدہ کا دودھ نہ پیا۔ جس شب آپ کی ولادتِ باسعادت ہوئی، اس رات موسم ابر آلود ہونے کے سبب لوگ رمضان شریف کا چاند نہ دیکھ سکے۔ لوگوں نے سادات کے اس عظیم گھرانے کی طرف رجوع کیا تو آپ کی والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ میرے فرزند نے آج دودھ نہیں پیا ہے۔ اس لیے آج روزہ ہے۔ بعد میں تحقیق پر یہ بات ثابت ہوئی کہ اس دن یکم رمضان تھا چنانچہ شہر بھر میں یہ بات مشہور ہو گئی کہ سادات کے گھرانے میں ایسا مبارک بچہ پیدا ہوا ہے جو رمضان شریف میں دن کو دودھ نہیں پیتا۔

نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے شبِ معراج، سیدنا غوث الاعظم رضؓ کی گردنِ مبارک پر جو اپنا قدم مبارک رکھا تھا۔ ولادت کے وقت اس کا نشان آنجناب رضؓ کی گردن پر موجود تھا۔

پیدائش کے وقت آپ رضؓ کا رُخِ انور اس قدر بارعب اور نورانی تھا کہ کوئی شخص آپ کو غور سے نہ دیکھ سکتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے آنجناب رضؓ کو اپنے مظہرِ ذات و صفات (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کا مظہرِ اتم بنا کر ظاہر فرمایا۔ آپ رضؓ حسنِ یوسفؑ، اخلاق محمدیؐ، صدقِ صدیق اکبرؓ، عدلِ فاروقِ اعظم، حیاءِ عثمان غنیؓ، شجاعت و سخاوتِ حیدری اور تمام تر اوصافِ حسنہ کا کامل نمونہ بن کر عالم قدس سے عالم امکان میں تشریف فرما ہوئے۔ خواجۂ خواجگان خواجہ غریب نواز رحؒ نے کیا خوب فرمایا۔

در صدق ہمہ صدیقی وشی در عدل عدالت چوں عمری
اے کانِ حیا عثمان منشی مانند علی با وجود و سخا

یعنی آپ رضؓ صدق میں حضرت صدیق اکبرؓ کی طرح ہیں اور عدل میں حضرت عمرؓ کی طرح ہیں اور حضرت عثمان غنیؓ کی طرح کانِ حیا ہیں اور بلحاظ جود و سخا حضرت علیؓ کی مانند ہیں۔

غوثِ دیں، بحرِ کرامت کے گہر پیدا ہوئے ۔۔۔ واہ کیا چرخ نبوت پہ قمر پیدا ہوئے

ہیں ثناخواں جنکے سارے وحش و طیر و انس و جاں — کیا ہی ذیشان یہ نسخہ جنّ و بشر پیدا ہوئے
حسنِ یوسف، خلقِ احمد اور شجاعت حیدری — وصف تھے جتنے سو انہیں سر بسر پیدا ہوئے

آپ رضؓ کی ذات والا صفات کسی تعریف و توصیف کی محتاج نہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ دُنیا ئے ظاہر و باطن اور عالم غیب و شہادت میں آفتابِ عالمتاب سے زیادہ مشہور و معروف ہیں۔ آپ کے مناقب آسمان کے ستاروں اور ریت کے ذرّوں سے زیادہ ہیں۔ آپ کو ہر دو نسبی اور حسبی طور پر فقر کا مرتبہ بدرجہ اتم عطا ہوا اور حقیقتِ محمدی پورے طور پر، آپ کے وجود مسعود میں جلوہ گر ہوئی۔ آپ ہی اپنے جدِ امجد، امام انبیاء حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے حقیقی نائب و جانشین اور آپؓ کے جملہ ظاہری و باطنی اوصاف سے متصف اور اخلاقِ عظیمہ سے متخلق تھے۔ ولایت کے آثار اور فقرِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے انوار بچپن سے آپ کی جبینِ مبارک سے ہویدا تھے۔ شریعت و طریقت اور معرفت و حقیقت کے چار عناصر سے آپ کا وجودِ مبارک مرکب تھا۔ ولایت کی کراماتِ کبریٰ اور قدرت کی آیاتِ عظمیٰ، آپ کی فطرت اور سرشت میں روزِ ازل سے شامل تھیں۔ غرضیکہ آپ رضؓ اللہ تعالیٰ کی قدرتِ کاملہ کے ایسے بے مثال اور بے عدیل نمونہ تھے کہ کسی ولی کو آپ رضؓ کی ہمسری اور برابری کی جرأت نہ ہوئی۔ متقدمین و متاخرین کے تمام اولیاء اللہ آپ رضؓ کے سامنے سرِ نیاز جھکانے کو فخر سمجھتے ہیں اور ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر آپ کی عزت و توقیر اور تعظیم و تکریم کرتے ہیں۔ آپ کی علوِشان کے بیان سے زبان قاصر اور آپ رضؓ کے کمالات کے اظہار سے قلم عاجز ہے۔ آپ رضؓ کی شہرت و شوکت کے نقارے آسمانوں اور زمین پر بہت زور و شور سے بج رہے ہیں اور قیامت تک بجتے رہیں گے۔ مہد سے لے کر لحد تک اور ابتدا سے انتہا تک آپ رضؓ کی زندگی کا ہر دم کشف آمیز اور آپ کی زیست کا ہر قدم کرامت سے لبریز تھا۔

ابتدائی حالات

خلاصۃ الاخبار میں ہے کہ آپ رضؓ ایامِ طفولیت میں اکثر اپنے گہوارہ سے یا دایہ کی گود سے غائب ہو جاتے تھے۔ آپ کو غائب دیکھ کر دایہ سخت مضطرب ہو جاتی۔ کچھ دیر بعد آپ رضؓ پھر وہیں موجود ہوتے۔ جب آپ کا آفتابِ ہدایت تاباں و درخشاں ہوا تو دایہ کے استفسار پر آپ رضؓ نے فرمایا کہ میں مردانِ غیب کی ملاقات کو جاتا تھا۔ اعجازِ غوثیہ میں ہے کہ ایک روز آپ دایہ کی گود سے پرواز کر کے آفتاب کے قریب پہنچ گئے۔ وہاں آپ رضؓ کے جسم کو سیماب کی مانند حرکت ہوئی۔ دایہ یہ عجیب و غریب منظر دیکھ کر حیران رہ گئی۔ اتنے میں آپ رضؓ واپس تشریف لے آئے۔ دایہ نے اس بات کو دل میں رکھا اور کسی پر ظاہر نہ کیا۔ جب آپ رضؓ بغداد شریف میں مسندِ ہدایت پر رونق افروز ہوئے تو وہ دایہ آپ کی زیارت کو گیلان سے بغداد آئی اور تنہائی میں دریافت کیا کہ اے خورشیدِ فلکِ ولایت! اے ماہِ برجِ کرامت، ایک دن آپ میری گود سے پرواز کر کے آفتاب کے برابر پہنچے تھے۔ کیا ویسی کیفیت اب بھی ہوتی ہے؟۔ آپ رضؓ نے فرمایا، اے مادرِ مہربان! اللہ کی عنایت مجھ پر اس وقت سے سو گنا زائد ہے۔ عالمِ طفلی میں تو میں اس کی تجلّیات کا متحمل نہیں ہوتا تھا اور بے قرار ہو جاتا تھا۔ اب اللہ نے مجھے وہ ظرف عطا کیا ہے کہ ویسی ہزاروں تجلّیات مجھ میں سما جاتی ہیں اور مجھے جنبش تک نہیں ہوتی۔

تحفۂ قادریہ میں سید عبدالرزاق رضؓ سے منقول ہے کہ سیدنا غوث الاعظم رضؓ فرماتے تھے کہ زمانہ لڑکپن میں جب میں لڑکوں کے ساتھ کھیلنا چاہتا تو مجھے غیب سے آواز آتی تھی اِلَیَّ یَا مُبَارَکُ اے بابرکت میری طرف آ، میں نے تجھے اپنے لیے پیدا فرمایا ہے۔ کھیل کود کے لیے نہیں پیدا فرمایا۔ میں اس وقت یہ آواز

سُن کر اپنی والدہ ماجدہ کی گود میں آجاتا تھا۔ یہ آواز اب بھی میں خلوت میں سُنتا ہوں۔ جب میں کہیں سیر کے لیے جاتا تو آواز آتی اے عبدالقادر! ہم نے تجھ کو اپنے واسطے مخصوص کیا ہے۔ مجاہدہ کے زمانے میں جب نیند مجھ پر غلبہ کرتی تو میں کسی کو کہتے سنتا، اے عبدالقادر، ہم نے تجھ کو سونے کے لیے نہیں بنایا۔ بارہ برس کی عمر میں جب میں اپنے مدرسہ جاتا تھا تو اپنے اردگرد فرشتوں کو چلتا دیکھتا۔ مدرسے میں وہ دوسروں سے کہتے ہٹ جاؤ اور اللہ کے ولی کو بیٹھنے کے لیے جگہ دو۔

انہی ایام میں ایک فرشتہ، شکلِ انسانی میں میرے پاس آتا اور مجھے مدرسہ لے جاتا اور خود میرے پاس بیٹھا رہتا۔ ایک روز میں نے اس سے پوچھا کہ آپ کون ہیں؟۔ اس نے کہا، میں فرشتوں میں سے ایک فرشتہ ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے اس لیے بھیجا ہے کہ میں مدرسہ میں آپؓ کے ساتھ رہا کروں۔ آپؓ فرماتے ہیں کہ ایک روز میرے پاس سے ایک شخص گزرا جس کو میں نہیں جانتا تھا، اس نے جب فرشتوں کو یہ کہتے سُنا کہ کشادہ ہوجاؤ تاکہ اللہ کا ولی بیٹھ جائے تو پوچھا یہ لڑکا کس کا ہے۔ فرشتوں نے کہا یہ سادات کے گھرانے کا لڑکا ہے۔ تو اس شخص نے کہا عنقریب یہ بہت بڑی شان والا ہوگا کہ عطا کیا جائے گا بغیر منع کے، دیدار سے مشرف ہوگا بغیر حجاب کے اور قرب سے نوازا جائے گا بغیر تاخیر و فکر کے۔ آپؓ فرماتے ہیں میں نے چالیس سال بعد اس شخص کو پہچانا کہ وہ ابدالوں میں سے تھا۔

تعلیم و تربیت:

مادر زاد اولیاء اللہ کے لیے کسی استاد و معلم کی ضرورت نہیں ہوتی بلکہ مبدئِ فیاض سے ان کی خلقت کچھ ایسی ہوتی ہے کہ وہ ہر ایک مشاہدہ اور مناظرِ قدرت سے روزانہ ایک نیا سبق لیتے ہیں، وہ سیر و تفریح میں بھی پھول پتوں اور دیگر اشیاء کے ظاہری رنگ و بو پہ نظر نہیں کرتے بلکہ ہر ہر برگ و شجر کو دیکھ کر صانعِ حقیقی کا دم بھرتے ہیں۔ شیخ سعدی علیہ الرحمۃ نے اس طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا۔

برگِ درختانِ سبز در نظرِ ہوشیار
ہر ورقے دفتریست معرفتِ کردگار

یہ حضرات اگرچہ بظاہر خاموش اور تخلیہ پسند ہوتے ہیں مگر درحقیقت ان کی خاموشی میں بھی ایک راز مخفی رہتا ہے، ان کے کانوں میں خدائی آوازیں گونجتی رہتی ہیں اور ان کی آنکھوں میں شاہدِ حقیقی کی تجلّیاں رقصاں رہتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ یہ لوگ باوجود خداداد رعب و شوکت کے انتہائی رقیق القلب، نرم مزاج، رحمت و رافت سے بھرپور اور نیک نفس ہوتے ہیں۔ ایسے صالحین اور کاملین کے سردار سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ شروع سے ہی انتہائی ذہین و فطین تھے۔ آپؓ نے سب سے پہلے قرآنِ پاک حفظ کیا پھر چند درسی کتابیں اپنے وطن میں پڑھیں۔ والدِ ماجد کے وصال کے بعد آپؓ نے گھر کا کاروبار سنبھالا اٹھارہ برس کی عمر میں ایک دفعہ بروز عرفہ آپ اپنے بیل کو لے کر کھیتی کے لیے نکلے تو بیل نے آپ کی طرف دیکھا اور کہا اے عبدالقادر! آپ اس کام کے لیے تو نہیں پیدا کیے گئے اور نہ ہی آپ کو اس بات کا حکم ہوا ہے۔ آپؓ فرماتے ہیں، میں گھبرا کر اپنے گھر لوٹ آیا اور گھر کی چھت پر چڑھ گیا، وہاں مجھے عجیب منظر نظر آیا۔ میں نے دیکھا کہ زمین کی طنابیں کھنچ گئیں اور میدانِ عرفات میرے سامنے ہے۔ میں نے میدانِ عرفات میں لوگوں کو کھڑے دیکھا۔ پھر میں اپنی والدہ ماجدہ کے پاس آیا اور ان سے عرض کیا کہ آپ مجھے خدا کی راہ میں وقف کردیں اور مجھے بغداد جانے کی اجازت دیں تاکہ میں وہاں جا کر علم حاصل کروں۔ والدہ صاحبہ نے اس کا سبب دریافت فرمایا تو میں نے انہیں سارا واقعہ سنایا۔ آپ چشم بہ گریہ ہوئیں اور اسّی دینار جو والد ماجد نے آپ کے پاس چھوڑے تھے، میرے پاس لے کر آئیں۔ میں نے ان میں سے چالیس دینار لے لئے اور چالیس اپنے بھائی کے لیے چھوڑ دیئے۔ آپ نے میرے چالیس دینار میری گدڑی میں سی دیئے اور مجھے بغداد جانے کی اجازت دے دی، ساتھ نصیحت فرمائی کہ خواہ کسی حال میں ہو سچ بولو، کیونکہ رسولِ کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے فرمایا سچ میں نجات ہے اور جھوٹ میں ہلاکت ہے۔ میں روانہ ہوا، آپ دروازے

تک مجھے رُخصت کرنے آئیں اور فرمایا اے بیٹا لِوَجْہِ اللّٰہ میں تمہیں اپنے سے جدا کرتی ہوں اور اب مجھے تمہارا منہ قیامت ہی کو دیکھنا نصیب ہو گا۔

سیدنا غوث الاعظم رضؓ اپنی والدہ ماجدہ سے رُخصت ہو کر ایک قافلے کے ہمراہ بغداد جانے کے لیے روانہ ہوئے۔ آپؓ نے فرمایا کہ ہم ہمدان سے گزر کر ایسے مقام پر پہنچے جہاں بہت کیچڑ تھی۔ وہاں قافلے پر ساٹھ ڈاکو ٹوٹ پڑے اور اہلِ قافلہ کو لوٹ لیا۔ میں اپنی والدہ ماجدہ کی بتائی ہوئی یہ دُعا پڑھتا رہا۔ "اَللّٰہُ کَافِیْ قَصَدْتُ الْکَافِیْ وَوَجَدْتُ الْکَافِیْ لِکُلِّ الْکَافِیْ کَفَانِی الْکَافِیْ وَنِعْمَ الْکَافِیْ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ" اس دُعا کی برکت سے مجھ سے کسی نے بھی تعرض نہ کیا۔ تھوڑی دیر کے بعد ایک شخص میری طرف آیا اور کہنے لگا کہ آپ کے پاس بھی کچھ ہے؟ میں نے کہا، ہاں میرے پاس چالیس دینار ہیں۔ اس نے دریافت کیا وہ کہاں ہیں؟ میں نے کہا میری گدڑی میں بغل کے نیچے سلے ہوئے ہیں۔ اس نے سمجھا کہ میں مذاق کر رہا ہوں، اس لیے مجھے چھوڑ کر چلا گیا۔ اس کے بعد ایک دوسرا شخص آیا۔ اور جو کچھ پہلے نے پوچھا تھا، وہی پوچھا۔ میں نے جو پہلے شخص کو جواب دیا تھا، اس کو بھی وہی جواب دیا۔ ان دونوں نے جا کر اپنے سردار سے اس بات کا تذکرہ کیا تو سردار نے مجھے اپنے پاس بلایا اور پوچھا کیا تمہارے پاس واقعی چالیس دینار ہیں۔ میں نے کہا، ہاں میری گدڑی میں سلے ہوئے ہیں۔ اس نے میری گدڑی ادھیڑی اور اس میں سے چالیس دینار نکلے۔ سردار بڑا حیران ہوا اور کہنے لگا کہ لوگ تو اپنا مال اپنے دوستوں تک سے چھپاتے ہیں، تم نے اپنے لُٹ جانے کا کوئی خوف نہ کیا اور ہم رہزنوں کو اپنے پوشیدہ مال کی خبر کر دی۔ آخر اس کا کیا سبب ہے؟ میں نے کہا کہ جب میں علم دین حاصل کرنے کے لیے اپنے گھر سے چلنے لگا تو میری ضعیفہ والدہ نے مجھے نصیحت کی کہ خبردار بیٹا! کبھی جھوٹ نہ بولنا۔ تم پر کیسی ہی سختی اور مصیبت پڑے ہمیشہ سچ ہی بولنا۔ میری ماں نے مجھے سچ بولنے کی تاکید کی تھی میں ان سے عہد شکنی نہیں کر سکتا۔ آپ کے اس کلام کا لٹیروں کے سردار پر اس

قدر اثر ہوا کہ اس کی آنکھوں سے زار و قطار آنسو رواں ہو گئے، کہنے لگا۔ اے لڑکے تمہیں اس عمر میں اپنی ماں سے کیے ہوئے عہد کا اس قدر پاس ہے۔ افسوس صد افسوس کہ میں سالہا سال سے اپنے پروردگار سے عہد شکنی کر رہا ہوں اور بندگانِ خدا کے جان و مال کو نقصان پہنچا رہا ہوں۔ کل قیامت کو اپنے پروردگار کو کیا منہ دکھاؤں گا۔ صد حیف کہ میری ساری عمر اس سیاہ کاری میں گزری۔ ایک روز بھی مجھے اس عہد کی یاد نہ آئی۔ اس وقت میں اپنے دل کے کانوں سے یہ آواز سن رہا ہوں کہ اے احمد بدوی! اس لڑکے سے سبق سیکھ۔ اسے دیکھ کہ کیسا اپنے ماں سے کیے ہوئے عہد پر قائم ہے اور تُو اپنے پیدا کرنے والے سے کیے گئے اس عہد و پیمان کو بھولا ہوا ہے جو اس نے تجھ سے روزِ الست لیا تھا۔ آخر وہ سردار اس حال میں میرے قدموں پہ گر گیا۔ وہ بار بار میرے ہاتھوں کو چومتا اور روتا تھا۔ یہاں تک کہ اس نے میرے ہاتھ پر توبہ کی اور قسم کھائی کہ پھر وہ ایسا کام نہ کرے گا۔ اور تمام عمر اللہ کے احکام پہ عمل پیرا ہو گا۔ اس کے تمام ساتھیوں نے کہا، تُو لوٹ مار میں ہم سب کا سردار تھا۔ اور اب توبہ کرنے میں بھی ہمارا سردار ہے۔ پھر سب نے میرے ہاتھ پہ توبہ کی اور قافلے کا سارا مال واپس کر دیا۔ یہ بھی روایت ہے کہ احمد بدوی تائب ہونے کے بعد آپ کو اپنے گھر لے گیا اور نہایت پر تکلف دعوت کی اور اپنی بیٹی کو آپ کے نکاح میں دینے کے لیے ملتجی ہوا اور وہ تمام مال و اسباب جو اس کے گھر میں تھا راہِ خدا میں لٹا دیا۔ اس کے بے حد اصرار کرنے پہ آپؓ نے اس کی تمنا پوری کی اور اس کی بیٹی کو اپنی زوجیت سے عزت و مفاخرت بخشی۔ آپ کے دستِ مقدس پہ بیعت ہونے والے یہ پہلے خوش نصیب تمام کے تمام بالآخر کاملین میں سے ہوئے۔

رہزن بھی بن گئے ابدال چشمِ فیض سے　　باعثِ نزئینِ عالم ہے نظامِ غوثِ پاکؓ

کر دیا تم نے ولی فساق اور فجار کو　　نور بخشا آپ نے چشم اولی الابصار کو

جب برس جائے کہیں ابرِ سخاوت آپکا — سبز کردیں سر بسر شکلِ گلستاں خار کو
سینکڑوں مجرم ہوئے ہیں محرمِ درگاہِ حق — رام کرڈالا ہزاروں زمرہ کفّار کو

سیدنا غوث الاعظم رضؓ چار سو میل کا سفر طے کرکے بغداد پہنچے اور مدرسہ نظامیہ میں داخل ہوگئے۔ یہ دور عباسی خلیفہ المستنصر باللہ کا تھا جو نہایت کریم الاخلاق سخی، بہادر، پابند شریعت، عالم فاضل اور علماء فقرا سے محبت رکھتا تھا۔ بغداد ان دنوں تمام دنیا کا مشہور و معروف علمی مرکز تھا جس میں قابل ترین اساتذہ درس دیا کرتے تھے۔ سیدنا غوث الاعظم رضؓ نے چند سالوں میں ہی تمام علوم و فنون پر دسترس حاصل کرلی۔ علم حدیث کی سند دیتے ہوئے آپ کے اساتذہ نے فرمایا اے عبدالقادر الفاظِ حدیث کی سند تو ہم تمہیں دے رہے ہیں مگر حقیقت یہ ہے کہ حدیث کے معانی و مفاہیم سمجھنے میں ہم نے آپ رضؓ سے استفادہ کیا۔

تحصیلِ علم کے زمانے کی صعوبتیں:

طالب علمی کے زمانے میں آپ کو بہت مشکلات سے دوچار ہونا پڑا۔ سخت مشقتیں اٹھانی پڑیں لیکن یہ مشکلات آپ کے عزمِ صمیم کی راہ میں حائل نہ ہوسکیں۔ والدہ ماجدہ کے دیئے ہوئے چالیس دینار خرچ ہوچکے تھے۔ یہاں تک کہ فاقوں تک نوبت آپہنچی۔ بیس روز اسی طرح گزر گئے۔ آخر ایک روز کسی مباح چیز کی تلاش میں ایوان کسریٰ کے کھنڈروں کی جانب تشریف لے گئے تاکہ کوئی مباح چیز حاصل کرسکیں۔ وہاں دیکھا کہ ستر اولیائے کرام پہلے ہی سے مباح چیزوں کی تلاش میں مصروف ہیں۔ آپ رضؓ نے مناسب نہ سمجھا کہ ان کی راہ میں حائل ہوں اور واپس تشریف لے آئے۔ راستے میں آپ کو آپ کے وطن کا ایک شخص ملا۔ آپ فرماتے ہیں، میں اسے نہیں پہچانتا تھا۔ اس نے مجھے سونے کا ایک ٹکڑا دیا اور کہا کہ یہ آپ کی والدہ ماجدہ نے آپ کے واسطے بھیجا ہے۔ میں اسے لے کر ویرانے کی طرف واپس گیا۔ اور اس میں تھوڑا سا اپنے واسطے رکھ کر باقی تمام ان اولیاء میں تقسیم کردیا۔ انھوں نے مجھ سے پوچھا، یہ کہاں سے لائے ہو؟ میں نے کہا یہ میری والدہ نے میرے لیے بھیجا ہے، میں نے مناسب نہ سمجھا کہ اس

حصّہ سے آپ لوگوں کو محروم رکھوں۔ پھر میں بغداد لوٹ آیا اور باقی پارۂ زر سے کھانا خریدا اور فقرا کو آواز دی چنانچہ ہم سب نے مل کر کھانا کھایا۔

اسی طرح ابوبکر تمیمیؒ کا بیان ہے کہ سرکار غوثیت مآب رضؓ نے فرمایا کہ ایک دفعہ بغداد میں قحط پڑا، اشیائے خورد و نوش کی سخت قلّت ہوئی اور کئی روز تک مجھے کھانے کو کچھ نہ مل سکا۔ ایک روز شدّتِ بھوک کے سبب میں دریائے دجلہ کے کنارے گیا تاکہ کاہو کے پتے یا کوئی سبزی حاصل کرسکوں مگر میں جہاں بھی جاتا، وہاں فقراء کا ہجوم پاتا۔ آخر کار میں شہر لوٹ آیا۔ یہاں بھی مجھے کوئی گری پڑی چیز نہ مل سکی۔ بھوک و نقاہت کا اس قدر غلبہ تھا کہ حواس گم اور اوسان خطا ہونے لگے۔ آنکھوں کے آگے اندھیرا چھا گیا۔ اسی پریشانی کے عالم میں دوڑ کر قریب کی ایک مسجد کے گوشہ میں بیٹھ گیا۔ ابھی تھوڑی دیر گزری تھی کہ ایک عجمی جوان روٹی اور بھنا ہوا گوشت لے کر مسجد میں داخل ہوا۔ اور ایک طرف بیٹھ کر کھانے لگا۔ سیدنا غوث الاعظم رضؓ فرماتے ہیں کہ بھوک کی اس قدر شدّت تھی کہ اس شخص کے ہر لقمے کے ساتھ بے اختیار میرا منہ کھل جاتا تھا۔ حتیٰ کہ میں نے اپنے نفس کو اس حرکت پر سخت ملامت کی۔ اتنے میں اس عجمی نوجوان کی مجھ پر نظر پڑی مجھے دیکھتے ہی اس نے مجھے کھانے کی دعوت دی۔ میں نے نفس کی مخالفت کے لیے انکار کیا تو اس نے مجھے قسم دی۔ میں اس کے بے حد اصرار پر اس کے ساتھ کھانے میں شریک ہوگیا۔ کھانے کے دوران اس نے دریافت کیا کہ آپ کہاں کے رہنے والے ہیں اور کیا مشغلہ رکھتے ہیں۔ میں نے کہا، میں جیلان کا رہنے والا ہوں اور علم فقہ پڑھتا ہوں۔ یہ سن کر اس نے مسرت آمیز لہجے میں کہا، الحمدللہ میں بھی جیلان کا رہنے والا ہوں۔ کیا آپ جیلان کے ایک نوجوان کو جس کا نام عبدالقادر ہے، جانتے ہیں؟ میں نے کہا، وہ میں ہی ہوں۔ یہ سن کر وہ زار و قطار رو پڑا۔ اور کہنے لگا خدا کی قسم میں آپ کو کئی روز سے تلاش کرتا رہا۔ اس اثناء میں میرا سارا خرچ ختم ہوگیا پھر میں نے تین روز فاقے میں گزارے اور آج مجبور ہوکر آپ کی امانت میں سے جو آپ کی والدہ ماجدہ نے آپ کو پہنچانے کے لیے دیئے تھے، ایک وقت کے

کھانے کے لیے یہ روٹی اور گوشت لایا ہوں اور اب آپ خوشی سے یہ کھانا تناول فرمائیں کہ یہ آپ ہی کا ہے اور میں آپ کا مہمان ہوں۔ پھر میں نے اسے تسلی دی اور اس بات پر اپنی خوشنودی ظاہر کی اور اس کے ساتھ کھانا تناول کیا۔ میں نے اسے سفر کے خرچ کے لیے کچھ نقدی بھی دی کہ اسے اپنے خرچ میں لاؤ یہاں تک کہ وہ بہت خوش ہو کر مجھ سے رخصت ہوا۔

امدادِ غیبی:

شیخ ابو عبداللہ جبائی رح کا بیان ہے کہ مجھ سے شیخ عبدالقادر جیلانی رض نے فرمایا کہ میں تنہائی میں بیٹھا فقہ کا سبق یاد کر رہا تھا۔ افلاس، فاقہ اور تنگدستی کے ہاتھوں سخت پریشان تھا۔ ناگاہ ہاتفِ غیبی سے آواز آئی اے عبدالقادر! آپ کیوں نہیں کسی سے اپنی ضرورت کے لیے قرض لے لیتے تاکہ آپ آسانی سے علم حاصل کر سکیں۔ میں نے عرض کیا کہ میں کیسے کسی سے قرض لوں جبکہ میرے پاس اس قرض کی واپسی کے لیے کچھ بھی نہیں ہے۔ ندا آئی، آپ مطمئن رہیں اس کی ادائیگی میرے ذمے ہے۔ یہ سن کر میں ایک نانبائی کے پاس آیا اور کہا کہ کیا تو مجھے اس شرط پر روز ڈیڑھ روٹی ادھار دے سکتا ہے کہ اگر مجھے کہیں سے کچھ دستیاب ہو گیا تو قرض ادا کر دوں گا اور اگر میں مر گیا تو ادھار معاف کر دینا۔ یہ سن کر وہ نانبائی بے اختیار رو پڑا۔ اور کہنے لگا آپ کو اجازت ہے جو آپ رض کا جی چاہے مجھ سے لے جایا کریں چنانچہ میں اس سے ہر روز ڈیڑھ روٹی لینے لگا۔ جب اس بات کو ایک مدت گزر گئی تو مجھے ناگوار گزرا کہ میں ابھی تک کچھ بھی قرض ادا نہ کر سکا۔ یہ خیال آتا تھا کہ ہاتفِ غیبی سے آواز آئی اے عبدالقادر! فلاں مقام پر جائیں اور جو کچھ بھی وہاں ملے اس سے اپنا قرض ادا کریں۔ مجھے وہاں پر ایک سونے کا ٹکڑا ملا جسے میں نے نانبائی کو دے دیا۔

شیخ ابو عبداللہ نجار بیان کرتے ہیں کہ سرکار غوثیت مآب رض نے فرمایا کہ مجھ پر بڑے بڑے اور ناقابلِ برداشت مصائب کا نزول ہوتا تھا، اگر وہ مصائب پہاڑوں پر ڈال دیئے جاتے تو پہاڑ ریزہ ریزہ ہو جاتے جب مصائب و ابتلاً

حد سے بڑھ جاتے تو میں زمین پر لیٹ کر یہ آیت پڑھتا فَاِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا پس بے شک تنگی کے ساتھ آسانی ہے بے شک تنگی کے ساتھ آسانی ہے۔ اس طرح مجھے ایک گونہ سکون و اطمینان حاصل ہوتا۔

نیز آپ نے یہ بھی فرمایا کہ طالب علمی کے زمانے میں، میں اساتذہ سے سبق پڑھ کر جنگل کی طرف نکل جایا کرتا تھا۔ بغداد میں نہ رہتا تھا۔ آندھی، طوفان، سردی گرمی، بارش غرض کے ہر موسم میں اسی طرح زندگی بسر کرتا، اس وقت میرے سر پر چھوٹا سا عمامہ ہوتا اور صوف کا جبّہ پہنتا تھا۔ برہنہ پا کانٹوں اور پتھریلی زمین پر گھومتا رہتا تھا اور کاہو، ساگ یا دیگر ترکاریوں کی کونپلیں جو مجھے دریائے دجلہ کے کنارے مل جاتی تھیں، انہیں کھا لیا کرتا تھا۔

باوجود ان جانکاہ مصائب اور تکالیف کے سیدنا غوث الاعظم رض نے دیگر علوم کے علاوہ علمِ قرأت، علمِ تفسیر، علمِ حدیث، علمِ فقہ، علمِ کلام، علمِ لغت، علمِ ادب، علمِ نحو، علمِ عروض، علمِ مناظرہ، علمِ تاریخ، علمِ انساب وغیرہ میں خصوصیت کے ساتھ وہ شہرت اور ناموری حاصل کی کہ علمائے بغداد کیا علمائے زمانہ سے سبقت لے گئے، ان علوم کی سندِ تکمیل آپ رض نے ذی الحجہ ۴۹۶ھ میں حاصل کی۔

علمِ طریقت:

علمِ طریقت آپ رض نے زیادہ تر حضرت ابوالخیر حماد بن مسلم دباس رح سے حاصل کیا۔ شیخ عبداللہ جبائی رح کا بیان ہے کہ سرکار محبوب سبحانی رض نے فرمایا ایک دفعہ بغداد میں کثرتِ فتنہ و فساد کے سبب میں نے قصد کیا کہ میں یہاں سے چلا جاؤں چنانچہ قرآن شریف بغل میں دبا کر میں نے بابِ حلبہ کی طرف سے جنگل کو نکلنا چاہا تو اچانک ہاتفِ غیبی سے آواز آئی کہاں جاتے ہو، واپس لوٹ جاؤ کہ تمہارے ذریعے خلق کو نفع پہنچے گا۔ میں نے عرض کیا، مجھے خلق سے کیا سروکار، میں تو اپنے دین کی حفاظت کے لیے جاتا ہوں۔ پھر آواز آئی، تم یہیں رہو، تمہارا دین سلامت رہے گا۔ میں واپس لوٹ آیا۔ پھر مجھ پر چند ایسے مشکل حالات طاری ہو

گئے جو مجھے نہایت دشوار لگے۔ میں نے یہ تمنا کی کہ اللہ تعالیٰ کسی ایسے شخص کو بھیج دے جو میری مشکلات کو حل کر سکے۔ دوسرے دن میں مظفریہ سے گزر رہا تھا کہ ایک شخص نے دروازہ کھول کر مجھ سے کہا، اے عبدالقادر یہاں آ، میں ان کے پاس گیا۔ انہوں نے کہا تم کل رات اللہ تعالیٰ سے کیا سوال کر رہے تھے۔ یہ سن کر میں حیران تھا کہ کیا جواب دوں۔ انہوں نے خفا ہو کر زور سے دروازہ بند کر دیا۔ میں جب وہاں سے دور نکل گیا تو مجھے اپنی آرزو یاد آئی جو میں نے اللہ سے کی تھی، میں سمجھ گیا کہ یہ شخص صالحین اور اولیاء میں سے ہے۔ یہ سوچ کر میں واپس لوٹا مگر وہ دروازہ نہ پہچان سکا۔ جس سے مجھے بے حد رنج ہوا۔ بعد ازاں مجھے معلوم ہوا کہ وہ بزرگ شیخ حمادؒ ہیں تو میں نے ان کی صحبت اختیار کی جس سے میری تمام مشکلات حل ہو گئیں۔ جب میں آپ کے پاس سے فقہ سیکھنے جاتا اور پھر واپس آتا تو فرماتے اے عبدالقادر! تم فقیہہ ہو، فقہاء میں جاؤ، یہاں تمہارا کیا کام؟۔ میں خاموش رہتا تو مجھے زدوکوب کر کے بے حد اذیت پہنچاتے۔ کبھی کہتے آج ہمارے پاس بہت روٹیاں اور فالودہ آیا لیکن ہم نے سب کھا لیا، تیرے لیے کچھ نہیں بچایا۔ اس حال کو دیکھ کر شیخ کے وابستگان بھی مجھے تکلیفیں پہنچانے لگے اور بار بار مجھ سے کہتے تم فقیہہ ہو، تمہارا ہمارے پاس کیا کام؟۔ تم یہاں مت آیا کرو۔ شیخ حماد کو جب اس بات کا علم ہوا تو انہوں نے اپنے خدام سے فرمایا "اے کتو! تم اس کو تکلیف پہنچاتے ہو! اللہ کی قسم تم میں اس جیسا ایک بھی نہیں ہے۔ میں تو محض آزمائش کے لیے اسے اذیت دیتا ہوں مگر اس کے پائے استقلال میں ذرہ برابر جنبش نہیں ہوتی۔" ایک مرتبہ شیخ حمادؒ اور ان کے مریدین کے ہمراہ میں نماز جمعہ کی ادائیگی کے لیے جا رہا تھا۔ جب ہم دریائے دجلہ کے پل پر سے گزر رہے تھے تو شیخ حمادؒ نے مجھے پانی میں دھکا دے دیا میں نے پانی میں گرنے سے قبل ہی غسلِ جمعہ کی نیت کر لی۔ سردی کا موسم تھا اور پانی بے حد سرد تھا۔ میں تیرتا ہوا باہر آیا۔ اور گیلے کپڑوں میں دوبارہ شیخ کے ہمراہ شامل ہونا چاہا۔ شیخ حماد کے مریدین نے یہ سمجھ کر کہ شاید شیخ مجھ سے ناراض

ہیں، مجھے دھتکارنا چاہا۔ تو شیخ حماد نے انہیں منع فرمایا اور کہا میں نے اسے آزمانا چاہا تھا مگر اسے اپنے ارادے میں پہاڑ سے زیادہ مستحکم پایا۔ عراق کے جنگلوں میں پچیس سال ریاضت کے بعد جب سیدنا غوث الاعظمؓ بغداد میں دوبارہ رونق افروز ہوئے اور شیخ حماد بن مسلم دباسؒ کے وصال فرمانے کے بعد ایک دن سرکار غوثیت مآبؓ اپنے مریدین و معتقدین اور مشائخ کے ہمراہ شیخ حمادؒ کے مزار پر گئے۔ آپؓ نے شیخ حماد کی قبر پر بہت دیر توقف کیا یہاں تک کہ سورج کی گرمی سے سب لوگ بڑے پریشان ہوئے مگر بسبب ادب سب خاموش رہے بعد ازاں آپ کے رُخ انور پر مسرت نمودار ہوئی اور آپ واپس تشریف لائے۔ مشائخ نے آپ سے اس قدر توقف کا سبب دریافت کیا تو آپ نے فرمایا میں نے شیخ حمادؒ سے ملاقات کی۔ ان کا حال بہت اچھا ہے۔ زر و جواہر کا تاج ان کے سر پر ہے، بیش قیمت لباس زیب تن ہے مگر ان کا سیدھا ہاتھ شل تھا۔ میں نے اس کا سبب دریافت کیا تو فرمایا، میں نے اس ہاتھ سے آپ کو آزمائش کے لئے دھکا دیا تھا، جس کے سبب یہ ہاتھ مفلوج ہے۔ آپ مجھے معاف فرما دیں اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں میرے لیے عرض کریں۔ چنانچہ میں نے توقف کیا اور ان کے حق میں دُعا کرتا رہا۔ اس وقت پانچ ہزار اولیاء اپنی قبور میں میری دُعا پر آمین کہتے رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے میری عرض قبول کی اور شیخ حماد کا ہاتھ صحیح ہو گیا۔ اور انہوں نے اس ہاتھ سے مجھ سے مصافحہ کیا اور خوش ہوئے۔ آپ کا یہ ارشاد بغداد میں مشہور ہوا اور شیخ حمادؒ کے مریدین نے تردد کیا اور اس امر کی تحقیق کے لئے آپ کے پاس گروہ کی شکل میں آئے جب یہ لوگ مدرسہ میں داخل ہوئے تو آپ کی ہیبت کے سبب کسی کو کلام کرنے کی جرأت نہ ہوئی۔ سیدنا غوث الاعظمؓ نے خود فرمایا کہ تم لوگ کبار مشائخ میں سے دو افراد چن لو جو تمہیں حقیقت حال کی خبر دیں۔ تمام حاضرین نے شیخ ابو یعقوب یوسف بن ایوب ہمدانی اور شیخ ابو محمد عبدالرحمٰن بن شعیب کردی کو مقرر کیا۔ اس اثناء میں آنجنابؓ مراقب ہو گئے۔ تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ شیخ یوسف مدرسہ میں

داخل ہوئے اور حاضرین سے کہا، اللہ عزوجل نے شیخ حمادؒ کو میرے سامنے ظاہر فرمایا، شیخ نے مجھے کہا تم جلد سرکار غوثیت مآبؓ کے مدرسہ میں جاؤ اور میرے مریدین سے کہو کہ جو کچھ آنجنابؓ میرے بارے میں ارشاد فرما رہے ہیں، وہ بالکل صحیح ہے۔ اور اس میں ذرا بھی فرق نہیں۔ ابھی شیخ یوسف کلام ختم نہ کر چکے تھے کہ شیخ عبدالرحمٰن بھی آن پہنچے اور وہی بیان کیا جو شیخ یوسف بیان کر چکے تھے۔ تمام مشائخ اور مریدینِ شیخ حمادؒ کو تصدیق ہوگئی۔ اور وہ بارگاہِ غوثیت مآبؓ میں معافی کے خواستگار ہوئے۔

بغداد شریف میں حصول علم کے ساتھ ساتھ سرکار غوثیت مآبؓ شیخ حمادؒ کے علاوہ اور اولیائے کرام کے پاس بھی تشریف لے جاتے تھے۔ ان میں سے ایک تاج العارفین شیخ ابوالوفاؒ ہیں۔ جب آنجناب پہلی بار ان کی مجلس میں گئے تو شیخ ابوالوفاؒ کرسی پر بیٹھے مریدین کو وعظ فرما رہے تھے۔ انہوں نے سرکار کو دیکھ کر مریدین کو اشارہ کیا کہ انہیں مجلس سے باہر نکال دیں۔ مریدین نے ارشاد کی تعمیل کی۔ سرکار غوثیت مآبؓ دوبارہ تشریف لے آئے۔ انہوں نے پھر آپ کو نکلوا دیا۔ آپؓ پھر تشریف لے آئے تو شیخ نے اٹھ کر استقبال کیا، آپ کو اپنے سینے سے لگالیا اور ماتھے پر بوسہ دیا اور انتہائی تعظیم و تکریم کے بعد فرمایا، میں نے پہلے جو کچھ کیا وہ اس لیے تھا کہ لوگ انہیں اچھی طرح پہچان لیں کہ ایک وقت آئے گا یہ فرمائیں گے قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ كُلِّ وَلِیِّ اللّٰهِ اور جہان کے تمام اولیاء آپ کے فرمان کے آگے اپنے سر تسلیم خم کر دیں گے۔ جو شخص بھی تم میں سے اس وقت موجود ہو اسے چاہیے کہ ہمیشہ آپ کی خدمت میں حاضر رہے۔ پھر آپ کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا اے عبدالقادر یہ وقت میرا ہے۔ اور آنیوالا وقت آپ کا ہے۔ اُس وقت خاص و عام آپ کے محتاج ہوں گے۔ ہر ولی کا مرغ آواز دے کر چپ ہو گیا۔ آپ کا مرغ قیامت تک آواز دے گا۔ پھر شیخ نے اپنی ریش مبارک ہاتھ میں لے کر کہا جب آپؓ کا وقت آئے تو اس مردِ پیر کو آپؓ گوشہ خاطر سے فراموش نہ کریں۔ شیخ ابوالوفا نے اپنے تبرکات

سرکار کو دیئے۔ آپ کے مریدین نے عرض کیا کہ آپ انہیں بیعت فرمالیں۔ شیخ نے فرمایا یہ سعادت شیخ ابوسعید مخزومیؓ کی قسمت میں ہے۔

فتاویٰ حدیثیہ میں ابوسعید عبداللہ بن ابی عصرون جو اپنے زمانے میں شافعیوں کے امام تھے، سے منقول ہے کہ جب میں تحصیلِ علم کے لیے بغداد شریف گیا تو اس وقت بغداد شریف کے مدرسہ نظامیہ میں شیخ عبدالقادرؓ اور ابن سقا میرے رفیق تھے اور ہم نیک مردوں کی زیارت کیا کرتے تھے۔ اس وقت بغداد شریف میں ایک بزرگ تھے، جن کی نسبت مشہور تھا کہ وہ غوث ہیں۔ نیز یہ بھی مشہور تھا کہ وہ جب چاہتے ہیں، ظاہر ہو جاتے ہیں اور جب چاہتے ہیں، غائب ہو جاتے ہیں۔ پس میں اور ابن سقا اور شیخ عبدالقادر جیلانیؓ جو ابھی جوان تھے اس غوث کی زیارت کو گئے۔ راستے میں ابن سقا نے کہا میں غوث سے ایسا سوال کروں گا جس کا وہ جواب نہ دے سکے گا۔ میں نے کہا، میں بھی ایک سوال کروں گا اور دیکھوں گا کہ وہ اس کا کیا جواب دیتا ہے۔ لیکن شیخ عبدالقادرؓ نے فرمایا کہ معاذاللہ میں ہرگز سوال نہیں کروں گا۔ بلکہ ان کے دیدار کی برکت کا منتظر رہوں گا۔ جب ہم اس غوث کے پاس آئے تو اس کو اپنی جگہ پر نہ پایا۔ ایک گھڑی کے بعد وہ اسی جگہ پر نمودار ہوئے اور غصّے کی نگاہ سے ابن سقا کی طرف دیکھ کر کہا۔ اے ابن سقا! تجھ پر بڑا افسوس ہے تو مجھ سے ایسا سوال کرنا چاہتا تھا جس کا جواب تیرے زعم میں میں نہیں دے سکوں گا۔ سُن تیرا مسئلہ یہ تھا اور اس کا جواب یہ ہے۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ تجھ میں کفر کی آگ بھڑک رہی ہے۔ اس کے بعد میری طرف دیکھا اور کہا اے عبداللہ! تو بھی مجھ سے مسئلہ پوچھتا ہے اور یہ دیکھتا ہے کہ میں اس کی بابت کیا جواب دیتا ہوں۔ سُن تیرا مسئلہ یہ ہے اور اس کا جواب یہ ہے۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ تُو دنیا میں اپنے دونوں کانوں تک ڈوبے گا۔ اور یہ اس بے ادبی کے سبب ہے جو تو نے میرے ساتھ کی۔ اس کے بعد حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؓ کی طرف متوجہ ہوئے اور آپ کو اپنے سینے سے لگایا، ان کی بے حد تعظیم کی اور اپنے پاس بٹھا کر فرمایا۔ اے

عبدالقادر! آپ نے میرا ادب ملحوظ رکھنے سے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو خوش کیا ہے۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ اللہ کے قرب کی علامات آپ کے لیے ظاہر ہوں گی۔ عام و خاص آپ کے گرد جمع ہوں گے اور آپ منبر پہ بیٹھ کر فرمائیں گے قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ كُلِّ وَلِیِّ اللّٰهِ اور جملہ اولیاء آپ کے اجلال و اکرام کے سبب اپنی گردنیں جھکائیں گے۔ یہ کہہ کر وہ اسی وقت غائب ہو گئے اور اس کے بعد ان کو کبھی نہیں دیکھا گیا۔ ابن سقا علوم شرعیہ میں مشغول ہو کر کامل ہوا اور اپنے زمانے کے اکثر علماء پہ فوقیت حاصل کی اور اس کی شہرت ہو گئی کہ جمیع علوم میں مناظرہ کرنے والوں کو لاجواب کر دیتا ہے اور فصیح اللسان ہونے کے باعث اسی لقب سے پکارا جاتا تھا۔ خلیفہ نے اس کو اپنا مقرب بنایا اس پر احسان کیا اور شاہِ روم کے پاس بطور سفیر بھیجا۔ شاہِ روم نے اس کو نہایت فصیح و بلیغ پایا اپنے پاس بلایا اور نہایت پسند کیا۔ شاہِ روم نے علماء نصاریٰ کو جمع کیا اور اس کے ساتھ مناظرہ کرایا تو اس نے سب کو لاجواب کر دیا۔ پس اسی سبب سے وہ بادشاہ کا منظورِ نظر ہو گیا۔ اس نے بادشاہ کی لڑکی کو دیکھا اور اس پہ فریفتہ ہو گیا اور اس لڑکی کے ساتھ شادی کرنے کیلئے بادشاہ سے التجاء کی۔ بادشاہ نے کہا اس شرط پہ کہ تم نصرانی ہو جاؤ۔ پس وہ نصرانی ہو گیا اور اس لڑکی کے ساتھ شادی کر لی۔ پھر اسے کوڑھ کا مرض لاحق ہو گیا اور وہ بازار میں پھینکوا دیا گیا۔ وہ اپنی خوراک کے لیے سوال کرتا تھا۔ لیکن کچھ حاصل نہ کر پاتا۔ اس کے جسم پہ داغ تھے اور چہرے پہ سیاہی تھی۔ جو کوئی اس کو جانتا تھا اس کے پاس سے گزرتا اور اس سے پوچھتا، اس کی کیا وجہ ہے؟۔ اس کو جواب دیتا کہ یہ بلا جو مجھ پہ نازل ہوئی ہے، اس کا باعث وہی ہے جو تو دیکھ رہا ہے۔ پھر اس سے پوچھا گیا کہ کوئی چیز قرآن مجید میں سے تجھ کو یاد ہے؟۔ اس نے کہا کچھ یاد نہیں سوائے ایک آیت کے رُبَمَا يَوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ كَانُوْا مُسْلِمِيْنَ۔ ابن سقا اس غوث کے کلام کو یاد کرتا تھا اور جانتا تھا کہ یہ سب ان کی بے ادبی کا نتیجہ ہے۔ پھر میں ایک روز اس کے پاس گیا۔ میں نے دیکھا اس کے اعضا سب پھٹ گئے

تھے اور وہ حالت نزع میں تھا۔ میں نے اس کا منہ قبلہ کی طرف کیا مگر اس نے منہ مشرق کی طرف پھیر لیا۔ میں نے پھر قبلہ کی طرف پھیرا لیکن اس نے پھر مشرق کی طرف پھیر لیا اور اسی حالت میں اس کی رُوح قبض کر لی گئی۔ میں فارغ التحصیل ہو کر دمشق گیا۔ سلطان نورالدین نے مجھے اپنے حضور بلایا اور مجھے جبراً اوقاف کا متولی بنا دیا۔ دنیا میں مجھے بہت اقبال حاصل ہوا اور دنیاوی مصروفیات میں اس قدر پھنسا کہ حقیقتاً دنیا میرے کانوں کی لَو تک پہنچ گئی۔ مگر میرا ایمان سلامت رہا اور شیخ عبدالقادر جیلانی رضؓ کے بارے میں جیسا اس غوث نے کہا تھا، ویسے ہی ہوا۔ قرب الٰہی کی علامات آپ کے لیے ظاہر ہوئیں۔ عام و خاص آپ کے گرد حصولِ فیض کے لیے جمع ہوئے پھر وہ وقت آیا جب آپ نے منبر شریف پہ یہ فرمایا قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ كُلِّ وَلِیِّ اللّٰهِ اور جملہ اولیاء نے آپ کے فرمان پہ سر نگوں کیا اور آپ کی اطاعت قبول کی۔ پس اس غوث کا کلام ہم سب کے بارے میں سچا ثابت ہوا۔ صاحبِ فتاویٰ حدیثیہ مزید فرماتے ہیں کہ یہ روایت بوجہ کثیر عادل راویوں کے حقیقت میں تواتر کا حکم رکھتی ہے۔ اور پُرزور دلالت کرتی ہے کہ اولیاء اللہ کے انکار سے بالکل باز رہنا چاہیئے۔ کیونکہ ان کا منکر اللہ تعالیٰ کا منکر ہے جیسا کہ ابنِ سقا اس غوث کے انکار سے ایسے دائمی اور مہلک فتنہ سے دوچار ہوا جس سے زیادہ قبیح تصور میں نہیں آسکتا۔ ہم اللہ تعالیٰ سے ایسے فتنے سے پناہ مانگتے ہیں اور ربِ کریم سے بوسیلہ رؤف الرحیم جنابِ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سوال کرتے ہیں کہ ہم کو ایسے فتنہ سے بلکہ جملہ فتن و محن سے اپنے فضل و کرم سے مامون رکھے اور اس واقع میں یہ بھی صراحت ہے کہ اولیاء اللہ پر اعتقاد اور ان کا ادب اور ان کے متعلق جہاں تک ممکن ہو نیک گمان ملحوظ رکھنا چاہیئے۔

سفر بیت اللہ میں پیش آنے والا واقعہ:

شیخ محمد ازہر ابوالمفاخر کا بیان ہے کہ سیدنا غوث الاعظم رضؓ نے فرمایا، جب میں اپنے پہلے حج کے لیے بغداد سے روانہ ہوا اس وقت میں نوجوان تھا

اور قدم تجرید پہ اکیلا سفر کر رہا تھا۔ منارۃ القرون کے نزدیک میری ملاقات شیخ عدی بن مسافر سے ہوئی۔ وہ بھی اس وقت نوجوان تھے اور اکیلے سفر فرما رہے تھے۔ انہوں نے مجھ سے پوچھا، کہاں کا ارادہ ہے؟ میں نے بتایا کہ میں مکہ معظمہ جا رہا ہوں۔ پوچھا کیا آپؓ کو صحبت و رفاقت درکار ہے۔ میں نے کہا کہ میں قدم تجرید پہ ہوں۔ شیخ عدی بن مسافر نے فرمایا میں بھی اسی طریقے پہ ہوں۔ چنانچہ ہم دونوں چل دیئے۔ اثنائے راہ ہمیں ایک برقعہ پوش، نحیف البدن، نوعمر حبشی لڑکی ملی۔ وہ میرے سامنے آ کر کھڑی ہو گئی۔ اور مجھے گہری نگاہ سے دیکھا۔ پھر پوچھا آپ کہاں کے رہنے والے ہیں۔ میں نے کہا بغداد کا۔ کہنے لگی آج آپ نے مجھے بہت تھکا دیا۔ میں کچھ دیر پہلے بلاد حبشہ میں تھی۔ مجھے مشاہدہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے آپؓ کے دل پہ خاص تجلی فرمائی ہے اور آپؓ پہ اپنا وہ فضل و کرم فرمایا جو زمانہ حال کے کسی ولی پہ نہیں ہوا اور اپنے فضل سے آپ کو وہ نعمت عطا فرمائی جو آپ کے علاوہ کسی اور کو نہیں ملی۔ پس میں نے چاہا کہ آپ کو دیکھوں اور آپ سے ملاقات کروں۔ میں چاہتی ہوں کہ آج آپ دونوں کے ہمراہ رہوں اور آپ کے ساتھ ہی روزہ افطار کروں۔ میں نے جواب دیا یہ آپ کی محبت و نوازش ہے۔ اس کے بعد وہ ہم سے کچھ فاصلے پہ چلنے لگی۔ جب مغرب کا وقت ہوا تو آسمان سے ہماری طرف ایک طباق اترا۔ ہم نے دیکھا کہ اس میں چھ روٹیاں، سرکہ اور ترکاری موجود ہے۔ یہ دیکھ کر اس حبشی لڑکی نے کہا۔ اللہ کا شکر ہے کہ اس نے میرے مہمانوں کی عزت کی کیونکہ ہر رات میرے لیے دو روٹیاں اترا کرتی تھیں۔ اور آج چھ اتری ہیں۔ ہم تینوں نے کھانا کھایا۔ پھر پانی کے کوزے اترے۔ ہم نے ان میں سے پانی پیا۔ یہ پانی حلاوت و لذت میں دنیا کے پانی سے بہتر تھا۔ پھر وہ خاتون ہم سے رخصت ہوئیں اور ہم مسافت طے کرتے ہوئے بالآخر مکہ معظمہ پہنچ گئے۔ ایک دن دوران طواف اللہ تعالیٰ نے شیخ عدی پہ تجلی فرمائی وہ انوارِ الٰہی کی تاب نہ لاتے ہوئے بیہوش ہو گئے اور دیکھنے میں یوں معلوم ہوتا تھا کہ گویا انکا وصال ہو گیا ہے۔ اچانک میں نے دیکھا کہ وہی حبشی خاتون شیخ عدی

کے سر پہ کھڑی کہہ رہی ہیں"۔ وہی اللہ تجھے زندہ فرمائے گا جس نے تجھے مارا ہے۔ تمام تر تعریفیں اسی ذات برحق کے لیے ہیں جس کے نورِ جلال کے سامنے حادث چیزیں قائم نہیں رہتیں۔ مگر یہ کہ وہ خود انہیں قائم رکھے اور اس کی تائید کے بغیر کائنات کو دم مارنے کا یارا نہیں۔ اس کے جلال کی تقدیس نے عقل و خرد کی نگاہوں کو خیرہ کر رکھا ہے۔ اور اس کے انوار و تجلیات نے بڑے بڑے عقلا کو حیران اور درماندہ کر رکھا ہے۔"

پھر اللہ جل شانہٗ نے مجھ پہ اپنے لطف و کرم کی خاص نظر فرمائی۔ دورانِ طواف اللہ تعالیٰ نے اپنے انوار کی منازل میں سے مجھ پہ احسانمندی فرمائی۔ اور باطن سے مجھے ندا دی۔ "اے عبدالقادر! تو ظاہری تجرید چھوڑ دے اور تفرید توحید اور تجرید تفرید اختیار کر۔ عنقریب ہم تجھے اپنی نشانیاں دکھائیں گے۔ پس تو ہماری مراد کو اپنی مراد کے ساتھ ملا۔ ہم اپنے سامنے تیرے قدم جما دیں گے۔ تو اپنے وجود میں میرے سوا کسی کا تصرف نہ ہونے دے تاکہ تو ہمیشہ ہمارے مشاہدے میں رہے اور لوگوں کو نفع پہنچانے کے لیے ایک جگہ بیٹھ جا کہ ہم اپنے بہت سے بندوں کو تیری برکت سے اپنا مقرب بنائیں گے۔"

پھر وہ حبشی لڑکی میری طرف متوجہ ہوئی اور کہنے لگی "اے نوجوان! آج کے دن میں تیری شان کا کچھ اندازہ نہیں کر سکتی۔ بلاشبہ آپؓ پہ نور کا ایک خیمہ تنا ہوا ہے۔ اور آسمان کے کناروں تک فرشتوں نے آپ کو گھیر رکھا ہے۔ اور اولیاء اللہ کی نگاہیں اپنے اپنے مقامات پہ آپ کی جانب مرکوز ہیں۔ وہ متمنی ہیں کہ آپؓ کی ذات بابرکات سے فیوض و برکات حاصل کریں"۔ یہ کہہ کر وہ چلی گئی اور پھر میں نے اس کو نہیں دیکھا۔

ریاضات و مجاہدات

حضور سیدنا غوث الاعظمؓ نے اپنے مجاہدات اور ریاضات کے بارے میں فرمایا کہ میں پچیس[۲۵] برس تک عراق کے بیابانوں میں تنہا پھرتا رہا اور مجھے کوئی بھی پہچانتا نہ تھا۔ البتہ اس وقت میرے پاس جنات آیا کرتے تھے اور میں انہیں علم طریقت اور وصول الی اللہ کی تعلیم دیا کرتا تھا۔ ایک مرتبہ حضرت خضر علیہ السلام میرے ہمراہ ہوئے۔ پہلے انہوں نے مجھ سے عہد لیا کہ میں ان کی مخالفت نہ کروں گا۔ اس کے بعد انہوں نے مجھ سے فرمایا کہ میرے آنے تک یہیں رہو۔ وہ ہر سال آتے اور یہی فرما جاتے کہ میرے آنے تک یہیں پر رہو۔ میں تین سال اسی ایک مقام پر رہا۔ اس اثناء میں دنیا اور دنیاوی خواہشات اپنی اپنی شکلوں میں میرے پاس آیا کرتیں مگر اللہ تعالیٰ مجھے ان کی طرف التفات کرنے سے محفوظ رکھتا۔ میں اپنے نفس کو طرح طرح کی مشقتوں میں ڈالتا رہا۔ چنانچہ ایک سال ساگ وغیرہ پر گزارا کرتا رہا۔ اور سال بھر پانی بالکل نہ پیا، پھر ایک سال تک کچھ نہیں کھایا، صرف پانی پیا اور پھر ایک سال تک کھانا پینا اور سونا بالکل چھوڑ دیا۔

اور آپؓ نے فرمایا کہ میں چالیس سال عشاء کے وضو سے فجر کی نماز پڑھتا رہا اور پندرہ سال تک ساری ساری رات ایک پاؤں پر کھڑے رہ کر ہر رات ایک قرآن شریف ختم کرتا رہا۔ ایک شب میں ایک سیڑھی پر چڑھ رہا تھا کہ میرے نفس نے کہا۔ کاش تو ایک گھڑی کے لیے سو جائے اور تھوڑا آرام کر کے اٹھے اور عبادت کرے۔ جونہی یہ خطرہ میرے دل میں آیا، میں وہیں ٹھہر گیا اور ایک پاؤں پر کھڑا ہو کر قرآن شریف پڑھنا شروع کیا۔ یہاں تک کہ اسی حال میں پورا قرآن ختم کر ڈالا۔

آپؓ نے فرمایا کہ مجاہدے اور ریاضت کے شروع کے دنوں میں بیابانوں

میں عجیب و غریب حالات پیش آتے تھے جن میں سے ایک یہ تھا کہ میں اپنے وجود سے غائب ہو جاتا تھا۔ اکثر اوقات دوڑا کرتا تھا اور مجھے خبر بھی نہیں ہوتی تھی۔ ایک بار میں بے خبری میں دوڑتا رہا اور جب مجھے ہوش آیا تو میں نے اپنے آپ کو شہر شستر میں پایا جو بغداد سے بارہ روز کے فاصلے پر تھا۔ کئی دفعہ سخت مجاہدوں اور ریاضتوں کی وجہ سے میں سوکھ کر کانٹا ہو جاتا اور جب لہو کے خشک ہونے سے میرا وجود ٹھنڈا ہو جاتا اور میں مردے کی طرح پڑا ہوتا۔ ایسی حالت میں کسی قافلے کا مجھ پر اتفاقاً گزر ہوتا تو وہ مجھے مردہ سمجھ کر میری تجہیز و تکفین کی تیاری کرتے تو میں اُٹھ بیٹھتا اور وہ حیران اور دنگ رہ جاتے۔ اکثر شہروں میں میرا نام گونگا اور دیوانہ مشہور ہو گیا تھا۔

آپؓ نے فرمایا میں نے ابتداء میں اپنے نفس کو تین روز متواتر روزہ وصال رکھنے کی عادت ڈالی۔ بعدہٗ روزے کی مدت کو بڑھایا یہاں تک کہ میں چالیس روز تک متواتر بغیر کھائے پیئے گزار دیتا پھر ایک زمانہ ایسا بھی آیا کہ میں نفسانی اور جسمانی زندگی کے تمام لوازمات اور جملہ ضروریات مثلاً کھانے، پینے اور سونے وغیرہ سے بے نیاز ہو گیا اور کبھی ایسا ہوتا کہ نیند اور بھوک مجسم اور متمثل ہو کر میرے اوپر حملہ آور ہوتے اور میں اپنے مجاہدانہ اور مردانہ نعرۂ تکبیر سے انہیں بھگا کر پسپا کر دیتا۔ اکثر شیاطین اور جن مسلح ہو کر آتے اور ہیبت ناک صورتوں میں صف در صف مجھ سے لڑنے کی کوشش کرتے اور مجھے آگ پھینک کر مارتے مگر میں اپنے دل میں ہمت اور اولوالعزمی پاتا، غیب سے آواز آتی اے عبدالقادر! اٹھو اور ان کی طرف آؤ۔ ہم ان کے مقابلے میں تمہیں ثابت قدم رکھیں گے پھر میں ان کی طرف دوڑتا تو وہ بھاگ جاتے۔

سیدنا غوث الاعظمؓ نے فرمایا ایک مرتبہ دورانِ مجاہدہ میں ایک ایسے بیابان میں پہنچا جہاں پانی کا نام و نشان تک نہ تھا۔ چند روز میں نے وہاں قیام کیا مگر پانی ہاتھ نہ آیا۔ جب پیاس کا غلبہ ہوا تو حق تعالیٰ نے بادل کا ایک ٹکڑا بھیجا جس نے میرے اوپر سایہ کر دیا اور اس میں سے کچھ قطرات ٹپکے جنہیں پی کر تسکین ہوئی اس کے بعد اچانک ایک روشنی ظاہر ہوئی جس نے پورے آسمان کا احاطہ کر لیا۔ اس میں

سے ایک نورانی صورت نمودار ہوئی اور آواز آئی کہ اے عبدالقادر! میں تمہارا پروردگار ہوں اور جو میں نے دوسروں پہ حرام کیا، وہ تم پہ حلال کرتا ہوں لہٰذا تم جو چاہو کرو۔ میں نے کہا اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْم۔ اے ملعون دور ہو جا۔ اچانک وہ روشنی تاریک ہو گئی۔ اور وہ صورت دھواں بن کر کہنے لگی کہ آپ اپنے علم کی وجہ سے بچ گئے۔ میں اس طریقہ سے ستر اہلِ طریقت کو گمراہ کر چکا ہوں۔ میں نے کہا یہ سب اللہ ہی کا فضل ہے اور وہی نگہبان ہے۔ جب آپ سے دریافت کیا گیا کہ آپ نے کیسے پہچانا کہ وہ شیطان ہے۔ تو آپؒ نے فرمایا اس کے قول سے کہ میں نے تم پہ حرام چیزیں حلال کر دیں جبکہ اَنَّ اللّٰہَ لَا یَاْمُرُ بِالْفَحْشَاءِ۔ مجھے معلوم تھا کہ اللہ تعالیٰ فحش باتوں کا کسی کو بھی حکم نہیں فرماتا۔

آپؒ نے فرمایا بغداد کے ایک ویرانے میں ایک پرانا برج تھا، میں وہاں گیارہ برس تک ٹھہرا رہا۔ میرے اس طویل قیام کی وجہ سے لوگ اسے "برج عجمی" کہنے لگے۔ میں اس برج میں ہر وقت یادِ الٰہی میں مشغول رہتا۔

آپؒ نے فرمایا، ایک مرتبہ ابلیس میرے پاس آیا اور اس نے کہا۔ اے عبدالقادر! میں آپ سے ناامید ہو چکا ہوں۔ میں نے کہا، یہاں سے دور ہو جا، میں تیری جانب سے کسی حالت میں مطمئن نہیں۔ اس نے کہا یہ بات میرے لئے عذابِ دوزخ سے بھی بڑھ کر ہے پھر اس نے بہت سے شرک اور وساوس کے جال بچھا دیئے۔ میں نے پوچھا یہ جال کیسے ہیں تو مجھے بتلایا گیا کہ یہ دنیاوی وسوسوں کے وہ جال ہیں جن سے شیطان شکار کرتا ہے۔ میں نے سال بھر تک ان وسوسوں کی طرف توجہ کی یہاں تک کہ وہ جال ٹوٹ گئے۔ پھر اس نے بہت سے اسباب ظاہر کئے۔ میں نے پوچھا یہ کیا ہے تو مجھے بتلایا گیا کہ یہ خلق کے اسباب ہیں۔ سال بھر تک میں نے توجہ کی یہاں تک کہ وہ اسباب منقطع ہو گئے۔ پھر مجھ پر میرے باطن کا انکشاف کیا گیا تو میں نے اپنے دل کو بہت سے علائق سے وابستہ دیکھا۔ میں نے دریافت کیا، یہ کیا ہیں تو مجھے بتلایا گیا یہ علائق تمہارے ارادے اور اختیارات ہیں۔ پھر میں ایک سال تک ان کی طرف توجہ کرتا رہا یہاں

تک کہ وہ سب علائق مجھ سے منقطع ہو گئے۔ پھر مجھ پر میرا نفس ظاہر کیا گیا تو میں نے دیکھا کہ اس کے امراض ابھی باقی ہیں اور اس کی خواہش زندہ ہے تو سال بھر تک میں نے اس کی طرف توجہ کی یہاں تک کہ نفس کے کل امراض جڑ سے جاتے رہے اور اب اس میں امرِ الٰہی کے سوا کچھ باقی نہ رہا اور میں تنہا ہو کر اپنی ہستی سے جدا ہو گیا اور میری ہستی مجھ سے الگ ہو گئی۔ تب بھی میں اپنے مقصود کو نہیں پہنچا تو میں توکل کے دروازے پہ آیا تا کہ اس دروازے سے میں اپنے مقصود کو پہنچوں۔ میں نے دیکھا اس دروازے پر بڑا ہجوم ہے۔ میں اس سے گزر گیا۔ پھر میں شکر کے دروازے پہ آیا۔ اس دروازے پہ بھی ہجوم نظر آیا۔ میں اس سے گزر گیا۔ پھر غنا کے دروازے پہ آیا، یہاں بھی بہت ہجوم دیکھا۔ اس سے گزر کر میں فقر کے دروازے پہ پہنچا تو اس کو خالی پایا۔ میں اس میں داخل ہوا اور اندر جا کر دیکھا تو جن جن چیزوں کو میں نے ترک کیا تھا، وہ سب وہاں موجود تھیں۔ یہاں سے مجھے ایک بہت بڑے روحانی خزانے کی فتوحات حاصل ہوئیں۔ روحانی عزت، غنائے حقیقی اور سچی آزادی ملی۔ میں نے اپنی زیست کو مٹا دیا اور اپنے اوصاف کو چھوڑ دیا جس سے میری ہستی میں ایک دوسری حالت پیدا ہو گئی۔

بیعت وخلافت

سیدنا غوث الاعظمؓ فرماتے ہیں برج عجمی میں اقامت کے دوران میں نے عہد کیا کہ میں اس وقت تک نہ کھاؤں گا اور پیوں گا جب تک اللہ تعالیٰ اپنے دستِ قدرت سے خود نہ کھلائے اور پلائے ۔ چنانچہ متواتر چالیس روز تک میں نے نہ کچھ کھایا، نہ پیا۔ چالیس روز بعد ایک شخص آیا اور سالن روٹی میرے سامنے رکھ کر چلا گیا۔ بھوک کی شدت کی وجہ سے میرے نفس نے چاہا کہ روٹی کھالوں لیکن میرے دل نے آواز دی کہ اپنا عہد نہ توڑنا۔ پھر میں نے اپنے اندر ایک شور سُنا اَلْجُوْعُ اَلْجُوْعُ یعنی بھوک بھوک کی آواز سُنائی دی ۔ میں نے اس شور کی طرف کچھ التفات نہ کیا۔ اسی اثناء میں حضرت شیخ ابوسعید مخزومیؒ کا ادھر سے گزر ہوا۔ انہوں نے فراست باطنی سے یہ شور سُنا تو میرے پاس آ کر دریافت کیا اے عبدالقادر! یہ شور کیسا ہے ۔ میں نے کہا نفس کی خواہش کا اضطراب ہے مگر میری روح مطمئن ہے ۔ انہوں نے کہا باب ازج کے پاس آؤ، وہاں میرا گھر ہے ۔ یہ کہہ کر وہ تشریف لے گئے ۔ میں نے دل میں سوچا کہ بلا امرِ ربّی یہاں سے نہیں ہلوں گا۔ اتنے میں حضرت ابوالعباس خضرؑ تشریف لائے اور مجھے حضرت ابوسعید مخزومیؒ کی طرف جانے کے لیے کہا ۔ چنانچہ میں حضرت شیخ ابوسعید مخزومی کے گھر پہنچا۔ آپ دروازے پر میرے منتظر تھے ۔ مجھے دیکھ کر فرمایا کہ میرا کہنا کافی نہ تھا۔ جو خضرؑ کو بھی آنا پڑا۔ پھر آپ مجھے اندر لے گئے۔ اپنے دست مبارک سے مجھے روٹی کھلائی ۔ یہاں تک کہ میں خوب سیر ہو گیا۔ سرکار فرماتے ہیں کہ جو لقمہ حضرت شیخ مجھے کھلاتے وہ میرے باطن میں ایک نور بھر دیتا ۔

پھر انہوں نے مجھے خرقہ خلافت عطا کیا اور فرمایا اے عبدالقادر یہ وہ خرقہ ہے جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو عطا فرمایا تھا اور ان

سے حضرت حسن بصریؒ کو ملا اور ان سے دست بدست مجھ تک پہنچا۔

قلائد الجواہر میں ہے کہ حضرت ابوسعید مخزومیؒ نے فرمایا کہ ایک دوسرے سے تبرک حاصل کرنے کیلئے میں نے شیخ عبدالقادر جیلانیؓ کو اور انہوں نے مجھ کو خرقہ پہنایا۔

شجرۂ طریقت

سیدنا غوث الاعظمؓ کا شجرۂ طریقت اس طرح ہے :

فخرِ موجودات روح دو عالم جناب **احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ** صلی اللہ علیہ وسلم

تاجدارِ ہل اتٰی مشکل کشا شیرِ خدا سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ

حضرت خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ

حضرت خواجہ حبیب عجمی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شیخ داؤد طائی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شیخ معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شیخ سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شیخ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت ابوبکر شبلی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت ابوالفضل عبدالواحد تمیمی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت ابوالفرح طرطوسی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شیخ ابوالحسن ہنکاری رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شیخ ابوسعید مخزومی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت محبوب سبحانی سیدنا غوث الاعظم شیخ **عبدالقادر جیلانی** رضی اللہ عنہ

لقب محی الدّین کی وجۂ تسمیہ

شیخ عمر کیمانی اور شیخ عمر بزاز کا بیان ہے کہ سیدنا غوث الاعظم رضؓ سے کسی نے آپ کے لقب محی الدین کی وجہ دریافت کی تو آنجنابؓ نے ارشاد فرمایا۔ سنہ ۵۱۱ھ میں ایک دفعہ جمعہ کے روز میں برہنہ پاؤں بغداد کی طرف آ رہا تھا راستے میں مجھے ایک انتہائی نحیف، بیمار اور لاغر شخص نظر آیا جو اٹھنے کی کوشش کرتا تھا مگر ضعف و نقاہت کے باعث گر گر پڑتا تھا۔ مجھے دیکھ کر اس نے سلام کیا اور بڑے ادب سے کہا اے دستگیر بیکساں، اے پشت پناہِ دردمنداں! للّٰہ میری جانب التفات فرمائیں اور اپنے مسیحا نفس سے میرے تنِ مردہ میں نئی روح پھونک دیں۔ اس کی اس الحاح و زاری دیکھ کر مجھے اس پر رحم آ گیا اور میں نے اس کا ہاتھ پکڑا اور اِلّا اللہ کہہ کر اسے زمین سے اٹھا دیا۔ میرا ہاتھ لگتے ہی وہ نخلِ تازہ کی طرح سرسبز ہو گیا اور اس کا کمزور جسم صحیح سالم ہو گیا اور اس کا روپ نکھر آیا۔ اس نے مجھ سے کہا اے عبدالقادرؓ میں آپ کے نانا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا دین ہوں۔ میں قریب المرگ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی بدولت مجھے ازسرِ نو زندہ فرمایا۔ اس بناء پر آپ محی الدین ہیں (یعنی دین کو زندہ فرمانے والے)۔ جب میں بغداد میں جامع مسجد کے پاس پہنچا تو ایک شخص نے مجھے "یا سیدی محی الدین" کہہ کر پکارا اور میرے سامنے جوتے لا کر رکھ دیئے۔ جب میں نماز سے فارغ ہوا تو خلقت نے مجھ پر ہجوم کیا۔ لوگ میرے ہاتھوں کو بوسہ دیتے اور "یا محی الدین" کہہ کر پکارتے جبکہ اس سے قبل مجھے کسی نے بھی اس لقب سے نہ پکارا تھا۔

مسندِ ارشاد:

بہجۃ الاسرار میں لکھا ہے کہ سیدنا غوث الاعظمؓ نے فرمایا، میں نے ۱۶ شوال سنہ ۵۲۱ھ کو منگل کے دن ظہر سے پہلے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے میرے فرزند، تم وعظ و نصیحت کیوں نہیں کرتے؟ میں نے عرض کیا حضورؐ میں عجمی ہوں اور فصحائے بغداد کے سامنے کیسے کلام کروں؟ آپؐ نے فرمایا منہ کھولو۔ میں نے منہ کھولا تو آپؐ نے سات مرتبہ میرے منہ میں اپنا مبارک لعابِ دہن ڈالا اور فرمایا جاؤ لوگوں کو وعظ و نصیحت کرو۔ اور بڑی حکمت اور اچھی نصیحت سے لوگوں کو اللہ کے راستے کی طرف بلاؤ۔ پھر میں نے ظہر کی نماز پڑھی تو خلقت کا میرے گرد ہجوم ہو گیا۔ وعظ کرنے لگا مگر زبان رُک گئی۔ اتنے میں سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ تشریف لائے۔ فرمایا، بیٹا! وعظ کیوں نہیں کرتے۔ میں نے عرض کیا والدِ محترم! میری زبان نہیں کھلتی۔ آپؓ نے فرمایا، منہ کھولو۔ میں نے منہ کھولا تو آپ نے چھ بار اپنا مبارک لعابِ دہن میرے منہ میں ڈالا۔ میں نے کہا، آپ نے سات دفعہ کیوں نہیں ڈالا؟ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ادب کی وجہ سے۔ پھر آپؓ غائب ہو گئے۔ پھر میں نے دیکھا کہ غوّاصِ فکر دل کے دریا میں غوطے لگا لگا کر حقائق و معارف کے موتی نکالنے لگا۔ اس کے بعد میری زبان میں قوتِ گویائی پیدا ہوئی۔ اور میں لوگوں کو وعظ و نصیحت کرنے لگا۔ حضرت ابوسعید مخزومیؒ نے اپنا مدرسہ جو بغداد کے محلے باب الازج میں واقع تھا، آپؓ کو تفویض کر دیا۔ جس میں آپؓ نے نہایت فصاحت و بلاغت سے وعظ و نصیحت فرمانا شروع کر دیا۔ بغداد کے علاوہ قرب و جوار سے لوگ جوق در جوق آپ کی مجالس میں آنے لگے۔ اور آپؓ کی شہرت کا دُور دُور تک چرچا ہو گیا۔ آپ رضی اللہ عنہ کی مجلس وعظ میں اس کثرت سے لوگ آنے لگے کہ ان کے لیے جگہ ناکافی ہو گئی۔ لہٰذا بہت سے مکانوں کو شامل کر کے مدرسے کی توسیع کی گئی۔ آپ کی مجلس میں حاضر ہونے والے لوگوں کی تعداد میں اضافہ ہوتا رہا بالآخر آپ کا منبر عیدگاہ میں نصب کیا گیا۔ حاضرینِ مجلس کی تعداد اکثر ستّر ہزار سے تجاوز کر جاتی۔ آپ کے مواعظِ حسنہ کو قلمبند کرنے کے لیے ہر مجلس میں چار سو علماء قلم دوات لے کر بیٹھتے اور جو کچھ سُنتے

اس کو لکھتے رہتے۔ دور و نزدیک کے شرکاء آپ کی آواز کو یکساں سنتے۔ آپ کا وعظِ مبارک حکمت و دانش کے سمندر کی مانند ہوتا اور اس میں آپؓ کی روحانیت کو دخل ہوتا جس کی تاثیر سے لوگوں پہ وجد کی کیفیت طاری ہوتی۔ بعض لوگ جوشِ عشقِ الٰہی میں آکر اپنے کپڑے پھاڑ لیتے، بعض بے ہوش ہوجاتے اور بعض واصل بحق ہوجاتے۔ بہت سے غیر مسلم آپ کے وعظ کی اثر انگیزی کے متعلق سن کر آپ کی مجلسِ وعظ میں حاضر ہوتے اور ان پہ اتنا اثر ہوتا کہ وہ اسلام قبول کر لیتے اور دولتِ ایمان سے منور ہوجاتے۔ آپ کے دستِ حق پر بے شمار لوگوں نے توبہ کی۔ شیخ عمر کیمانیؒ فرماتے ہیں کہ آپ کی کوئی مجلس ایسی نہیں ہوتی تھی، جس میں یہود و نصاریٰ اسلام قبول نہ کرتے ہوں یا ڈاکو، قاتل، چور، مفسد، بداعتقاد اور بے دین لوگ تائب نہ ہوتے ہوں۔ سرکار محبوب سبحانی سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا، بے شک میرے ہاتھ پہ پانچ ہزار سے زائد یہود و نصاریٰ نے اسلام قبول کیا۔ اور ایک لاکھ سے زیادہ گناہگار، فساق و فجار، بداعتقاد، بے دین اور چور، ڈاکوؤں اور ظالموں نے توبہ کی۔

سیدنا غوث الاعظمؓ فرماتے ہیں، میرے پاس خضر علیہ السلام آئے تاکہ دیگر اولیاء کی طرح میرا بھی امتحان لیں۔ اس بات کا مجھ پہ کشف کر دیا گیا۔ میں نے ان سے کہا کہ آپ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا تھا کہ آپ میرے ساتھ نہ رہ سکیں گے۔ میں کہتا ہوں کہ آپ میرے ساتھ نہیں رہ سکتے۔ آپ اسرائیلی ہیں تو میں محمدی ہوں۔ یہ میدانِ معرفت ہے اور یہ رہی عشق کی گیند اور یہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور یہ حق تعالیٰ جل شانہ' اور یہ میرا کسا ہوا گھوڑا اور یہ میرا تیر و کمان اور یہ میری تلوار ہے۔

روایت ہے کہ ایک روز آپؓ وعظ فرما رہے تھے کہ اچانک چند قدم ہوا میں چلے اور فرمایا قف یا اسرائیلی فاسمع کلام المحمدی یعنی کہ اے اسرائیلی! توقف کر اور محمدی کی بات سنتا جا۔ جب آپ اپنی جگہ تشریف لائے تو لوگوں نے دریافت کیا کہ کیا معاملہ ہے؟۔ آپؓ نے فرمایا خضر علیہ السلام

ہماری مجلس سے تیزی سے گزر رہے تھے تو میں نے ان کو آواز دی کہ محمدی کا وعظ بھی سنتے جائیں اس کے بعد حضرت خضر علیہ السلام کی یہ کیفیت ہوگئی تھی کہ جس ولی سے بھی ملاقات ہوتی تو آپ اس سے حضرت شیخ کی مجلس میں حاضر ہونے اور وعظ سننے کی نصیحت فرماتے اور یہ بھی فرماتے کہ جو کوئی دین و دنیا میں کامیابی کا متمنی ہے اسے چاہیے کہ سیدنا غوث الاعظمؓ کی مجلس میں ہمیشہ شریک ہو۔

حضرت ابوسعید قیلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں، میں نے کئی مرتبہ سرورِ کائنات، فخرِ موجودات حضرت محمد مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثناء اور دیگر انبیاء علیہم السلام کو آپ کی مجلس میں رونق افروز دیکھا اور فرشتے آپ کی مجلس میں گروہ در گروہ حاضر ہوتے تھے۔ اسی طرح رجال الغیب اور جنات کے گروہ آپ کی مجلس میں حاضر ہوتے اور حاضری میں ایک دوسرے سے سبقت حاصل کرتے تھے۔

منقول ہے کہ جب آپؓ وعظ کے لیے منبر پہ تشریف رکھتے اور الحمدللہ کہتے تو روئے زمین کا ہر ولی حاضر و غائب خاموش ہوجاتا۔ اسی وجہ سے آپ یہ کلمہ مکرر فرماتے اور درمیان میں کچھ سکوت فرماتے پھر اولیاء اور ملائکہ کا آپ کی مجلس میں ہجوم ہوجاتا۔ عوام الناس سے کہیں زیادہ ایسے حاضرین ہوتے جو نظر نہیں آتے تھے۔ آپؓ کے ایک ہم عصر شیخ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میں نے جنات کی حاضری کے لیے وظیفہ پڑھا لیکن خلاف معمول کوئی جن حاضر نہ ہوا۔ بہت دیر بعد چند جن حاضر ہوئے۔ میں نے تاخیر کا سبب پوچھا تو کہنے لگے کہ ہم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؓ کی مجلسِ وعظ میں حاضر تھے۔ برائے مہربانی جب حضرت شیخ وعظ فرما رہے ہوں تو ہمیں نہ بلایا کریں۔ میں نے دریافت کیا کیا تم بھی ان کی مجلس میں حاضر ہوتے ہو؟۔ کہنے لگے کہ آدمیوں کے اجتماع سے کہیں زیادہ ہم جنات کا اجتماع ہوتا ہے اور ہم میں سے اکثر قبائل حضرت شیخ کے دستِ مبارک پر اسلام لے آئے اور اللہ کی طرف راغب ہوگئے۔

اور آنجناب رضی اللہ عنہ کا ایک اسم گرامی غوث الثقلین ہے یعنی آپ

جنوں اور انسانوں دونوں کے مددگار ہیں اور آپؓ نے فرمایا" انسانوں میں شیخ ہوتے ہیں، جنوں میں بھی شیخ ہوتے ہیں اور ملائکہ میں بھی شیخ ہوتے ہیں وَ اَنَا شَیْخُ الْکُلِّ اور میں سب کا شیخ ہوں "۔ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رسول الثقلین ہیں یعنی انسانوں اور جنوں کے رسول ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ نائب اعظم غوث الثقلین ہیں۔ اگر آپؐ رسالتمآب ہیں تو یہ غوثیت مآب ہیں۔

منقول ہے کہ جب شیخ مطرؒ کا آخری وقت آیا تو ان کے بیٹے نے کہا مجھے وصیت فرمائیں کہ آپ کے بعد کس کی پیروی کروں۔ انہوں نے کہا شیخ عبدالقادر جیلانیؓ کی۔ شیخ مطر کے صاحبزادے فرماتے ہیں، میں نے سوچا کہ یہ بیماری کے سبب غشی میں ہیں۔ تھوڑی دیر کے بعد میں نے پھر پوچھا کہ آپ کے بعد کس کی اقتداء کروں۔ فرمایا شیخ عبدالقادر جیلانیؓ کی۔ مجھے اب بھی اطمینان نہ ہوا موقع پاکر میں نے تیسری دفعہ پھر یہی سوال کیا تو میرے والد نے کہا میرے بیٹے! جس دور میں شیخ عبدالقادر جیلانیؓ موجود ہوں اس میں کسی دوسرے کی پیروی اور اقتداکا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ والد کے انتقال کے بعد میں بغداد آیا اور سیدنا غوث الاعظمؓ کی مجلس میں حاضر ہوا۔ اس وقت آپ کی مجلسِ مبارک میں شیخ بقا، شیخ ابوسعید قیلوی، شیخ علی بن ہیتی اور دیگر اکابر مشائخ موجود تھے۔ سرکار غوثیت مآب رضی اللہ عنہ نے فرمایا" میں تمہارے عام واعظین کی طرح نہیں ہوں۔ میں تو خدا کے حکم سے بولتا ہوں اور میرا خطاب تو ان لوگوں سے ہے جو فضا میں رہتے ہیں۔" یہ فرما کر آپ نے اپنا سر اقدس فضا کی طرف اٹھایا۔ میں نے بھی اوپر دیکھا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ آسمان نورانی گھوڑوں پر سوار نورانی بزرگوں سے بھرا ہوا ہے۔ انہوں نے اپنے سر جھکا رکھے ہیں، ان میں سے کوئی رو رہا ہے، کوئی کانپ رہا ہے، کسی کے کپڑوں میں آگ لگی ہوئی ہے۔ میں یہ منظر دیکھ کر بے ہوش ہو گیا۔ جب افاقہ ہوا تو لوگوں کو چیرتا ہوا آپؓ کی طرف دوڑا۔ اور منبر شریف پر چڑھ گیا۔ آپؓ نے میرا کان پکڑ کر کہا۔ کیوں! تمہیں پہلی دفعہ اپنے والد کی وصیت پہ یقین نہ آیا تھا۔ میں نے آپ کی ہیبت کے سبب سر جھکا لیا۔

ابوحفص عمر بن حسین طیبیؒ سے منقول ہے کہ مجھ سے حضرت شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانیؓ نے فرمایا اے عمر میری مجلس سے دور نہ ہو کیونکہ اس میں خلعتیں عطا ہوتی ہیں۔ اس پر افسوس ہے جو اس مجلس سے دُور ہو کر خلعت سے محروم رہے۔ شیخ عمر کہتے ہیں اس بات کو کچھ عرصہ گزر گیا۔ ایک روز میں آپ کی مجلس میں تھا کہ نیند نے مجھ پر غلبہ کیا میں نے دیکھا کہ آسمان پہ سے سرخ اور سبز رنگ کی خلعتیں اہل مجلس پہ نازل ہو رہی ہیں۔ میری آنکھ گھبراہٹ میں کُھل گئی۔ میں نے چاہا کہ لوگوں کو اس حال سے آگاہ کروں۔ اس وقت آنحضرت رضی اللہ عنہ نے آواز دی خاموش رہو کیونکہ خبر مشاہدے کی طرح نہیں ہوتی۔

اور یہی شیخ ابوحفص فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میں آپؓ کی خدمتِ اقدس میں حاضر تھا۔ اس وقت میں نے قندیلِ نور کی طرح ایک چیز دیکھی جو آسمان سے نازل ہوتی اور آپ کے دہن مبارک تک قریب ہو کر واپس آسمان کو چلی جاتی۔ میں نے یہ معاملہ چھ بار دیکھا۔ پس تعجب و حیرت کی زیادتی کے سبب میں صبر نہ کر سکا۔ اور چاہا کہ لوگوں سے یہ معاملہ بیان کروں۔ سیدنا غوث الاعظمؓ نے فرمایا بیٹھ جا۔ مجالس کے اسرارات امانت ہوتے ہیں۔ پھر میں بیٹھ گیا اور آپؓ کی ظاہری حیاتِ مبارک میں یہ راز فاش نہ کیا۔

حضرت شیخ ابو عبداللہ محمد بن خضر حسینی موصلیؒ سے منقول ہے کہ میں نے اپنے والد سے سُنا، فرماتے تھے کہ سیدنا غوث الاعظمؓ مجلس کے شروع میں گوناگوں علوم کے متعلق کلام فرماتے تھے جب کرسی مبارک پہ وعظ کہنے بیٹھتے تو آپ کی عظمت و ہیبت کے سبب حاضرینِ مجلس میں سے کوئی بھی نہ ناک صاف کرتا، نہ تھوکتا اور نہ کھنگھورتا تھا۔ آخر مجلس میں فرماتے: اب ہم قال کو چھوڑ کر حال کی طرف آتے ہیں لا الٰہ الا اللہ "۔ بس اتنا فرمانے سے حاضرین میں شدید اضطراب پیدا ہو جاتا۔ ان پہ وجد و حال طاری ہو جاتا اور یہ آپؓ کی کرامت تھی کہ دور بیٹھے لوگ اسی طرح آپکی آواز مبارک سنتے تھے جسطرح نزدیک کے لوگ اور آنحضرتؓ اپنے کشف سے اہلِ مجلس کے خواطر کیمطابق کلام و نصیحت فرماتے تھے۔ جس وقت آپؓ کرسی سے اٹھ کر کھڑے ہوتے تو حاضرینِ مجلس بھی آپکے ادب کی خاطر کھڑے ہو جاتے اور جس وقت آپؓ فرماتے کہ خاموش

ہوجاؤ تو سب خاموش ہوجاتے اور آپ کی ہیبت سے صرف ان کے سانسوں کی آواز باقی رہ جاتی اور مجلس میں لوگوں کے ہاتھ ایسی خلقت پر پڑتے تھے جو ان کے درمیان ہوتے تھے اور لمس سے محسوس ہوتے تھے۔ لیکن نظر نہیں آتے تھے اور آنجناب رضی اللہ عنہ کے کلام مبارک کے دوران میں اوپر کی فضا سے آوازیں سنی جاتی تھیں۔ اور آپ رضؓ کرسی پر بیٹھ کر فرمایا کرتے تھے۔ اے لڑکے میرے پاس بیٹھنے کے سوا کسی اور جگہ مت بیٹھو۔ یہاں ولایت تقسیم ہوتی ہے، یہاں درجات تقسیم ہوتے ہیں۔ اے توبہ کے خریدار! بسم اللہ، میرے پاس آ۔ اے خریدارِ عفو! بسم اللہ، سامنے آ۔ اے خریدارِ اخلاص! بسم اللہ آگے آ۔ میرے پاس ہفتے میں ایک دفعہ آ، یا مہینے میں ایک دفعہ آ۔ کم از کم سال میں ایک دفعہ ضرور آ۔ نہیں تو ساری عمر میں ایک دفعہ ضرور آجا اور میرے خزائن میں سے ہزاروں انعامات لے جا۔ اے لڑکے! ہزار سال سفر کرتا کہ مجھ سے ایک کلمہ ہی سن سکے اور جب میرے پاس آؤ تو اپنے اعمال، اپنا زہد، اپنا تقویٰ اور اپنے احوال ترک کرکے آؤ اور اپنا حصہ مجھ سے لے جاؤ۔ میرے پاس اولیائے مستور، اولیائے خواص اور رجال الغیب حاضر ہوتے ہیں اور مجھ سے رب تعالیٰ کی بارگاہ کے آداب سیکھتے ہیں وَمَا مِنْ نَبِيٍّ خَلَقَهُ اللّٰهُ تَعَالىٰ وَلَا وَلِيٍّ اِلَّا وَقَدْ حَضَرَ مَجْلِسِيْ هٰذَا الْاَحْيَاءُ بِاَبْدَانِهِمْ وَالْاَمْوَاتُ بِاَرْوَاحِهِمْ اور کوئی نبی اور ولی جو اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمایا ہے، ایسا نہیں جو میری مجلس میں حاضری نہ دے، زندہ اپنے اجساد کے ساتھ اور وصال شدہ اپنی ارواح کے ساتھ۔ میرا وعظ ان رجال الغیب کے لیے ہوتا ہے جو کوہ قاف کی پرلی طرف سے آتے ہیں۔ جن کے قدم دوشِ ہوا پر ہوتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کے لیے ان کے دلوں میں آتشِ شوق اور سوزشِ اشتیاق موجزن ہوتی ہے۔ قریب ہے کہ ان کے عمامے اور ان کے پیراہن اللہ کے عشق میں جل جائیں۔ جس وقت آنجنابؓ نے یہ فرمایا آپ کے صاحبزادے سید عبدالرزاقؒ منبر کے پاس نیچے بیٹھے ہوئے تھے۔ سید عبدالرزاقؒ نے کچھ دیر آسمان کی طرف دیکھا پھر آپ کے عمامے اور پیراہن میں آگ لگ گئی اور آپ بے ہوش

ہوگئے۔ سیدنا غوث الاعظم رضؓ منبر مبارک سے نیچے اترے اور آگ بجھائی اور فرمایا، اے عبدالرزاقؒ تو بھی ان میں سے ہے۔ بعدازاں آپ کے صاحبزادے سے بے ہوش ہونے کا سبب پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ جب میں نے ہوا میں دیکھا تو مجھے مردانِ غیب سر جھکائے ہوئے نظر آئے جو آنحضرت رضی اللہ عنہ کے کلامِ مبارک کو سن رہے تھے۔ اور تمام خلا ان کی کثرت سے بھرا ہوا تھا۔ ان کے لباس جل رہے تھے۔ بعض ان میں سے نعرہ مار کر ہوا میں اڑ جاتے تھے۔ بعض زمین پر گر جاتے تھے اور بعض اسی جگہ ہوا میں وجد کرتے تھے۔

شیخ ابوالحسن سعد الخیر اندلسی کا بیان ہے کہ میں ایک دفعہ سیدنا غوث الاعظم رضؓ کی مجلسِ وعظ میں حاضر ہوا تو آپ رضؓ زہد کے بارے میں بیان فرما رہے تھے۔ میرے دل میں خواہش ہوئی کہ آپ معرفت کا بیان فرمائیں۔ تب آپ نے زہد سے کلام قطع کیا اور معرفت پر بیان کرنے لگے کہ ایسا بیان میں نے کبھی نہ سنا تھا۔ پھر میں نے دل میں سوچا کیا ہی اچھا ہو کہ آپ رضؓ شوق کے موضوع پر کلام فرمائیں۔ تب آپ رضؓ نے معرفت کے موضوع کو ختم کرکے شوق پر کلام شروع کر دیا کہ میں نے ایسا کلام کبھی نہ سنا تھا۔ پھر میں نے فنا و بقا کے بارے میں بیان کی دل میں خواہش کی۔ آپ رضؓ نے شوق کے بیان کو ختم فرمایا اور فنا و بقا کے متعلق بیان کیا۔ پھر میرے دل نے چاہا کہ آپ رضؓ غیبت و حضور پر بیان کریں۔ آپ رضؓ نے فنا و بقا کے بیان کو مکمل کر کے غیبت و حضور پر کلام فرمایا کہ ایسا کلام میں نے اس سے قبل کبھی نہ سنا تھا۔ پھر حضرت شیخ سیدنا محی الدین عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ نے مجھے مخاطب کرکے فرمایا اے ابوالحسن! تجھ کو یہی کافی ہے، تب میں بے اختیار ہوگیا اور وجد میں آکر اپنے کپڑے پھاڑ دیئے۔

شیخ عمر کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ حضرت شیخ رضؓ کے پاس ایک عیسائی راہب آیا اور آپ کے دستِ اقدس پر مسلمان ہوگیا۔ پھر اس نے لوگوں کو ان کے دریافت کرنے پر بتایا کہ میں یمن کا رہنے والا ہو۔ میرے دل میں اسلام کی لگن پیدا ہوئی اور میں نے پختہ ارادہ کرلیا کہ مسلمانوں میں جو سب سے بہتر ہو، اس کے ہاتھ پر

اسلام قبول کروں گا۔ میں نے خواب میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھا۔ انہوں نے فرمایا اے سنان تو بغداد جا اور شیخ عبدالقادر جیلانی رض کے دستِ مبارک پر ایمان لے آ۔ کیونکہ اس وقت وہ رُوئے زمین پر سب سے بہتر ہیں۔

اثنائے وعظ تاجر کی دستگیری:

روایت ہے کہ ایک روز حضور غوث الاعظم رض وعظ فرما رہے تھے کہ مجلس میں موجود ایک تاجر ابوالمعالی محمد ابن علی کو حاجتِ بول و براز نے بہت تنگ کیا۔ حاضرین کی کثرت اور حضرت شیخ رض کی ہیبت سے اس کو ایسی جگہ سے اٹھنے کی جرأت نہ ہوئی اس نے دل ہی دل میں حضرت شیخ رض سے فریاد کی۔ اس نے دیکھا کہ آپ رض کے جسمِ مقدس سے ایک وجود نکلا اور منبر سے نیچے اُتر کر اس کی طرف بڑھا۔ سیدنا غوث الاعظم رض ایک طرف منبر پر کلام فرماتے رہے اور دوسری طرف آپ کے ایک اور وجود نے فریاد رس تاجر کے قریب پہنچ کر اس کو اپنی قبا میں چھپا لیا۔ تاجر نے اپنے آپ کو اس مجلس سے غائب اور ایک جنگل میں موجود پایا جس میں قریب ہی ایک نہر بہہ رہی تھی۔ اس نے اپنی چابیاں ایک درخت سے لٹکا دیں۔ اور ضروریات سے فارغ ہو کر وضو کیا اور دو رکعت نفل پڑھے جب سلام پھیرا تو حضرت شیخ نے اپنی قبا اٹھالی۔ اس نے دیکھا کہ وہ اسی مجلس میں اسی مقام پر موجود ہے۔ وہ کچھ عرصے بعد بلادِ عجم کیطرف ایک قافلے کے ساتھ تجارت کی غرض سے روانہ ہوا۔ چودہ روز کی مسافت طے کرنے کے بعد ایک جنگل ملا جہاں قافلے نے قیام کیا۔ تب اس کو یاد آیا کہ یہ وہی جنگل ہے جس میں وہ جناب غوثیت مآب رض کی کرامت سے پہنچ گیا تھا۔ پھر اسے وہ کنجیاں یاد آئیں جو درخت میں لٹکائیں تھیں۔ وہ تلاش کرتے پر مل گئیں۔ پھر جب وہ بغداد شریف واپس آیا تو حضرت شیخ کی خدمت میں خبر دینے سے پہلے ہی آپ رض نے اس کو اس بات سے آگاہ فرمایا۔

فقہائے بغداد کی گرفت اور معافی:

جب سیدنا غوث الاعظم رض کی شہرت کے ڈنکے بجنے لگے تو بغداد کے

ایک سو فقہاء آپ کا امتحان لینے کی غرض سے جمع ہوئے اور ان سب نے یہ طے کیا کہ ان میں سے ہر شخص علوم و فنون میں سے ایک نئے اور مشکل مسئلہ پر آنحضرت رضی اللہ عنہ سے سوال کرے۔ یہ سب فقہاء آپ رض کی مجلس وعظ میں آکر بیٹھے۔ سیدنا غوث الاعظم رض مراقب ہوئے اور اہلِ نظر نے دیکھا کہ آپ رض کے منہ سے ایک نورانی شعلہ نکلا جو ان تمام فقہاء کے سینوں پر سے گزر گیا، وہ سب چلانے لگے اور اپنے کپڑے پھاڑ ڈالے۔ اور دوڑ کر اپنے سر آپ رض کے قدموں میں رکھ دیئے۔ آپ رض نے ان میں سے ہر ایک کو سینے سے لگایا۔ اور مخاطب ہو کر فرمایا تمہارا سوال یہ تھا اور اس کا جواب یہ ہے۔ مجلس کے اختتام پر لوگوں نے ان سے دریافت کیا کہ کیا معاملہ تھا۔ انہوں نے بتایا کہ جب ہم آپ کی مجلس میں آکر بیٹھے تو تھوڑی دیر میں ہمارا سارا علم سلب ہو گیا۔ پھر جب آپ رض نے ہمیں سینے سے لگایا تو وہ سلب شدہ علم واپس ہو گیا اور آپ نے ہمارے سوالات جو ابھی دلوں میں تھے خود بیان فرما دیئے اور اس کے مدلل جوابات بھی عنایت فرمائے جو تم لوگوں نے بھی سُنے۔

شیخ عبدالوہاب کا کلام فرمانا:

آپ رض کے صاحبزادے حضرت شیخ عبدالوہاب رح فرماتے ہیں کہ میں نے بلادِ عجم کی طرف سیر کی اور مختلف علوم حاصل کیے۔ جب بغداد واپس آیا تو میں نے اپنے والد ماجد سے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ آپ کی موجودگی میں لوگوں کو اپنا وعظ سناؤں۔ آپ رض نے مجھ کو اجازت دی۔ میں کرسی پر بیٹھا اور علمی نکات بڑی شرح و بسط سے بیان کرنے لگا لیکن سامعین میں سے کسی کا دل نرم نہ ہوا اور نہ کسی کے آنسو نکلے۔ تب اہلِ مجلس میرے والدِ بزرگوار سے عرض کرنے لگے کہ آپ ہی کچھ بیان فرمائیں۔ پھر میں کرسی سے اٹھ گیا اور والدِ ماجد کرسی پر بیٹھے اور فرمایا کہ "کل میں روزہ سے تھا۔ یحییٰ کی والدہ نے میرے لیے چند انڈے تلے تھے اور ایک پیالی میں ڈال کر مٹی کے برتن میں رکھ دیئے۔ بلّی آئی اور اس نے برتن گرا دیا اور پیالی ٹوٹ

گئی۔" اتنا فرمانا تھا کہ اہلِ مجلس میں ایک شورش برپا ہوئی، لوگوں میں وجد و حال کی کیفیت طاری ہوگئی اور تمام اہلِ مجلس چلّا اٹھے۔ شیخ عبدالوہاب فرماتے ہیں کہ میں نے والدِ محترم سے اس بارے میں پوچھا کہ میں نے تو اتنے عمدہ علمی نکات بیان کیے مگر لوگوں پر کوئی کیفیت طاری نہ ہوئی اور آپ نے ایک بالکل عام بات بیان فرمائی تو لوگ بے حال ہو گئے، اس کا کیا سبب ہے؟۔ سیدنا غوث الاعظمؓ نے آسمان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کیا تم نے وہاں کا سفر کیا ہے؟۔ اے فرزند! جب میں کرسی پر بیٹھا تو میرے دل پر اللہ عزوجل کی طرف سے ایک تجلّی وارد ہوئی۔ جس نے میرا دل فراخ کر دیا۔ تب میں نے وہ بات بیان کی جو تم نے سنی۔ پھر وہ ہوا جو تم نے دیکھا۔ شیخ عبدالوہابؒ فرماتے ہیں کہ میں اکثر اپنے والد کے منبر پہ بیٹھ کر وعظ کرتا مگر لوگوں پہ بہت کم اثر ہوتا لیکن جب حضرت غوثِ پاکؓ تشریف لاتے اور فرماتے" نوجوانو! شجاعت" ایک لمحہ کے لیے صبر کا نام ہے" اتنی بات سنتے ہی اہلِ مجلس میں کہرام بپا ہو جاتا۔ میں وجہ دریافت کرتا تو وہ فرماتے تم اپنے دل کی بات کرتے ہو اور میں کسی اور کی بات کرتا ہوں۔

شیخ صدقہ بغدادی کا واقعہ

بہجۃ الاسرار میں لکھا ہے کہ شیخ صدقہ بغدادیؒ مغلوب الحال بزرگ تھے۔ غلبہ حال کے سبب ان کے منہ سے چند کلمات ایسے نکلے جو بظاہر شرع کے خلاف تھے۔ خلیفہ کو کسی نے اس بات کی خبر کر دی۔ خلیفہ نے حکم دیا کہ آپ کو قاضی کی عدالت میں حاضر کر کے تعزیر لگائی جائے۔ جب آپ قاضی کے پاس آئے تو آپ کے سر سے پگڑی ٹوپی اتاری گئی۔ یہ دیکھ کر آپ کا ایک مرید چیخ اٹھا۔ جب قاضی آپ کو تعزیر لگانے لگا تو اس کا ہاتھ شل ہو گیا۔ قاضی کے دل میں شیخ صدقہ کی ہیبت بیٹھ گئی۔ وزیر نے یہ حالت دیکھی تو اس پر بھی رعب چھا گیا۔ خلیفہ بھی ڈر گیا۔ بالآخر شیخ صدقہ بغدادیؒ کو رہا کر دیا گیا۔ شیخ صدقہؒ کو نہ پکڑے جانے سے کوئی فکر لاحق ہوئی تھی اور نہ ہی چھوڑے جانے سے کوئی

خوشی ہوئی۔ آپ اپنے حال میں مگن وہاں سے چل پڑے۔ راستے میں آپ نے محسوس کیا کہ لوگ ایک سمت جوق در جوق جا رہے ہیں۔ آپ بھی ان کے ساتھ ہو لئے۔ یہاں تک کہ لوگوں کے ہمراہ سیدنا غوث الاعظمؓ کی مجلس میں حاضر ہو گئے۔ جونہی آپ اس محفل میں داخل ہوئے۔ اچانک آپ کو ہوش آ گیا۔ آپ حالتِ سکر سے صحو میں آ گئے۔ کافی مدّت کے بعد یہ پہلا موقع تھا کہ آپ کو ہوش آیا۔ آپ نے دیکھا کہ بے شمار لوگ اور بڑے بڑے مشائخ کسی کے منتظر ہیں پھر سیدنا غوث الاعظمؓ تشریف لائے اور منبر پر جلوہ افروز ہو گئے سرکارِ غوثیت مآب کچھ دیر کے لیے مراقب ہوئے کہ یکایک لوگوں میں عجیب مستی اور شورش کا عالم طاری ہو گیا۔ لوگ وجد میں آ کر نعرے مارنے لگے۔ شیخ صدقہؒ نے دل میں سوچا کہ تعجب ہے کہ نہ تو حضرت شیخ نے کچھ فرمایا اور نہ ہی قاری نے کوئی آیت تلاوت کی۔ پھر یہ وجد و حال کیسے پیدا ہو گیا۔ سرکارِ غوثِ پاکؓ نے شیخ صدقہ کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا میرے ایک مرید نے ابھی ایک لمحہ میں بیت المقدس سے یہاں آ کر میرے ہاتھ پہ توبہ کی ہے۔ تمام اہلِ مجلس اسی کی ضیافت میں ہیں۔ شیخ صدقہ بڑے حیران ہوئے اور دل میں سوچا کہ جو شخص ایک لمحہ میں بیت المقدس سے بغداد پہنچ سکتا ہے، اسے توبہ کی کیا ضرورت ہے، اسے شیخ کی کیا حاجت؟۔ سیدنا غوث الاعظمؓ نے فرمایا ہوا میں اڑنے والے بھی اس بات کے محتاج ہیں کہ میں انہیں محبتِ الٰہی کا طریقہ سکھاؤں۔ اے صدقہ! اب وہ اس بات سے توبہ کرتا ہے کہ آئندہ علوی اور سفلی مقامات کی طیر و سیر ہرگز نہ کرے گا اور طبقات کی پرواز سے تائب ہو کر ذات کی طرف پرواز کرے گا۔ (حضرت سلطان باہوؒ اپنی ایک کتاب میں فرماتے ہیں کہ تمام روئے زمین اور عالم ناسوت کی منازل اور مراتب مقاماتِ صغیرہ کہلاتے ہیں اور سات آسمان، عرش و کرسی اور لوح و قلم مقاماتِ کبیرہ کہلاتے ہیں۔ فقیر کے لئے مقاماتِ صغیرہ اور مقاماتِ کبیرہ کی طیر و سیر کرنی گویا گناہِ صغیرہ اور کبیرہ کی مانند ہے۔ اہلِ فقر محض اللہ تعالیٰ

کے جمالِ لایزال کے متوالے اور اس کی شمع جلال کے پروانے ہوتے ہیں، وہ بغیر دیدارِ پروردگار غیر اللہ کی طرف التفات کرنا گناہ سمجھتے ہیں۔ یاد رہے کہ فقراء کو یہ مرتبہ محض اللہ تعالیٰ کے فضل اور حضرت سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی خاص نگاہِ لطف و کرم اور اہلِ بیت و پنجتن پاک کی نظرِ شفقت و عنایت اور خاندانِ نبوت کی ظاہری و باطنی اور صوری و معنوی پرورش اور تربیت سے حاصل ہوتا ہے) اس کے بعد آپؓ نے فرمایا "میری تلوار برہنہ ہے۔ میری کمان چڑھی ہوئی ہے۔ میرا تیر نشانے پر لگنے والا ہے۔ میرا نیزہ بے خطا ہے۔ میرے گھوڑے پر زین کسا ہوا ہے۔ میں خدا کے عشق کی بھڑکتی آگ ہوں۔ میں احوال کا سلب کرنے والا ہوں۔ میں دریائے بیکنار ہوں میں اپنے وقت کا رہنما ہوں۔ اپنے، غیر میں کلام کرتا ہوں۔ تمام آفتوں سے محفوظ ہوں۔ اور خدا کی نعمتوں سے بہرہ ور ہوں۔ اے روزہ دارو! اے شب بیدارو! اے پہاڑوں پر بیٹھنے والو! اے خانقاہ نشینو! حکمِ خدا کے سامنے آؤ، میرا حکم خدا کی طرف سے ہے۔ اے رہروانِ منزل، اے ابدال، اے اقطاب، اے اوتاد، اے پہلوانو! اے جوانو! آؤ اور دریائے بیکراں سے فیض حاصل کر لو۔ مجھے اپنے پروردگار کی عزت کی قسم، تمام نیک بخت اور بدبخت میرے سامنے پیش کیے گئے اور میری نظر لوحِ محفوظ پر جمی ہوئی ہے۔ میں دریائے علم و مشاہدہ الٰہی کا غوطہ خور ہوں۔ انسانوں کے بھی شیخ ہیں، جنات اور فرشتوں کے بھی شیخ ہیں لیکن میں سب کا شیخ ہوں۔ میں تمام مشائخ کا شیخ ہوں۔ میرے اور تمہارے درمیان کوئی نسبت نہیں۔ میرے اور مخلوق کے درمیان آسمان اور زمین کا سا فرق ہے۔ مجھے کسی پر اور کسی کو مجھ پر قیاس نہ کرو۔ میری تخلیق تمام امور سے بالاتر ہے۔ میں لوگوں کی عقل سے ماورا ہوں۔ اے مشرق و مغرب کے رہنے والو! اور اے آسمان کے رہنے والو! اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وَيَخْلُقُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ (وہ ایسی چیزیں پیدا کرتا ہے جو تم نہیں جانتے) اَنَا مِمَّا لَا تَعْلَمُوْنَ اس آیت کا مصداق میں ہوں۔ میں وہ ہوں جسے اللہ

جانتا ہے، تم نہیں جانتے۔ اے اہلِ مشرق اور اے اہلِ مغرب! میرے پاس آؤ اور مجھ سے باطنی علم سیکھو۔ اے اہلِ عراق فقر اور ولایت کے درجات اور مقامات میرے ہاں معمولی کپڑوں کی طرح لٹک رہے ہیں۔ میں جسے چاہوں ایک دم میں بلا محنت و رنج پہنا دیتا ہوں۔ مجھ سے دن میں اور رات میں ستر بار کہا جاتا ہے اَنَا اخْتَرْتُكَ وَلِتُصْنَعَ عَلٰى عَيْنِيْ یعنی میں نے تمہیں پسند کر لیا تاکہ تم میری آنکھوں کے سامنے پرورش پاؤ۔ مجھ سے کہا جاتا ہے اے عبدالقادر! تجھے میرے حق کی قسم بات کر تاکہ سنا جائے، تجھے میرے حق کی قسم کھا اور پی، میں نے تجھے ہر قسم کے خوف و خطر اور ردّ و امتناع اور ہر رجعت اور مکر سے محفوظ اور مامون کیا ہے۔ خدا کی قسم جب تک مجھے حکم نہ ہو نہ کچھ کرتا ہوں، نہ کچھ کہتا ہوں۔

آپ رضؓ کا حُسن و جمال

سیدنا غوث الاعظم رضؓ بے حد وجیہہ اور خوبصورت تھے۔ آپ کے حُسن میں بے حد ملاحت تھی۔ آپ کا رنگ گندمی، آنکھیں سرمگیں روشن اور بڑی تھیں، ابرو باریک اور پیوستہ تھے، جبینِ مبارک کشادہ، سر مبارک بڑا، رُخِ انور درخشاں نہ بالکل گول، نہ لمبا، رُخسار مبارک ہموار، زلف عنبریں ملائم، چمکدار اور کانوں کی لو تک ہوتی تھیں۔ دندانِ مبارک چمکدار جیسے سیپ سے موتی ظاہر ہوں، ہونٹ مبارک پتلے، قد میانہ، کثرتِ مجاہدہ و ریاضت کے سبب جسمِ اقدس نحیف تھا۔ ریش مبارک گھنی، بال ملائم اور چمکدار تھے، سینہ اقدس کشادہ، کندھے پر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے قدمِ مبارک کا نشان، چال مبارک بڑی دلکش یوں معلوم ہوتا تھا گویا ڈھلوان کی طرف جا رہے ہوں، آواز بلند، دُور و نزدیک کے سُننے والوں کو یکساں طور پر پہنچتی تھی۔ آپ کی فصاحت و بلاغت بہت اعلیٰ درجے کی تھی۔ کلام آپ کا جامع ہوتا تھا۔ چھوٹے چھوٹے پُرتاثیر جملے فرماتے۔ ٹھہر ٹھہر کر کلام فرماتے تھے۔ اگر کوئی لکھنے والا چاہتا تو لکھ لیتا۔ پسینے میں مشک اور عنبر کی سی خوشبو تھی۔ آپ رضؓ کے جسمِ اطہر پر مکھی نہیں بیٹھتی تھی۔ کبھی کسی نے آپ کو تھوکتے نہیں دیکھا یا ناک صاف کرتے نہیں دیکھا۔ درحقیقت آپ اپنے جدِ امجد حبیبِ کبریاء جناب احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلّم کے جمال و کمال کا مظہرِ اتم تھے۔

سیدنا غوث الاعظم رضؓ کی شان میں شیخِ محقق حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہٗ اپنی تصنیف اخبار الاخیار کے دیباچہ میں فرماتے ہیں" اور خاندانِ نبوّت سے نورِ ولایت ہرگز منقطع نہیں ہوتا اور فلکِ ولایت ان اقطاب کے سوا قرار نہیں پکڑتا۔ اور ان میں سے جس کو چاہا قطبِ اقطاب عالم و غوثِ بنی آدم و مرجع الثقلین اور مشہودِ مغربین بنا دیا حتیٰ کہ آپ رضؓ

کا لقب محی الدین ہوا اور شرع متین کے مجدد ٹھہرے۔ اگرچہ جمالِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمام آلِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں تاباں ہے لیکن اس جگہ جمال دیگر ہے اور کمال دیگر ہے۔ آپ رضؓ کا جمال، جمال محمد صؐ ہے اور آپ رضؓ کا کمال کمالِ محمد صؐ ہے۔

اخلاقِ حسنہ اور اوصافِ حمیدہ

سرکار محبوبِ سبحانی، قطبِ ربانی غوث الصمدانی محی الدین سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے اخلاق و عادات اِنَّكَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ کا نمونہ اور اِنَّكَ لَعَلٰی ھُدًی مُّسْتَقِیْمٍ کا مصداق تھے۔ آپؓ اتنے عالی مرتبت، جلیل القدر، وسیع العلم اور زبردست شان و شوکت کے حامل ہونے کے باوجود ضعیفوں میں بیٹھتے، فقیروں کے ساتھ تواضع سے پیش آتے، بڑوں کی عزت کرتے، چھوٹوں پر شفقت کرتے، سلام کرنے میں پہل کرتے، لوگوں کی خطاؤں اور کوتاہیوں سے درگزر فرماتے۔ مہمانوں اور ساتھیوں کے ساتھ انتہائی خوش اخلاقی اور خندہ پیشانی سے پیش آتے تھے۔ آپ کی شفقت و محبت اور عنایات کے سبب آپ کا ہر ہم نشین یہی گمان کرتا کہ آپ مجھی کو سب سے زیادہ چاہتے ہیں، جو کوئی بھی آپ رضی اللہ عنہ کی ذرا سی خدمت کرتا یا نذر و نیاز اور ہدیہ و تحفہ پیش کرتا، اس کی قدر فرماتے اور اسی وقت راہِ خدا میں خرچ کر دیتے۔ جود و سخا کا یہ عالم تھا کہ ایک ہی مجلس میں بعض اوقات چار سو حاضرین کو ولایت کے مقام تک پہنچا دیتے۔ آپؓ انتہائی رحیم اور کریم النفس تھے، شجاعت ایسی کہ خلیفۂ وقت کو منبر پہ بیٹھے للکار کر خلافِ شرع امور سے روکتے، صدق و صفا میں کمال درجہ رکھتے تھے۔

ایک مرتبہ جب آپ سے پوچھا گیا کہ آپ کی بزرگی و عظمت کا دار و مدار کس بات پر ہے تو آپ نے فرمایا۔ "راست گوئی پر، میں نے کبھی حتیٰ کہ بچپن میں جب مکتب میں پڑھتا تھا، اس وقت بھی جھوٹ نہیں بولا۔" آپؓ امانت کے پاسبان، عدل و انصاف کے پیکر، عفو و عطا فرمانے والے حلم و حیا میں بے مثال، مروت و ملاحظہ میں بے نظیر تھے۔ اپنی ذات کے لیے کبھی بدلہ نہ لیتے بلکہ اگر کوئی

آپ کی شان میں بے ادبی کرتا تو اللہ تعالیٰ اس شخص کو سزا دیتا۔ کوئی قسم کھاتا تو اعتبار کر لیتے، بھوکے کو کھانا کھلاتے، محتاج، یتیم، بیوہ کی حاجت روائی کرتے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمّت کی بخشش کی دُعا فرماتے۔ کوئی بیمار ہوتا تو عیادت فرماتے، دعوت قبول فرماتے، لوگوں کی دلجوئی کرتے، ہر ایک سے حُسنِ سلوک سے پیش آتے۔ آپ کے اخلاق حسنہ کو دیکھ کر غیر مسلم متاثر ہو کر اسلام قبول کرتے، شریعتِ مطہرہ کی پاسداری کرتے اور دوسروں کو بھی تاکید فرماتے، عہد و پیمان کا پاس رکھتے۔ فروتنی اور کسر نفسی کا یہ عالم تھا کہ اکثر بازار جا کر اشیائے ضرورت خود خرید لیتے۔ اگر خادم یا خادمہ علیل ہوتے تو آپ خود آٹا پیس کر اور روٹی پکا کر تقسیم فرماتے۔ ایک بار راستے میں سات لڑکے کھیل رہے تھے۔ ایک لڑکے نے آپ کو پیسہ دیا کہ مجھے بازار سے شیرینی لا دیں۔ آپؓ بازار گئے اور اسے شیرینی لا دی۔ پھر دوسرے لڑکے نے یہی کیا۔ آپؓ نے اس کی بات بھی مان لی۔ یہاں تک کہ آپ نے سات بار بازار آنے جانے کی تکلیف گوارا فرمائی مگر کسی کی دل شکنی پسند نہ کی۔ جب بھی کوئی چھوٹا یا بڑا آپ کی زیارت کو آتا، آپ اس کی تکریم فرماتے اور تعظیم کے واسطے کھڑے ہو جاتے۔ کلام کی بہ نسبت سکوت زیادہ فرماتے۔

ہیں اخلاق میں ظلِّ خُلقِ پیغمبر ہے خوئے نبی خصلتِ غوث الاعظمؓ

آپؓ کے ہم عصر مشائخ سے منقول ہے کہ حضرت قطب الاقطاب، فرد الافراد سیدنا غوث الاعظمؓ رقیق القلب، خلیق المزاج، شیریں زبان، رحمدل، حد درجہ خدا ترس، بے انتہا سخی، مہمان نواز، غریب پرور، بامروت اور پابند قول و قرار تھے۔ آپؓ کی ذاتِ والا گرامی اوصافِ جمیلہ اور خصائل حمیدہ کی جامع تھی۔ آپؓ فرماتے تھے کہ میرے نزدیک کھانا کھلانا اور حُسنِ اخلاق افضل و اکمل ہیں۔ اگر میرے پاس صبح کو ہزار دینار بھی آ جائیں تو میں شام تک وہ سب غریبوں اور محتاجوں میں تقسیم کر دوں اور لوگوں کو کھانا کھلا دوں۔ آپؓ کی بارگاہِ بیکس پناہ سے کوئی سائل کبھی خالی ہاتھ واپس نہ جاتا تھا۔ ایک دفعہ ایک شخص کو مغموم اور افسردہ دیکھ کر اس کا حال دریافت فرمایا تو اس نے کہا حضور

میں دجلہ کے پار جانا چاہتا تھا مگر ملاح نے کرایہ نہ ہونے کی وجہ سے کشتی میں نہیں بٹھایا۔ آپ رضؓ کے ایک عقیدت مند نے تیس دینار نذرانہ پیش کیا۔ آپ رضؓ نے وہ تیس دینار اس شخص کو دیئے اور فرمایا کہ یہ ملاح کو دے دینا اور اس سے کہنا کہ آئندہ کسی غریب کو دریا عبور کرانے سے انکار نہ کرے۔ نیز آپ رضؓ نے اپنا پیراہن بھی اس کو عنایت فرمایا پھر بیس دینار کے عوض اس سے دوبارہ خرید لیا۔

آپ رضؓ کے فرزند سید عبدالرزاق رحؒ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ آپ رضؓ حج کے لیے تشریف لے گئے۔ کثیر تعداد میں خدام آپ رضؓ کے ہمراہ تھے۔ جب آپ موضع حلّہ پہنچے تو خدام کو فرمایا کہ بستی میں سب سے مفلس اور نادار گھرانہ تلاش کرو۔ تلاش سے معلوم ہوا کہ ایک گھرانہ سب سے زیادہ مفلس و نادار ہے اور مفلوک الحال ہے جسمیں بوڑھے میاں بیوی اپنی بیٹی کے ہمراہ رہتے ہیں۔ آنجناب رضؓ اس مکان پر تشریف لے گئے اور ان دونوں سے فرمایا کہ ہم تمہارے یہاں ٹھہرنا چاہتے ہیں۔ انہوں نے عرض کیا بسر و چشم۔ آپ رضؓ نے خدام سمیت وہاں قیام فرمایا۔ بستی کے مشائخ اور دیگر عقیدت مندوں نے عرض کیا کہ آپ ہمارے ہاں قیام فرمائیں۔ مگر آپ نے اسی جگہ کو پسند فرمایا۔ کچھ دیر میں جب اہلِ حلّہ کو آپ کی آمد کی خبر ہوئی تو رؤسائے حلّہ زیارت کے لیے دوڑے آئے اور لوگوں نے گائے بکریاں، سونا چاندی اور بیش قیمت تحائف کا ڈھیر لگا دیا۔ اگلے روز روانگی سے پہلے آپ رضؓ نے وہ تمام نذرانے، ہدیے اور تحائف اس بوڑھے شخص کو عطا فرمائے۔ راوی فرماتے ہیں کہ ایک سال بعد لوگوں نے اس مفلوک ترین گھرانے کو اس علاقے کا سب سے متمول خاندان پایا اور وہ بوڑھا لوگوں سے کہتا تھا یہ تمام سیّدنا غوث الاعظم رضؓ کے قدم مبارک کی برکت سے ہے۔

شیخ ابوالغنائم عبداللہ بطائحی رحؒ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں نے حضور غوث الثقلین رضؓ کی بارگاہ میں چار ایسے افراد کو دیکھا جن کو اس سے قبل نہ دیکھا تھا۔ آپ رضؓ سے ملاقات کے بعد یہ لوگ باہر مدرسہ کے صحن میں آ گئے۔ سرکار محبوبِ سبحانی نے مجھے ان لوگوں سے اپنے حق میں دُعا کروانے کی تلقین کی۔ میں حسب الحکم صحن میں ان لوگوں

کے پاس آیا اور دُعا کے لیے عرض کیا۔ ان میں سے ایک نے کہا "تیرے لیے بشارت ہے کہ تو ایسی ہستیٔ مقدس کا خادم ہے جن کی برکت سے اللہ تعالیٰ بحر و بر کی حفاظت فرماتا ہے۔ جن کی دعاؤں کے سبب تمام نیک و بد مخلوق پر رحم فرماتا ہے اور ہم تمام اولیاء ان ہی کے قدموں کی برکت سے اور انہی کے دائرۂ حکم میں رہنے کی وجہ سے حفاظت میں ہیں۔"

پھر وہ لوگ واپس چلے گئے۔ میں متعجّب ہو کر حضرت شیخ کے پاس لوٹ آیا۔ آپ نے فرمایا۔ اے عبداللہ! میری حیاتِ ظاہری میں یہ واقعہ کسی سے بیان نہ کرنا۔ میں نے پوچھا اے میرے سردار یہ کون لوگ تھے۔ اور کہاں کے رہنے والے ہیں۔ آپ رضؓ نے فرمایا یہ سب کوہ قاف کے سردار ہیں اور وہیں مقیم ہیں۔

سربسر نورِ خدا ہیں سیدی غوث الانام — نورِ چشمِ مصطفےٰ ہیں سیدی غوث الانام
محوِ ذاتِ کبریا ہیں سیدی غوث الانام — واقفِ سرِّ نہاں ہیں سیدی غوث الانام
مقتدائے اولیاء ہیں سیدی غوث الانام — قبلہ اہلِ صفا ہیں سیدی غوث الانام

آستانہ غوث کا دار العطائے خلق ہے
چشمۂ لطف و عطا ہیں سیدی غوث الانام

امام ابو محمد عبداللہ یافعی رحؒ نے سیّدنا غوث الاعظم رضؓ کی اس طرح توصیف بیان فرمائی ہے: قطب الاولیاء، شیخ الاسلام والمسلمین، رکن الشریعت و علم الطریقت و موضح الاسرارِ حقیقت، شیخ الشیوخ قدوۃ الاولیاء والعارفین ابو محمد محی الدین سید عبدالقادر بن ابو صالح الجیلی قدس سرہٗ علم شریعت کے لباس اور فنون دینیہ کے تاج سے مزّین تھے۔ آپ رضؓ نے کل خلائق کو چھوڑ کر اللہ تعالیٰ کی طرف ہجرت کی اور اپنے پروردگار کی طرف جانے کے لیے سفر کا پورا سامان کیا۔ آدابِ شریعت بجا لائے۔ اور اپنے تمام اخلاق و عادات کو شریعت مطہرہ کے تابع کر کے اس سے کافی سے زائد حصہ لیا۔ ولایت کے جھنڈے آپ کے لئے نصب کئے گئے۔ اور اس میں آپ کے مراتب و مناصب اعلیٰ وارفع ہوئے۔ آپ کے قلبِ مبارک کے آثار و نقوشِ فتح کو کشفِ اسرار کے دامنوں اور آپ

کے مقام سِر نے معارف و حقائق کے چمکتے ہوئے تاروں کو مطلعِ انوار سے طلوع ہوتے دیکھا اور آپؓ کی بصیرت نے حقائق و معارف کی دلہنوں کو غیب کے پردوں میں مشاہدہ کیا۔ آپؓ کا سریرِ ولایت حضرت القدس مقام خلوت و وصل محبوب میں جاکر ٹھہرا۔ مقام عز و جلال میں آپ کو دائمی حضوری حاصل ہوئی۔ علم سِر آپ پر منکشف ہوا اور حقیقتِ حق الیقین آپؓ پر واضح ہوئی۔ معانی و اسرارِ خفیہ سے آپؓ مطلع ہوئے اور قضا و قدر کے جاری ہونے اور مشیت ایزدی کے تصرفات کا آپؓ نے مشاہدہ کیا۔ معارف و حقائق کی کانوں سے آپ نے حکمت و اسرار نکالے اور انہیں ظاہر کیا۔ اب آپؓ کو مجلسِ وعظ منعقد کرنے کا حکم ہوا آپؓ نے خلق کو حق کی طرف بلانا شروع کر دیا۔ مخلوق مطیع ہو کر آپ کی طرف دوڑی۔ ارواحِ مشتاقین نے آپ کی دعوت قبول کی، عارفین کے دلوں نے لبیک کہی، سب کو آپؓ نے شرابِ محبت الٰہی سے سیراب کیا اور ان کو قربِ الٰہی کا مشتاق بنایا اور معارف و حقائق کے چہروں پر سے شکوک و شبہات کے پردے اٹھا دیئے۔ اور قلوب کی پژمردہ شاخوں کو وصفِ جمالِ ازلی سے سرسبز و شاداب کر دیا اور ان پر راز و اسرار کے پرندے چہچہاتے ہوئے اپنی خوش الحانیاں سنانے لگے۔ وعظ و نصیحت کی دلہنوں کو آپ نے ایسا آراستہ و پیراستہ کیا کہ عشاق جس کے حسن و جمال کو دیکھ کر دم بخود رہ گئے اور تمام مشتاقان ان کا نظارہ کر کے ان پر آشفتہ و فریفتہ ہو گئے۔ آپؓ نے علوم و فنون کے ناپیدا کنار سمندروں اور اس کی کانوں سے توحید و معرفت اور فتوحاتِ روحانیہ کے بے بہا موتی و جواہر نکالے اور بساط الہام پر ان کو پھیلایا اور اہلِ بصیرت اور اربابِ فضیلت آ آکر انہیں چنتے اور اس سے مزین ہو کر مقاماتِ عالیہ میں پہنچنے لگے۔ آپؓ نے ان کے دل کے باغیچوں کو حقائق و معارف کے باران سے شاداب کیا۔ امراضِ نفسانی و روحانی کو ان کے جسموں سے دور کر دیا اور ان کے اوہام اور خیالات فاسدہ کو ان سے مٹایا۔ جس کسی نے بھی آپ کے بیان فیض اثر کو سنا وہی آبدیدہ ہوا اور تائب ہو کر اسی وقت اس نے رجوع الی الحق کیا۔ غرضیکہ تمام خاص و عام آپؓ سے مستفید ہوئے اور بے شمار خلقت کو آپ کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے ہدایت کی اور اسے رجوع الی الحق کی توفیق دی اور ان کے مراتب و درجات بلند فرمائے۔

بیانِ ارشادِ عالی

قَدَمِی هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰهِ

جس طرح سید الانبیاء حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد آمد کی بشارت جلیل القدر انبیاء دیتے رہے اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف و کمالات کا تذکرہ کرتے رہے بالکل اسی طرح سید الاولیاء حضور غوث الثقلین رضی اللہ عنہ کی آمد آمد کی بشارت جلیل القدر اولیاء دیتے رہے اور آنجنابؓ کے اس فرمانِ عالی شان قَدَمِی هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰهِ کا تذکرہ فرماتے رہے۔ جن میں سے چند کا بیان "ظہور سے قبل ولایت کی شہرت" کے عنوان کے تحت ہو چکا ہے۔

حافظ ابو العز عبد المغیث بن حرب بغدادیؒ سے روایت ہے کہ ایک روز ہم سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کی مجلسِ مبارک میں حاضر تھے جو آپؓ کے مہمان خانے محلہ حلبہ میں منعقد ہوئی تھی۔ اس مجلس میں عراق کے اکثر مشائخ موجود تھے۔ جن میں سے بعض کے نام یہ ہیں:

شیخ علی بن الہیتیؒ، شیخ بقا بن بطوؒ، شیخ ابو سعید قیلویؒ، شیخ ابو النجیب سہروردیؒ، شیخ شہاب الدین سہروردیؒ، شیخ عثمان قرشیؒ، شیخ مکارم الاکبرؒ، شیخ مطر جاگیرؒ، شیخ صدقہ بغدادیؒ، شیخ یحییٰ مرتعشؒ، شیخ ضیاء الدینؒ، شیخ قضیب البان موصلیؒ، شیخ ابو العباس یمانیؒ، شیخ ابوبکر شیبانیؒ، شیخ ابو البرکات عراقیؒ، شیخ ابو القاسم عمر بزازؒ، شیخ ابو عمر سلطان بطائحیؒ، شیخ ابو مسعود عطارؒ، شیخ ماجہ کردیؒ، شیخ ابو العباس احمد بن علی جوسقی صرصریؒ، شیخ ابو یعلیؒ وغیرہ

سیدنا غوث الاعظم محی الدین شیخ عبدالقادر جیلانی رضؓ ممبر پر جلوہ افروز تھے اور ایک بلیغ خطبے کے دوران آپؓ نے بحکم الٰہی یہ ارشاد فرمایا قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰى رَقَبَةِ كُلِّ وَلِيِّ اللّٰهِ میرا یہ قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے۔

یہ فرمانِ عالی شان سنتے ہی شیخ علی بن الہیتیؒ منبر کے پاس گئے اور سیدنا غوث الاعظمؓ کا قدم مبارک پکڑ کر اپنی گردن پر رکھا۔ مجلس میں موجود تمام اولیائے اللہ نے اپنی گردنیں جھکا دیں۔ آپؓ کا یہ فرمان روئے زمین کے تمام اولیاء اللہ کو سنایا گیا۔ جو اولیاء پردہ فرما چکے تھے انہیں عالمِ برزخ میں اور جو اولیاء ابھی ظاہر نہ ہوئے تھے، ان کی ارواح کو عالمِ ارواح میں یہ پیغام پہنچایا گیا۔ تمام اولیائے متقدمین و متاخرین نے آپؓ کے اس فرمان کو سن کر اپنی گردنیں خم کر دیں، اسے دل و جان سے قبول کیا۔ اور اس فرمان کو قبول کرنے میں ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر عجز و نیاز اور تعظیم و تکریم کا اظہار کیا یہاں تک کہ بعض نے کہا عَلٰى رَاسِیْ یعنی میرے سر پر۔ بعض نے کہا عَلٰى عَیْنِیْ یعنی آپؓ کا قدم مبارک میری آنکھوں پر ہو اور بعض نے کہا عَلٰى حَدَقَةِ عَیْنِیْ یعنی میری آنکھ کی پتلی پر آپؓ کا قدم ہو اور جس نے انکار کیا وہ ولایت سے معزول کر دیا گیا۔

جس کا منبر بنی گردنِ اولیاء — اس قدم کی کرامت پہ لاکھوں سلام

شیخ ابوسعید قیلویؒ کا بیان ہے کہ جب سیدنا غوث الاعظمؓ نے قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰى رَقَبَةِ كُلِّ وَلِيِّ اللّٰهِ فرمایا تو اس وقت آپ کے قلب پر تجلیاتِ الٰہی وارد ہو رہی تھیں۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ایک باطنی خلعت بھیجا گیا۔ جسے ملائکہ مقربین کی ایک جماعت نے لا کر اولیائے کرام کے جھرمٹ میں حضرت شیخؓ کو پہنایا۔ اس وقت ملائکہ اور رجال الغیب آپؓ کی مجلس کے چاروں طرف صف در صف ہوا میں اس طرح کھڑے تھے کہ آسمان کے کنارے ان سے بھرے نظر آ رہے تھے۔ اس وقت روئے زمین پر کوئی ولی ایسا نہ تھا کہ جس نے اپنی گردن آپؓ کے فرمان کے آگے نہ جھکائی ہو۔

حضرت شیخ مکارمؒ نے فرمایا کہ میں خدا کو حاضر و ناظر جان کر کہتا ہوں کہ

جس روز حضرت شیخ سیدنا عبدالقادر جیلانیؒ نے قَدَمِیْ هٰذِهٖ فرمایا تھا اس وقت روئے زمین کے تمام اولیائے اللہ نے مشاہدہ کیا کہ آپؓ کی قطبیت کا جھنڈا آپ کے سامنے گاڑا گیا اور غوثیت کا تاج آپؓ کے سر پر رکھا گیا اور آپؓ تصرفِ تام کا خلعت جو شریعت و حقیقت کے نقش و نگار سے مزین تھا، زیب تن کیے ہوئے فرما رہے تھے قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰى رَقَبَةِ كُلِّ وَلِيِّ اللّٰهِ تب ان سب نے یہ سن کر ایک ہی آن میں اپنے سر جھکا دیئے۔ اور آپ کے عالی شان مرتبہ کا اعتراف کیا۔

شیخ حیات بن قیس حرانیؒ نے فرمایا کہ ہم لوگ عرصہ دراز تک سیدنا عبدالقادر جیلانیؓ کے سایہ عاطفت میں رہے اور آپؓ ہی کے دریائے معرفت سے پیالے بھر بھر کر پیتے رہے۔ آپؓ کا نفس صادق تھا کہ جس سے نور کی شعاعیں آفاق میں پہنچتی تھیں۔ اور اہل اللہ حسبِ مراتب ان شعاعوں سے مستفید ہوتے تھے۔ جب آپؓ قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰى رَقَبَةِ كُلِّ وَلِيِّ اللّٰهِ کہنے پر مامور ہوئے تو اس وقت اللہ تعالیٰ نے تمام اولیاء کے دلوں کو ان کی گردنیں جھکانے کی برکت سے منور کر دیا۔ اور ان کے علوم اور احوال میں ترقی عطا فرمائی۔

شیخ لولو الارمنیؒ بیان کرتے ہیں کہ جب سیدنا غوث الاعظمؓ نے یہ اعلان فرمایا تو اس وقت ایک بہت بڑی جماعت ہوا میں اڑتی ہوئی نظر آئی۔ یہ جماعت آپؓ کی طرف آ رہی تھی اور حضرت خضر علیہ السلام نے ان کو آپؓ کی خدمت میں حاضر ہونے کا حکم دیا تھا۔ آپ کے اس فرمانِ عالی شان کے بعد تمام اولیاء کرام نے آپؓ کو مبارکباد دی پھر اولیاء کرام کی طرف سے یہ خطاب سنا گیا۔ "اے بادشاہ و امام وقت و قائم بامرِ الٰہی اور اے وارث کتاب اللہ و نائب رسول اللہ، اے وہ شخص کہ آسمان و زمین جس کا دستر خوان ہے اور تمام اہلِ زمانہ جس کے عیال ہیں اور وہ کہ جس کی دعا سے پانی برستا ہے۔ اور جس کی برکتوں سے تھنوں میں دودھ اترتا ہے اور جس کے گرد بردو اولیاء سر جھکائے ہوئے ہیں اور جس کے پاس رجال الغیب کی چالیس صفیں کھڑی ہیں جس کی ہر صف میں ستر ستر مرد ہیں اور وہ کہ جس کی ہتھیلی پر تحریر ہے کہ میں نے اللہ تعالیٰ سے عہد لیا ہے کہ وہ مجھے راندۂ درگاہ نہیں کرے گا او

وہ کہ جس کی دس سالہ عمر میں بھی فرشتے اردگرد پھرتے تھے اور ولایت کی خبر دیتے تھے۔

اس فرمان کے من جانب اللہ ہونے پر مشائخ کے اقوال :

بہجۃ الاسرار میں شیخ ابو المفاخر عدیؓ سے روایت ہے کہ میں نے اپنے چچا شیخ عدی بن مسافر سے دریافت کیا کہ کیا متقدمین مشائخ میں سے کسی نے کہا کہ میرا یہ قدم ہر ولی کی گردن پر ہے ۔ فرمایا نہیں ۔ میں نے عرض کیا کہ پھر اس امر کے کیا معنیٰ ہیں ۔ شیخ عدی نے فرمایا، یہ بات اس امر کو ظاہر کرتی ہے کہ وہ اپنے وقت میں فرد ہیں ۔ میں نے دریافت کیا کہ کیا ہر زمانہ میں ایک فرد ہوتا ہے ۔ فرمایا ہاں لیکن سوائے سیدنا غوث الاعظمؓ کے ان میں سے کسی کو اس فرمان کا امر نہیں ہوا ۔ میں نے پوچھا کہ کیا ان کو اس امر کا حکم ہوا تھا ۔ فرمایا بے شک آپ کو اس بات کا حکم ہوا تھا اور تمام اولیاء اللہ نے اس حکم ہی کی وجہ سے اپنے سروں کو جھکایا تھا ۔ کیا تم کو معلوم نہیں کہ ملائکہ نے آدم علیہ السلام کو حکم کے بغیر سجدہ نہیں کیا ۔

اسی طرح جب احمد کبیر رفاعیؒ سے پوچھا گیا کہ کیا آنجناب غوثیت مآبؓ اس قول کے کہنے پر مامور ہوئے تھے ؟ ۔ تو آپ نے فرمایا بے شک وہ اس کے کہنے پر مامور ہوئے تھے ۔

شیخ علی بن الہیتیؒ سے ان کے اصحاب نے کہا کہ آپ نے ایسا کیوں کیا کہ سیدنا غوث الاعظمؓ کا قدم مبارک اپنی گردن پر رکھ لیا ، فرمایا اس لیے کہ سیدنا غوث الاعظمؒ کو اس فرمان قَدَمِیْ ھٰذِہٖ عَلٰی رَقَبَۃِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰہِ کے جاری کرنے کا اللہ تعالیٰ کی طرف سے امر تھا ۔ اور ان کو حکم دیا تھا کہ اولیاء میں سے جو شخص اس کا انکار کرے ، وہ معزول کیا جائے لہٰذا میں نے ارادہ کیا کہ سب سے پہلے میں اس حکم کی تعمیل کروں ۔

حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق :

شیخ الاکبر محی الدین ابن عربیؒ کا بیان ہے کہ مجھے خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی ۔ میں نے آپؐ سے سرکار غوثیت مآبؓ کے اس قول کے

بارے میں استفسار کیا تو حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا " وہ بالکل سچ فرماتے ہیں ، شیخ عبدالقادرؓ قطب ہیں اور ہم ان کے نگہبان ہیں ۔"

سلطان باہوؒ قادری فرماتے ہیں کہ جس طرح اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو سجدے کے امر سے فرشتوں کی آزمائش فرمائی ۔ اسی طرح حضرت پیر دستگیرؓ کے امر قَدَمِیْ ھٰذِہٖ عَلٰی رَقَبَۃِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰہِ سے اللہ تعالیٰ نے تمام اولیاء اللہ کا امتحان فرمایا ، جس نے اس امر میں جس قدر پیش قدمی اور پیش دستی کی اسی قدر اسے زیادہ مرتبہ اور منصب ملا اور جس نے انکار کیا ، وہ راندۂ درگاہ ہوا ۔

اور آپ کا یہ فرمان ماضی ، حال اور مستقبل ہر زمانے میں نافذ و جاری ہے ۔ تمام اولین اور آخرین اولیاء اللہ کی گردنوں پر آپؓ کا قدم مبارک ہے ۔ آپ کے اس قول میں کُلِّ وَلِیِّ اللّٰہِ آیا ہے جو تمام کے تمام اولیاء اللہ کا احاطہ کیے ہوئے ہے ، کوئی بھی ولی اس فرمان سے باہر نہیں رہ سکتا ۔ آپؓ سے پہلے اور نہ آپؓ کے بعد کسی بھی ولی سے اس قسم کا عام فرمان ظاہر نہ ہوا اور اس میں کسی زمانے کی تخصیص نہیں جیسا کہ آپ نے اپنے مشہور قصیدہ غوثیہ میں فرمایا ہے ۔

وَوَلَّانِیْ عَلَی الْاَقْطَابِ جَمْعًا
فَحُکْمِیْ نَافِذٌ فِیْ کُلِّ حَالٖ

یعنی اللہ تعالیٰ نے مجھے غوثِ دوام بنا کر تمام اقطاب زمان کا والی اور سردار بنایا ہے اور میرا یہ حکم زمانہ ماضی ، حال اور مستقبل میں نافذ اور جاری ہے ۔

اولیائے کاملین اور فقرائے ربانی سے طرح طرح کے شطحات بلند پایہ فخریہ اقوال مشہور ہیں لیکن اس قسم کا عالمگیر صادق و مصدوق فرمان کسی سے صادر نہیں ہوا جس کی تصدیق اور تائید اولیائے کاملین اور اکابر عارفین کا ایک جم غفیر کر رہا ہے ۔

حضرت اویس قرنیؓ کا گردن جھکانا :

تفریح الخاطر فی مناقب شیخ عبدالقادرؓ بن عبدالقادر القادری ابن محی الدین اربلیؒ منازل الاولیاء کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرؓ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کو حضرت اویس قرنیؓ کے پاس جانے کی وصیت کی اور فرمایا کہ اویس قرنیؓ کو میرا اسلام کہنا اور میری یہ قمیص دے کر میری اُمت

کے لیے ان سے دعا کرانا۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد یہ دونوں حضرات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قمیص مبارک لے کر اویس قرنی رضی اللہ عنہ کے پاس گئے۔ ایک وادی میں آپ رضی اللہ عنہ سے ملاقات کی۔ حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ اس وقت سربسجود بارگاہِ الٰہی میں تضرع و زاری کر رہے تھے۔ جب آپ نے سجدہ سے سر اٹھایا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سلام پیش کیا اور اُمّت کی مغفرت کے واسطے دعا کے لیے کہا۔ پس اویس قرنی رضی اللہ عنہ سجدہ میں گر گئے اور امتِ محمدیہ کی مغفرت کے لیے دعا کی۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جواب آیا، میں نے آدھی اُمت تمہاری شفاعت سے بخش دی۔ اور آدھی اپنے محبوب غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کی شفاعت سے بخش دوں گا جو تمہارے بعد آئیں گے۔ حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اے میرے پروردگار تیرا وہ محبوب کون ہے اور کہاں ہے؟ کہ میں اس کی زیارت کروں۔ ندا آئی کہ مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِيْكٍ مُّقْتَدِرٍ اور دَنٰى فَتَدَلّٰى فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى کے مقام میں ہے۔ وہ میرا محبوب اور میرے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کا محبوب ہے۔ اور یوم قیامت تک زمین پر ہماری حجت ہے۔ اس کا قدم تمام اولیائے اولین و آخرین کی گردنوں پر ہے جو اسے قبول کرے گا میں اسے دوست رکھوں گا۔ پس حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے کہا۔ میں بھی اسے قبول کرتا ہوں اور اس کے آگے اپنی گردن جھکاتا ہوں اور ان کی ولایت کو تسلیم کرتا ہوں پھر خدا کا شکر ادا فرمایا۔

حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کا گردن جھکانا:

تفریح الخاطر میں مکاشفاتِ جنیدیہ کے حوالے سے لکھا ہے کہ سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ ایک روز منبر پر بیٹھے جمعہ کا خطبہ دے رہے تھے کہ آپ کے قلبِ مبارک پر تجلیاتِ الٰہی کا ورود ہوا۔ آپ پر استغراق کی کیفیت طاری ہوئی اور اسی حال میں فرمایا قَدَمُهٗ عَلٰى رَقَبَتِيْ بِغَيْرِ جُحُوْدٍ یعنی میری گردن پر اس کا قدم بغیر کسی انکار کے ہے۔ خطبہ و نماز سے فراغت کے بعد لوگوں نے آپ سے ان کلمات کے متعلق دریافت کیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حالتِ کشف میں مجھے معلوم ہوا کہ پانچویں صدی ہجری کے وسط میں حضور سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی

اولادِ پاک میں سے ایک بزرگ قطب عالم ہوگا، جس کا لقب محی الدین اور نام عبدالقادر ہوگا۔ وہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے فرمائیں گے قَدَمِيْ هٰذِهٖ عَلٰى رَقَبَةِ كُلِّ وَلِيِّ اللّٰهِ۔ میرے دل میں خیال آیا کہ جب میں ان کے زمانے میں نہیں ہوں تو میں ان کے قدم کے نیچے کیوں اپنی گردن رکھوں تو حق تعالیٰ کی طرف سے عتاب آیا کہ کس چیز نے تجھ پر یہ امر بھاری کر دیا۔ پس میں نے فوراً اپنی گردن جھکا دی۔ اور وہ کہا جو تم نے سُنا۔

شیخ حماد دباس رحمۃ اللہ علیہ کی بشارت:

شیخ شہاب الدین سہروردی اپنے ماموں شیخ ابو نجیب سہروردی رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کرتے ہیں کہ میں ایک دن شیخ حماد دباس رحمۃ اللہ علیہ کے پاس بیٹھا تھا۔ سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ اپنے ابتدائی حال میں شیخ حماد رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں آتے تھے اور نہایت مؤدب طریقے سے بیٹھتے تھے۔ جب سرکار غوثیت مآب رضی اللہ عنہ مجلس سے اٹھ کر چلے گئے تو شیخ حماد رضی اللہ عنہ نے فرمایا، اس عجمی نوجوان کا قدم اتنا بلند ہے کہ ایک وقت آئے گا کہ اولیاء اللہ کی گردنیں اس کے نیچے ہوں گی۔ یہ ضرور حکم دیا جائے گا کہ یہ کہے قَدَمِيْ هٰذِهٖ عَلٰى رَقَبَةِ كُلِّ وَلِيِّ اللّٰهِ تمام اولیاء کی گردنیں ضرور اس کے لیے جھکیں گی۔

حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کا گردن جھکانا:

خلاصۃ القادریہ میں ہے کہ جب آپ رضی اللہ عنہ کے فرمانِ عالی کی ندا عالمِ برزخ میں پہنچی تو حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کی رُوحِ پاک نے بارگاہ ایزدی میں عرض کیا اے احکم الحاکمین سید عبدالقادر کو بایزید پر کون سی فوقیت اور ترجیح ہے، ارشاد ہوا ایک تو وہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرزند دلبند ہے۔ دوسرے یہ کہ تو فارغ مشغول ہے اور وہ مشغول فارغ ہے، تو عاشق ہے، وہ معشوق ہیں۔ یہ سنتے ہی بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی گردن جھکا دی۔

خواجہ غریب نواز معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کا گردن جھکانا:

خواجہ بندہ نواز گیسو دراز قدس سرہٗ اپنے شیخ خواجہ نصیر الدین چراغ دہلوی سے بیان کرتے ہیں کہ جب سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ نے قَدَمِيْ هٰذِهٖ

عَلٰی رَقَبَۃِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰہِ فرمایا اس وقت قطب العارفین حضرت خواجہ غریب نواز معین الدین چشتی رحمتہ اللہ علیہ خراسان کے پہاڑوں میں عبادت و ریاضت میں مشغول تھے۔ آپ نے سرکار غوثیت مآبؓ کا یہ فرمان سنتے ہی اپنی گردن مبارک اتنی جھکا دی کہ پیشانی مبارک زمین سے لگ گئی۔ اور فرمایا قَدَمَاکَ عَلٰی رَأْسِیْ وَ عَیْنِیْ یعنی آپ کے دونوں قدم میرے سر اور میری آنکھوں پر ہیں۔ سیدنا غوث الاعظمؓ نے خواجہ صاحب کے اس اظہار نیازمندی سے خوش ہو کر فرمایا کہ سید غیاث الدین کے صاحبزادے نے گردن جھکانے میں سبقت کی ہے جس کے سبب عنقریب ولایت ہند سے سرفراز کئے جائیں گے۔

بابا فرید الدین گنج شکرؒ کا ارشاد :

تفریح الخاطر میں نکات الاسرار کے حوالے سے لکھا ہے کہ ایک دفعہ بابا فرید الدینؒ کی مجلس میں سرکار محبوب سبحانی کے اس قول کا مبارک ذکر آیا۔ بابا صاحب نے فرمایا آپؓ کا قدمِ مبارک میری گردن پر ہی نہیں بلکہ میری آنکھ کی پتلی پر ہے۔ اس لیے کہ میرے خواجہ غریب نواز ان مشائخ میں سے ہیں جنہوں نے آپ کا قدم مبارک اپنی گردن پر رکھا۔ اگر میں اس زمانے میں ہوتا تو حقیقی معنیٰ میں آپ کا قدمِ مبارک اپنی گردن پر رکھتا اور فخر سے عرض کرتا کہ آپؓ کا قدمِ مبارک میری آنکھ کی پتلی پر بھی ہے۔

شیخ صنعان کا انکار و توبہ :

منقول ہے کہ اصفہان کے ایک ولی اللہ شیخ صنعان سرکار غوثیت مآبؓ کے ہم عصر تھے، دریائے علم و عرفان کے زبردست شناور اور کرامات و خوارق ان سے بکثرت ظاہر ہوتے تھے۔ سیدنا غوث الاعظمؓ کا فرمان عالی روحانی طور انہوں نے بھی سُنا مگر آپؓ کے مرتبہ کمال کو پہچاننے میں ٹھوکر کھا جانے کے باعث گردن خم کرنے سے انکار کیا جس پر اسی وقت ان کی ولایت سلب ہو گئی۔ مریدین ساتھ چھوڑ گئے۔ شیخ صنعان کا حال بڑا ابتر ہوا یہاں تک کہ وہ ایک ہندو لڑکی پر عاشق ہو گئے۔ لڑکی کے اہلِ خانہ نے شادی کے لیے چند شرائط رکھیں جن میں

سے ایک یہ تھی کہ کچھ عرصہ انہیں، ان کے پالے ہوئے خنزیروں کی نگہبانی کرنی ہو گی۔ یہ کچھ عرصہ خنزیروں کی نگہبانی کرتے رہے۔ بعض مرتبہ ایسا بھی ہوا کہ خنزیر کے چھوٹے بچوں کو انہیں اپنے کندھے پر اٹھا کر دوسری جگہ لے جانا پڑا (جس گردن نے محبوبِ سبحانی سیدنا غوث الاعظمؓ کا مبارک اور بابرکت قدم گوارا نہ کیا۔ اس کی گردن کو خنزیر کا ناپاک پاؤں برداشت کرنا پڑا) جب معینہ مدت پوری ہو گئی تو لڑکی کے گھر والوں نے کہا کہ کل ہم تمہیں خنزیر کا گوشت کھلا کر اپنے مذہب میں داخل کرینگے پھر لڑکی سے تمہاری شادی کر دیں گے۔ اگلے دن اس تقریب کا اہتمام کیا گیا۔ خنزیر کا گوشت کھانے کے لیے شیخ صنعان کے سامنے رکھا گیا۔ ٹھیک اسی لمحے سیدنا غوث الاعظمؓ نے اپنی مجلس میں فرمایا، اللہ کا ایک ولی جس نے میرا قدم اپنی گردن پر گوارا نہ کیا۔ قریب ہے کہ دینِ اسلام سے خارج ہو کر کفر میں داخل ہو جائے۔ شیخ صنعان کا ایک مرید وہاں موجود تھا۔ فوراً سمجھ گیا کہ آپؓ یہ کلام کس کے بارے میں فرما رہے ہیں اس نے بارگاہِ غوثیہ میں فریاد کی۔ سرکار غوثیت مآبؓ کے سامنے پانی رکھا ہوا تھا۔ آپؓ نے ایک چلّو پانی لے کر فضا میں پھینکا تو یہ چھینٹا شیخ صنعان کے منہ پر پڑا اور خوابِ غفلت سے ان کی آنکھ کھل گئی۔ دیکھا کہ سامنے شادی کی تیاریاں ہیں اور خنزیر کا گوشت رکھا ہوا ہے۔ ساتھ ہی ان پر ادراک ہوا کہ ان کی یہ خستہ حالی کس بناء پر ہوئی ہے۔ وہ وہاں سے اٹھے اور بھاگے۔ بارگاہ غوثیت مآب کی طرف رجوع کر کے اپنی غلطی پر نادم ہوئے اور توبہ کی۔ رحمتہ اللعالمین کے نائبِ اعظم سیدنا غوث الاعظمؓ نے ان کی تقصیر معاف فرمائی، ان کے حال پر توجہ کی اور منصبِ ولایت بحال فرما دیا۔

خواجہ بندہ نواز گیسودراز سید محمد حسینیؒ کا واقعہ :

آپ سلسلۂ چشتیہ کے بلند پایہ بزرگوں میں سے ہیں اور خواجہ نصیر الدین چراغ دہلویؒ کے خلیفہ ہیں۔ ایک دفعہ اپنے مریدین و معتقدین کی مجلس میں کہنے لگے کہ سیدنا غوث الاعظمؓ کا جو مقام تھا وہ اپنے وقت میں تھا۔ اس دور میں یہ مقام مجھے حاصل ہے۔ اتنا کہنا تھا کہ نورِ ولایت سے قلب خالی ہو گیا۔ یہ بڑے پریشان ہوئے جس قدر یہ اپنے حال کو برقرار رکھنے کی کوشش کرتے

قلب اتنا ہی تاریک ہوتا جاتا ناچار پیر کامل کو مدد کے لیے پکارا۔ خواجہ نصیر الدین چراغ دہلوی رح روحانی طور پر تشریف لے آئے مگر اپنے خلیفہ کا زائل شدہ حال لوٹانے میں ناکام رہے۔ دونوں نے محبوبِ الٰہی خواجہ نظام الدین اولیاء کی جانب رجوع کیا۔ خواجہ صاحب نے فرمایا یہ زوال سیدنا غوث الاعظم رض کی بارگاہ میں جسارت کے سبب ہے اور میں بھی یہاں تمہاری کوئی مدد نہیں کر سکتا۔ ہاں سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں عرض کرتے ہیں۔ تینوں روحانی طور پر جانِ دو عالم روحِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ معاملہ میرے محبوب فرزند عبدالقادر رض کا ہے۔ اور میں نے انہیں مکمل اختیار دیا ہوا ہے اور میں ان کے معاملات میں مداخلت بھی نہیں کرتا ہوں ہاں البتہ میں اپنی لاڈلی صاحبزادی سے کہتا ہوں کہ وہ تمہارے حق میں سفارش کرے۔ سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا نے سرکار غوثیت مآب رضی اللہ عنہ سے خواجہ بندہ نواز کا قصور معاف کرنے کے لیے کہا۔ سیدنا غوث الاعظم رض نے فرمایا کہ ان کا معاملہ جو سلب ہوا وہ اگرچہ میری طرف سے نہ تھا۔ (یعنی اللہ تعالیٰ کو خواجہ گیسو دراز کی بات ناگوار گزری تھی) لیکن اے مادرِ مہربان کیونکہ آپ رض نے سفارش کی ہے تو یہ رہا ان کا وہ فیض جو انہیں اپنے پیر کامل سے ملا تھا۔ اور اس سے دوگنا میری جانب سے۔ اس واقعہ کے بعد حضرت خواجہ گیسو دراز رح سرکارِ غوثیت مآب رض کے بے حد مداح ہو گئے اور ان کی شان میں کئی کتابیں تحریر فرمائیں جن میں سے ایک رسالہ غوثیہ کی شرح "جواہر العشاق" کے نام سے بے حد مشہور ہے۔

الغرض سیدنا غوث الاعظم رض کا یہ فرمانِ مبارک اولین و آخرین کے تمام اولیاء اللہ کا احاطہ کئے ہوئے ہے اور آنجناب غوثیت مآب رض کو تمام کے تمام اولیاء اللہ پر من کل الوجوہ فضیلت حاصل ہے اور اس بات کا اظہار آپ رض نے قصیدۂ غوثیہ شریف کے اس شعر میں بھی فرمایا۔

فَمَنْ فِی اَوْلِیَاءِ اللّٰہِ مِثْلِیْ وَمَنْ فِی الْعِلْمِ وَالتَّصْرِیْفِ حَالِیْ

پس اولیاء اللہ میں کون ہے جو میرے مثل ہے اور کون ہے جو علم و تصرف

میں میری ہمسری کرے۔ سبحان اللہ! آپ رض کا دعویٰ برحق ہے۔ تمام اولیائے کاملین نے آپ کی تعریف و توصیف کی اور آپ کی غلامی و تابعداری اختیار کی۔ آج تک کسی نے بھی آپ سے برابری یا ہمسری کا دعویٰ نہیں کیا کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے بموجب آپ کی شان اولیاء اللہ میں ایسی ہی ہے جیسی رسول اللہ ص کی انبیاء میں ہے۔ جس طرح کوئی بھی نبی، رسول یا مرسل سید الانبیاء کی برابری و ہمسری کا دعویٰ نہیں کر سکتا بعینہٖ اسی طرح کوئی بھی ولی، قطب یا غوث سید الاولیاء کی برابری و ہمسری کا دعویٰ نہیں کر سکتا اور جو بھی اللہ کا ولی ہے وہ یقیناً آنجناب رض کے زیرِ قدم ہے اور جو آپ رض کے زیرِ قدم نہیں، وہ ولی ہی نہیں۔

طریقہ قادری کی فضیلت

جس طرح آنجناب غوثیت مآب رضی اللہ عنہ تمام اولیاء اللہ کے سردار ہیں اسی طرح آپ کا سلسلہ عالیہ تمام سلاسل کا سردار ہے۔ تمام اولیاء اللہ کو باطنی فیض اور روحانی برکت حضرت پیر محبوب سبحانی سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانیؓ سے حاصل ہے۔ مخزن الاسرار میں فقیر نور محمد قادری سروریؒ تحریر فرماتے ہیں کہ طریقۂ قادری میں نور ذاتی کا فیضان ہے اور دیدارِ حق سبحان کا سبق ملتا ہے۔ سو طریقہ قادری اصل ہے اور باقی طریقے اس کے فروعات اور شاخیں ہیں۔ مرید قادری مقام ناسوت میں جثۂ نفس کے ساتھ دیگر طریقوں کے طالبوں کے درمیان شیر نر کی طرح نمودار ہوتا ہے اور فضائے عالم قدس میں جس وقت پرواز کرتا ہے تو دیگر طائرانِ عالم بالا میں بازِ اشہب یعنی سفید باز کی مانند سب سے بلند اور غالب صورت میں جلوہ نما ہوتا ہے۔ اسی لیے قادری فقیر دیگر طریقوں کے اولیاء اللہ کے حالات و مقامات سلب کر سکتا ہے لیکن مرید قادری کو کسی طریقے والا سلب نہیں کر سکتا۔ کیونکہ ذاتی نور کو دائمی کمال ہوتا ہے اور اسے کسی حالت میں زوال نہیں آتا۔ آج کل دوسرے طریقوں کو خصوصاً نقشبندیہ اور طریقۂ چشتیہ کو ہمارے ملک میں فروغ ہے اور طریقہ قادری کے سالک بہت کم ملتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ طریقۂ قادری کی نسبت بہت ارفع اور بلند ہے اور فی زمانہ دین سے بے بہرہ، نفسانی اور ناکارہ لوگوں کو اس ارفع و اعلیٰ نسبت تک رسائی نہیں ہے اور نہ اس زمانے کے لوگوں میں اس ذاتی نور کے حصول کی توفیق اور استعداد موجود ہے۔ عام مشاہدے کی بات ہے کہ کالج اور یونیورسٹیاں بہت تھوڑی ہوتی ہیں۔ جبکہ پرائمری مدارس ہر گاؤں اور ہر قریہ میں ہوتے ہیں۔ جنگلوں میں کمزور اور بزدل جانوروں کے گلے کے گلے پھرتے نظر آتے ہیں لیکن شیر کوئی خال خال ملتا ہے۔ فضا میں دیگر پرندوں کے جھنڈ کے جھنڈ

ہر وقت سروں پہ گزرتے دکھائی دیتے ہیں۔ لیکن باز خصوصاً بازِ اشہب تو کہیں بہت قلیل دیکھنے میں آتا ہے۔ سو کمزور جانوروں اور پرندوں کے گلے اور جھنڈ بنانا ان کی کمزوری اور بزدلی کی علامت ہے لیکن شیر اور باز اکیلے اور الگ رہتے ہیں۔ اکثر زمانے میں دیگر طریقوں کے بعض خام، ناتمام، کور چشم، حاسد اور تہی دست طالبان سلوک کے سامنے جب یہ بات کہی جاتی ہے کہ سیدنا غوث الاعظمؓ کا فرمان قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰهِ ماضی، حال اور مستقبل ہر زمانے میں جاری اور ساری ہے اور اُمت کے سب اولین اور آخرین اولیاء اللہ کی گردنوں پر آپؓ کا قدم ہے اور آپ خاتم الاولیاء اور غوثِ دوام ہیں تو وہ غضبناک ہو کر کہتے ہیں کہ ان کا قدم اپنے زمانے کے اولیاء اللہ کی گردنوں پر ممکن ہے، سب اولین و آخرین اولیاء اللہ کی گردن پر نہیں ہو سکتا جبکہ تمام طریقوں کے کامل سالک اور خدا رسیدہ مشائخ بھی آنحضرت قدس سرہٗ کے اس قول کو دل و جان سے تسلیم کرتے ہیں۔ چنانچہ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ چشتیہ سلسلے کے ایک بڑے پائے کے بزرگ حضرت خواجہ سلیمان تونسویؒ کی حیاتِ مبارک میں آپ کے چند ارادتمند آپ کی زیارت کے لیے تونسہ شریف جا رہے تھے کہ اتفاقاً ایک مرید قادری بھی آپ کی زیارت کے واسطے ان کے ہمراہ روانہ ہوا۔ دورانِ گفتگو سیدنا غوث الاعظمؓ کے اس قولِ مبارک کا ذکر آیا۔ مرید قادری نے کہا کہ آنجنابؓ کا قدم مبارک جملہ اولین و آخرین اولیاء اللہ کی گردنوں پر ہے۔ سلمان تونسویؒ کے مریدوں نے کہا ہمارے پیر و مرشد کی گردن پر نہیں ہے کیونکہ ہمارے پیر اس زمانے کے غوث ہیں۔ جب تونسہ شریف پہنچے تو قادری مرید نے سارا واقعہ حضرت سلمان تونسویؒ کو سنا دیا۔ آپ نے دریافت فرمایا کہ حضرت شیخ کا قدم مبارک محض اولیائے کرام کی گردنوں پر ہے یا عام لوگوں کی گردنوں پر بھی ہے۔ قادری مرید نے کہا صرف اولیائے کرام کی گردنوں پر ہے، عوام اس سے مستثنیٰ ہیں۔ تب شیخ سلیمان تونسویؒ جلال میں آئے اور کہا "یہ کم بخت مرید مجھے ولی اللہ تسلیم نہیں کرتے ورنہ حضور غوثِ پاکؓ کا قدم مبارک میری گردن پر ضرور تسلیم کرتے۔" سو واضح ہو کہ جن لوگوں کے پاس باطنی دولت اور روحانی نعمت ہے، وہ ہرگز ایسا کلمہ

منہ سے نہیں نکالتے کہ جو اس نعمت کے زوال اور اس دولت کے سلب ہونے کا موجب ہو۔

حضرت غریب نوازؒ کا ارشاد:

سلسلہ چشتیہ کے سب سے بڑے بزرگ اور سردار حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ فرماتے ہیں کہ جب میرے کان میں آنحضرت رضی اللہ عنہ کے اس فرمان قدمِی هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ كُلِّ وَلِیِّ اللّٰهِ کی ندائے غیبی پہنچی تو میں نے باطنی طور پہ بغداد شریف کی طرف پرواز کی سیدنا غوث الاعظمؓ کے حضور حاضر ہو کر چت لیٹ کر زمین پہ سر رکھا اور عرض کیا عَلٰی حَدَقَةِ عَیْنِیْ یعنی آپ کا قدم مبارک میری آنکھ کی پتلی پہ ہو چنانچہ اسی ادب اور تعظیم کے سبب آپ کو ہند کی سلطنت ملی اور منقول ہے کہ سفرِ حج میں آپ کے پیر حضرت عثمان ہارونیؒ کا جب وصال ہونے لگا تو انہوں نے حضرت خواجہ صاحب کو آخری وصیت فرمائی کہ آپ بغداد جائیں۔ وہاں سرکار محبوبِ سبحانی کی خدمت میں رہیں اور ان سے فیض حاصل کریں چنانچہ حضرت خواجہ غریب نوازؒ بغداد شریف گئے اور آپؓ کی خدمت میں رہے اور آپؓ سے فیض حاصل کیا۔ خواجہ صاحب نے سیدنا غوث الاعظمؓ کی شان میں ایک منقبت بھی پیش کی ہے جس کے چند اشعار پہلے گزر چکے ہیں، مقطع میں آپ فرماتے ہیں۔

معین کہ غلامِ نام تو شد ، دریوزہ گر اکرام تو شد
شد خواجہ ازاں کہ غلام تو شد، دارد طلبِ تسلیم و رضا

یعنی معین جو کہ آپ کے نام کا غلام ہے، آپ کے اکرام کا منگتا ہے اور آپ کی غلامی کا شرف حاصل ہوتے سے خواجہ بن گیا۔ آپ کی تسلیم و رضا کا طالب ہے

امام ربانی شیخ مجدد الف ثانیؒ کا فرمان:

حضرت مجدد الف ثانیؒ اپنے مکتوبات میں فرماتے ہیں کہ "قطبیت کا مرتبہ اہلِ بیتِ اطہار اور معروف ائمہ کے بعد کسی کو اصالتاً یعنی اصلی اور حقیقی طور پہ نہیں ملا۔ بلکہ ان کے بعد ہر ایک قطب بطور نیابت کے قطبیت کا کام کرتا رہا یعنی ہر

ایک قطب ائمہ اطہار کا نائب اور خلیفہ بن کر کام کرتا رہا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے بازِ اشہب حضرت شیخ عبد القادر جیلانیؓ کا وجود مسعود ظاہر فرمایا۔ چنانچہ آپؓ کو قطبیت اصالتاً اور حقیقتاً عطا ہوئی اور اب جو شخص آپؓ کے بعد قطب بنے گا وہ آپ کا نائب بن کر قطبیت کا کام سرانجام دے گا۔ یہاں تک کہ حضرت امام مہدیؑ کا ظہور ہو جائے گا۔ تب قطبیت کا مرتبہ اصالتاً انہیں تفویض ہوگا۔ جیسا کہ سیدنا غوث الاعظمؓ نے فرمایا۔

اَفَلَتْ شُمُوْسُ الْاَوَّلِیْنَ وَشَمْسُنَا ۔ اَبَدًا عَلٰی فَلَكِ الْعُلٰی لَا تَغْرُبُ

یعنی تمام متقدمین اولیائے کاملین کے سورج غروب ہو گئے ہیں لیکن ہمارا آفتابِ عالمتاب ابدالآباد تک فلک الافلاک پہ تاباں اور درخشاں رہے گا۔

حضرت مجدد الفِ ثانیؒ اپنے مکتوبات میں مزید تحریر فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کے دو طریقے ہیں۔ ایک طریقہ نبوت کا، اس طریقے سے انبیاء علیہم السلام بغیر کسی وسیلے کے اللہ تعالیٰ تک پہنچ جاتے ہیں۔ اور یہ طریقہ خاتم النبیین حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ گرامی پہ ختم ہو چکا ہے۔ دوسرا طریقہ ولایت کا ہے۔ اس طریقہ پہ چلنے والے اللہ تعالیٰ تک بالواسطہ پہنچتے ہیں اور یہ اقطاب، اوتاد، ابدال اور اولیاء ہیں۔ اس طریقے میں واسطہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ ہیں اور یہ منصبِ عالی آپ ہی کی ذاتِ گرامی سے متعلق ہے۔ جب حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا وصال ہوا تو یہ منصب حسنین کریمین کے حوالے کر دیا گیا، ان کے بعد ترتیب وار اماموں کو یہ منصب ملتا رہا۔ ائمہ کرام میں سے ہر ایک کے زمانے میں لوگوں کو ان کی وساطت سے فیض پہنچتا رہا اور جب سلطان الاولیاء غوث الارض والسماء محی الدین شیخ عبد القادر جیلانیؓ کی باری آئی تو یہ منصبِ عالی اصالتاً آپؓ کے حوالے کر دیا گیا اور ہمیشہ آپ ہی کی وساطت سے ولایت کا فیض غوث، قطب، ابدال نجباء اور اولیاء کو پہنچتا رہے گا۔ اور آپؓ نے اسی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا ہے۔

اَفَلَتْ شُمُوْسُ الْاَوَّلِیْنَ وَشَمْسُنَا ۔ اَبَدًا عَلٰی فَلَكِ الْعُلٰی لَا تَغْرُبُ

ہمارے اگلوں کے سورج ڈوب چکے ہیں لیکن ہمارا سورج ہمیشہ ہمیشہ بلندی کے آسمان پر رہے گا، غروب نہ ہوگا۔

سالار نقشبندیہ تو سیدنا غوث الاعظمؓ کو غوثِ دوام مانتے ہیں مگر افسوس آج مجدد صاحب کے سلسلے والے، خواجگانِ نقشبند کے بغیر کسی اور کو خیال میں نہیں لاتے۔

خواجہ بہاء الدین نقشبندیؒ کا مستفیض ہونا:

شیخ عبد اللہ بلخیؒ اپنی کتاب خوارق الاحباب فی معرفتِ الاقطاب میں لکھتے ہیں کہ ایک روز سیدنا غوث الاعظمؓ بخارا کی جانب متوجہ ہوئے اور ہوا کو سونگھا اور فرمایا میرے وصال کے ڈیڑھ سو سال بعد ایک مرد قلندر بخارا کی سرزمین میں پیدا ہوگا جو میری خاص نعمت سے بہرہ ور ہوگا۔

منقول ہے کہ خواجہ بہاء الدین نے اپنے مرشد سے اسم ذات کے ورد کی تلقین لی اور ورد میں مشغول ہوگئے مگر قلب پر اسم ذات کا نقشہ نہ جما۔ آپ ایک روز کمہار کے ہاں بیٹھے اسی کی مشق فرما رہے تھے کہ سیدنا غوث الاعظمؓ کی سواری اوپر سے گزری۔ آپؓ نے خواجہ صاحب پر توجہ فرمائی جس کے سبب اسم ذات نہ صرف ان کے قلب پر نقش ہوگیا بلکہ آپکی توجہ کا اثر اس قدر شدید تھا کہ کمہار کے بنتے ہوئے مٹی کے برتنوں پر بھی اسم ذات منقش ہو گیا پھر خواجہ صاحب کی ملاقات خضرؑ سے ہوئی۔ خواجہ صاحب نے اسم اعظم کے بارے میں پوچھا تو خضرؑ نے فرمایا آپ اسم اعظم سرکار محبوبِ سبحانی سے حاصل کریں کہ میں نے بھی آنجنابؓ سے حاصل کیا ہے۔ خضر علیہ السلام نے فرمایا اس مقصد کے لیے آپ سونے سے پہلے یہ کلام پڑھا کریں "الغیاث الغیاث یا محبوب سُبحانی" اے محبوب سبحانی میری مدد فرمائیں، میری مدد فرمائیں۔ چنانچہ خواجہ صاحب سید الاولیاء غوث الارض والسماء کی جانب متوجہ ہوئے اور یہ ورد شروع کردیا۔ خواب میں قسمت جاگ اٹھی۔ سیدنا غوث الاعظمؓ کی زیارت نصیب ہوئی اور آپؓ نے اسم اعظم عطا فرمادیا۔ خواجہ صاحب کی یہ رباعی آج بھی سرکار کے روضہ پر مرقوم ہے۔

بادشاہِ ہر دو عالم شاہ عبدالقادر است — سرورِ اولادِ آدم شاہ عبدالقادر است
آفتاب و ماہتاب و عرش و کرسی و قلم — نورِ قلب از نورِ اعظم شاہ عبدالقادر است

حضرت شاہ ولی اللہؒ کا بیان:

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ "ہمعات" میں فرماتے ہیں کہ اولیائے امت اور ارباب سلاسل میں سے راہِ جذب کی تکمیل کے بعد جو اس نسبت اویسیہ کی طرف سب سے زیادہ مائل اور اس مرتبہ پر بدرجہ اتم فائز ہوئے ہیں، وہ حضرت شیخ محی الدین سیدنا عبدالقادر جیلانیؓ ہیں۔ اسی لئے مشائخ نے کہا ہے کہ وہ اپنی قبر شریف میں زندوں کی طرح تصرف فرماتے ہیں۔

نیز شاہ ولی اللہؒ "تفہیمات" میں لکھتے ہیں کہ سلسلہ قادریہ، نقشبندیہ اور چشتیہ کی الگ الگ خاصیت سمجھی گئی ہے۔ سلسلۂ قادریہ میں اگرچہ تعلیم شیخ ہی سے ہوتی ہے تاہم یہ سلسلہ طریقہ اویسیہ روحانیہ کا مظہر ہے۔ اس سلسلے میں مشائخ کے ساتھ تعلق اور مشائخ کی توجہ طالب کی طرف اس قدر ہوتی ہے کہ دوسرے سلاسل میں نہیں پائی جاتی اور یہ امر ظاہر و عیاں ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانیؓ کو عالم میں اثر و نفوذ کا ایک خاص مقام حاصل ہے اس لیے انہیں وصال کے بعد ملاء اعلیٰ کی ہیئت حاصل ہوگئی ہے اور ان میں وہ وجود منعکس ہوگیا ہے جو تمام عالم میں جاری و ساری ہے لہٰذا ان کے طریقے (سلسلۂ قادریہ) میں بھی ایک خاص روح اور زندگی پیدا ہوگئی ہے۔

خواجہ شہاب الدین سہروردیؒ کا مستفیض ہونا:

بہجۃ الاسرار میں شیخ شہاب الدین سہروردیؒ سے منقول ہے۔ آپؒ فرماتے ہیں۔ میں ابتداء میں علم کلام کا بہت شوقین تھا اور میں نے علم کلام کی بہت سی کتابیں حفظ کرلیں تھیں۔ میرے چچا مجھے اس سے باز رکھتے لیکن مجھ پر اس کا کچھ اثر نہ ہوتا تھا بالآخر ایک روز میرے چچا مجھے لے کر سیدنا غوث الاعظمؓ کی زیارت کو گئے اور راستے میں مجھے کہا اے عمر! آج میں تمہیں ایک ایسی مبارک ہستی کے پاس لے جارہا ہوں جس کا دل اللہ تعالیٰ سے خبر دیتا ہے۔ وہاں حسنِ ادب سے رہنا تاکہ ہم خالی ہاتھ نہ آئیں۔ چنانچہ جس وقت ہم آنحضرت رضی اللہ عنہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تو میرے چچا نے آپؓ سے عرض کیا، یہ میرا بھتیجا عمر ہے۔

یہ علمِ کلام میں مشغول ہے۔ میں اس کو منع کرتا ہوں لیکن یہ باز نہیں آتا۔ آپؓ نے فرمایا اے عمر! تم نے کون کون سی کتابیں حفظ کی ہیں۔ میں نے کتابوں کے نام بتائے۔ تب آپؓ نے اپنا دستِ مبارک میرے سینے پر پھیرا تو خدا کی قسم سارا علمِ کلام میرے سینے سے محو ہو گیا۔ اور مجھے ایک لفظ بھی یاد نہ آ رہا۔ پھر آپؓ نے دوبارہ میرے سینے پہ ہاتھ پھیرا۔ جس سے میرے سینے میں نورِ معرفت چمک اٹھا اور علمِ لُدنی سے میرا سینہ بھر گیا۔ آپؓ نے مجھ سے فرمایا اے عمر تم عراق کے مشہور بزرگوں میں سب سے آخر ہو گے۔ جب میں آپؓ کے پاس سے اٹھا تو حکمت کی باتیں کرنے لگا۔

شیخ شہاب الدین سہروردیؒ سے منقول ہے۔ فرمایا میں اپنے چچا حضرت ابو النجیب سہروردی کے ہمراہ سنہ ۵۶۰ھ میں حضور غوث الثقلین کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا۔ میرے چچا نے آپ کا بے حد ادب ملحوظ رکھا اور آپؓ کے سامنے گوش بے زبان بن کر بیٹھ گئے۔ مدرسہ نظامیہ سے واپسی میں، مَیں نے اپنے چچا سے پوچھا کہ میں نے آپ کو کسی اور کا اس قدر ادب و احترام کرتے نہیں دیکھا۔ جس قدر سیدنا غوث الاعظمؓ کا، اس کی وجہ کیا ہے؟۔ فرمایا کہ میں آنجنابؓ کا کس طرح ادب نہ کروں جبکہ آنجنابؓ کی ذاتِ پاک کو بہ تحقیق جملہ عوالم میں تصرف کا اختیار دیا گیا ہے اور عالمِ ملکوت میں آپؓ کی ذاتِ اقدس پر فخر کیا جاتا ہے اور میں اس ہستی کا ادب کیسے نہ کروں جس کو میرے مولا نے میرے قلب میں اور میرے حال میں تصرف کرنے کا کلّی اختیار دیا ہے بلکہ آنجنابؓ جملہ اولیاء کے قلوب و احوال میں متصرف ہیں۔ اگر چاہتے ہیں تو ان کے احوال سلامت رہتے ہیں اور اگر نہیں چاہتے تو ان کے احوال سلب کر لیتے ہیں۔

شہاب الدین سہروردیؒ کا خواب:

شہاب الدین سہروردیؒ سے منقول ہے کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ قیامت قائم ہو گئی ہے۔ انبیاء اور اولیا مؤقف کی طرف جا رہے ہیں جن میں انبیاء کے سردار حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پیش پیش ہیں اور آپؐ کے پیچھے آپ کی

کی اُمت، کثرت میں سیل کی مانند ہے، آپ کی اُمت میں، میں نے کئی شیوخ دیکھے جن کے چہروں کے انوارات مختلف تھے لیکن ایک بزرگ سب سے فاضل تر نظر آئے۔ پوچھا یہ کون ہیں؟۔ تو بتایا گیا کہ یہ سید الاولیاء غوث الثقلین شیخ عبدالقادر جیلانیؓ ہیں۔ شیخ شہاب الدین کے ایک خلیفہ شیخ نجم الدین تفلیسیؒ فرماتے ہیں، مجھے میرے شیخ نے چالیس روز چلّے اور خلوت میں بٹھایا۔ اس خلوت کی آخری شب میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک زر و جواہر کا بہت بڑا حوض ہے جو ایک نہر کے ذریعے ایک بحرِ ناپیدا کنار سے منسلک ہے۔ اس حوض کے کنارے شیخ شہاب الدین سہروردیؒ لوگوں میں وہ زر و جواہر تقسیم فرما رہے ہیں۔ جب اس حوض میں کچھ کمی ہونے لگتی ہے تو سمندر سے ایک لہر اٹھتی ہے اور اس حوض کو پھر لبریز کر دیتی ہے اور یہ سلسلہ جاری رہتا ہے۔ اگلے روز جب میں نے چاہا کہ اپنے شیخ کو اس خواب سے مطلع کر دوں تو انہوں نے مجھ سے پیشتر فرمایا، اے نجم الدین! یہ میرا فیض ہے جو میں تقسیم کر رہا ہوں اور جو بحرِ ناپیدا کنار تم نے دیکھا، وہ سیدنا غوث الاعظمؓ کا فیضان ہے یعنی میری نسبت ایک ایسے بحرِ ناپیدا کنار سے ہے جس میں کبھی فیض و فیضان ختم ہو ہی نہیں سکتا اور اس کے علاوہ بھی بے شمار نعمتیں مجھے اپنے شیخ سیدنا عبدالقادر جیلانیؓ کی نظرِ عنایت سے حاصل ہوئی ہیں۔ شہاب الدین سہروردیؒ کے ایک خلیفہ حضرت بہاء الدین ذکریا ملتانیؒ جو ہندوستان میں سلسلہ سہروردیہ کے بانی ہیں، فرماتے ہیں مجھے اپنی جملہ عبادات و طاعات میں سے کسی پہ بھی بھروسا نہیں، مجھے جس بات پر اپنی نجات کی امید ہے وہ سیدنا غوث الاعظمؓ کا یہ فرمان ہے طُوبٰی لِمَنْ رَاٰنِیْ اَوْ رَاٰی مَنْ رَاٰنِیْ وَیَا حَسْرَۃً عَلٰی مَنْ لَّمْ یَرَنِیْ خوشخبری ہے اس کے لیے جس نے مجھے دیکھا یا میرے دیکھنے والے کو دیکھا اور اس پہ سخت افسوس ہے جس نے مجھے نہیں دیکھا۔ سو میں نے اپنے شیخ شہاب الدین سہروردی کو دیکھا اور انہوں نے حضرت محبوب سبحانیؓ کو دیکھا لہٰذا میں آنجنابؓ کے اس فرمانِ حق ترجمان کی بشارت میں شامل ہوں۔

شیخ عبداللہ جبلیؒ کا بیان :

شیخ ابو القاسم بطایحی حداویؒ فرماتے ہیں، میں ایک دفعہ جبلِ لبنان میں اولیائے جبل کی زیارت کو گیا۔ وہاں میری ملاقات شیخ عبداللہ جبلیؒ سے ہوئی میں نے پوچھا، آپ یہاں کتنے عرصے سے مقیم ہیں؟۔ فرمایا، ساٹھ برس سے۔ میں نے پوچھا کہ آپ نے اس کوہ میں کیا عجائبات دیکھے؟۔ فرمایا ایک رات میں نے اولیائے جبل کو دیکھا کہ گروہ در گروہ عراق کی جانب پرواز کرتے ہیں۔ میں نے پوچھا تو بتایا کہ خضر علیہ السلام نے ہمیں حکم دیا ہے کہ قطب کی خدمت میں حاضر ہوں، ان سے اجازت لے کر میں بھی ان کے ہمراہ شامل ہوگیا۔ تھوڑی دیر میں ہم سیدنا غوث الاعظمؓ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔ تمام اولیاء آپ کے رُوبرو صف باندھ کر ادب سے کھڑے ہوگئے۔ آپؓ اکابر اولیائے جبل کو احکام دیتے اور وہ یاسیدنا یاسیدنا کہہ کر تعمیل کرتے پھر آپ نے انہیں رُخصت کیا، جب واپسی میں وہ ہوا پر بلند ہوئے تو میں بھی ان کے ہمراہ تھا۔ میں نے کہا میں نے اس سے پہلے کبھی تم کو کسی ولی کا اس قدر ادب کرتے نہیں دیکھا، نہ ایسی جلدی کسی کے حکم کی تعمیل کرتے دیکھا تو کہنے لگے، اے برادر! ہم کس طرح ادب نہ کریں کہ آنحضرت نے بامرِ الٰہی فرمایا ہے۔ قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ كُلِّ وَلِیِّ اللّٰهِ اور ہمیں آپ کی اطاعت کا حکم ہوا ہے۔

الغرض ہر سلسلے کے اکابر اور کامل ترین اولیاء سرکار غوثیت مآبؓ کی فضیلت کے معترف رہے ہیں اور اسی بناء پر آپ کا طریقہ قادری بھی تمام سلاسل کا سردار ہے اور سب پر فضیلت رکھتا ہے۔ لوگ دوسرے سلاسل سے خرقہ حاصل کر کے اس سلسلے میں استفادہ کے لیے داخل ہوسکتے ہیں لیکن کوئی طالب یا مرید قادری سلسلہ چھوڑ کر اس سے کمتر کسی سلسلہ میں نہیں جا سکتا اور اگر جاتا ہے تو اس کی مثال ایسے ہے جیسے کوئی سمندر کو چھوڑ کر نہر کے پاس جاتا ہے۔ مرید قادری کو فتح اس کے قادری پن کے سبب ہے اگر وہ کسی اور سلسلے میں چلا جاتا ہے تو اس کی برکت سلب ہوجاتی ہے اور کاملین کی نظروں

میں وہ مُرید نہیں مَرید (مردُود) ہو جاتا ہے۔ کسی بھی طریقے کی انتہا، طریقۂ قادری کی ابتداء کو نہیں پا سکتی۔ خواہ دوسرے طریقے میں کوئی کس قدر ہی ریاضت کیوں نہ کرے۔ دوسرے طریقے بمنزلہ چراغ کے ہیں۔ جنہیں نفسانی، شیطانی اور دنیاوی آفتوں اور بلاؤں کی ہوا بجھا سکتی ہے لیکن طریقۂ قادری آفتاب کی طرح روشن ہے۔ اس کو مخالف ہواؤں کا ڈر نہیں۔ مرید قادری دوسرا طریقہ اختیار کرنے سے بے نصیب ہو جاتا ہے مرید قادری کا اس قدر عظیم الشان نسبت چھوڑ کر دوسروں کی طرف رجوع کرنا گمراہی ہے جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ ہمیں ہر سلسلے سے خلافت حاصل ہے یا ہم قادریہ سلسلے سے تکمیل کے بعد دوسرے جگہوں سے بھی مستفید ہوئے ہیں، ان کا دعویٰ باطل ہے کیونکہ جس شخص کو صحیح معنوں میں طریقۂ قادری حاصل ہو وہ کسی دوسرے طریقے کا محتاج نہیں رہتا کہ جہاں شیر ہو وہاں کوئی اور جانور نہیں رہ پاتا۔ کس قدر حیرت کی بات ہے لوگ یہ جانتے ہوئے کیسے اوروں کی طرف رجوع کر جاتے ہیں کہ تمام کے تمام اولیاء خواہ وہ کسی بھی سلسلے کے ہوں سیدنا غوث الاعظمؓ سے استفادہ کرتے ہیں اور بغیر ان کی کرم نوازی کے ولایت اور وصلِ الٰہی تک پہنچ نہیں سکتے۔ اور سرکار کا یہ فیضان ابدالآباد تک جاری و ساری ہے۔ اس بات کو جاننے کے بعد کوئی احمق سے احمق بھی اس برگزیدہ ترین شیخ کا دامن چھوڑنے کا سوچ بھی نہیں سکتا جو بشارات آنجنابؓ نے اپنے مریدین کو دی ہیں اور جن باتوں کا آپ نے ذمہ لیا ہے اس کی مثال کسی بھی سلسلے یا کسی بھی شیخ میں نہیں مل سکتی۔

مریدین کیلئے بشارات

مریدین کے لئے دعا :

شیخ ابو النجیب سہروردی کا بیان ہے کہ شیخ حماد دباس رحؒ کی خلوت گاہ سے اکثر گن گناہٹ کی آواز آتی تھی۔ سرکار غوثیت مآب ان دنوں نوجوان تھے۔ انہوں نے استفسار فرمایا تو شیخ حماد دباس رحؒ نے فرمایا کہ میرے بارہ ہزار مریدین ہیں۔ میں ہر شب نام بنام ان کی حاجت روائی کے لیے اللہ تعالیٰ سے دُعا کرتا ہوں اور ان کے گناہوں کی مغفرت کے لیے دُعا کرتا ہوں۔ سرکار غوثیت مآب رضؓ نے یہ سن کر فرمایا کہ "اگر مجھے قرب الٰہی حاصل ہوجائے تو میں اللہ تعالیٰ سے یہ وعدہ لے لوں گا کہ قیامت تک میرا کوئی مرید بغیر توبہ کے نہ مرے اور میں ان سب کا ضامن بھی بن جاؤں گا۔" حضرت شیخ حماد دباس رحؒ نے فرمایا کہ مجھے اس بات کا مشاہدہ کرایا گیا کہ سیدنا غوث الاعظم رضؓ کی یہ درخواست بارگاہ الٰہی میں قبول ہوگئی ہے۔ یہ واقعہ ۵۰۸ھ کا ہے۔

جب سرکار غوثیت مآب رضؓ کا عروج کمال کو پہنچا تو شیخ سہل بن عبداللہ تستری رحؒ فرماتے ہیں کہ آپ ایک مرتبہ اہلِ بغداد کی نظروں سے اوجھل ہوگئے۔ لوگ آپ کو تلاش کر رہے تھے کہ ہاتفِ غیبی سے ندا سُنی کہ دجلہ کی طرف آپ کو تلاش کرو۔ لوگ دجلہ کیطرف گئے تو دیکھا کہ حضرت شیخ رضی اللہ عنہ پانی کے اُوپر چلتے ہوئے ان کی جانب آرہے ہیں۔ اور دریا کی مچھلیاں بکثرت آپ کو سلام کرنے حاضر ہو رہی ہیں اور آپ کے اقدام مبارک کو بوسے دے رہی ہیں۔ اسی اثناء میں نمازِ ظہر کا وقت ہوگیا اور ایک بھاری جاء نماز تختِ سلیمانی کی طرح ہوا میں معلق ہوکر بچھ گئی۔ جو سبز رنگ کی تھی اور سونے اور چاندی کے تاروں سے مرصع تھی۔ اس کے اوپر دو سطریں لکھی تھیں۔ پہلی سطر میں اَلَآ اِنَّ

اَوْلِیَاءَ اللّٰہِ لَاخَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ ؕ اور دوسری سطر میں سَلَامٌ عَلَیْکُمْ اَھْلَ الْبَیْتِ اِنَّہٗ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ؕ لکھا ہوا تھا۔ اتنے میں بہت سے لوگ آئے جن کے چہروں سے وجاہت ٹپکتی تھی، وہ سب کے سب جاء نماز کے برابر کھڑے ہوگئے، ان لوگوں پہ گریہ وزاری کا عالم طاری تھا۔ سیدنا غوث الاعظم رضؓ نماز پڑھانے کے لیے آگے بڑھے۔ اس وقت عظمت و ہیبت کا عجیب سماں تھا۔ جب حضرت شیخ تکبیر کہتے تو حاملینِ عرش بھی آپکے ہمراہ تکبیر کہتے۔ جب تسبیح پڑھتے تو ساتوں آسمان کے فرشتے آپ کے ساتھ تسبیح پڑھتے۔ جب آپ رضؓ سمع اللہ لمن حمدہ پڑھتے تو آپ کے لبوں سے سبز رنگ کا نور نکل کر آسمان کی طرف جاتا۔ نماز سے فراغت کے بعد آپ رضؓ نے اس طرح دعا مانگی۔ اے میرے پروردگار میں تیری درگاہ میں تیرے محبوب اور بہترین خلائق حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو وسیلہ بنا کر دعا کرتا ہوں کہ تو میرے مریدوں کی اور میرے مریدوں کے مریدوں کی جو کہ میری طرف منسوب ہوں رُوح قبض نہ فرمانا مگر توبہ پر۔ حضرت سہل رحؒ فرماتے ہیں کہ ہم نے آپ رضؓ کی دُعا پر فرشتوں کے ایک بہت بڑے گروہ کو آمین کہتے سُنا۔ جب آپ رضؓ دُعا ختم کر چکے تو پھر ہم نے یہ ندا سُنی کہ تم کو خوشخبری ہو کہ ہم نے تمہاری دُعا قبول کر لی ہے۔

شیخ عبدالرزاق رحؒ فرماتے ہیں کہ سیدنا غوث الاعظم رضؓ نے فرمایا کہ مجھے ایک صحیفہ دیا گیا جس میں قیامت تک آنے والے میرے اصحاب اور مریدوں کے نام درج ہیں اور مجھ سے حق تعالیٰ نے فرمایا کہ ان سب کو میں نے تمہارے سبب بخش دیا ہے اور آپ رضؓ نے فرمایا کہ میں نے مالک داروغۂ جہنم سے پوچھا کیا تمہارے پاس میرا کوئی مرید ہے۔ اس نے جواب دیا ہرگز نہیں۔ آپ رضؓ کے مرید کو جہنم سے کیا سروکار، آپ رضؓ نے فرمایا پروردگار کے عزت وجلال کی قسم، میرا دستِ حمایت میرے مریدوں پہ ایسا ہے۔ جیسا آسمان زمین کے اوپر۔ اگر میرا مرید اچھا نہیں تو میں تو اچھا ہوں۔ جلالِ پروردگار کی قسم جب تک میرے تمام مرید جنت میں نہیں چلے جائیں گے، میں جنت میں نہیں جاؤں گا۔ اور آپ رضؓ نے فرمایا میں ضامن ہوں۔

اپنے مرید کا۔ اور اس کے کُل امور کا۔ اور آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں ضامن ہوں اس بات کا کہ میرے مریدوں میں سے کوئی مرید بھی بغیر توبہ کے نہیں مرے گا۔ اور آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں اپنے مرید کی دستگیری کرتا رہوں گا۔ اگرچہ وہ سواری سے گرے اور آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر میرے مرید کا سَتر مغرب میں کھل جائے اور میں مشرق میں ہوں، تب بھی میں اس کی پردہ پوشی کروں گا۔ اور آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا خوش نصیب ہیں وہ جنہوں نے مجھے دیکھا یا میرے دیکھنے والے کو دیکھا اور حسرت ہے ان لوگوں پر جنہوں نے مجھے نہیں دیکھا۔

شیخ ابوالحسن علی بن الہیتی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ کسی شیخ کے مرید اس قدر نیک بخت نہیں جس قدر نیک بخت سیدنا عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے مرید ہیں۔

شیخ ابوسعید قیلوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جو بھی سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ سے اپنی نسبت و تعلق کو قائم کرلے یقیناً نجات پا جائے۔

شیخ بقا ابن بطو رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں نے شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے مریدوں کو نیک بختوں کے لشکر میں دیکھا کہ ان کی پیشانیاں اور ہاتھ پاؤں چمک رہے ہیں۔

شیخ بقا ابن بطو سے منقول ہے کہ کسی شخص نے سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ آپ کے مریدوں میں پرہیزگار بھی ہوں گے اور گنہگار بھی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ پرہیزگار میرے لیے ہیں اور میں گنہگاروں کے لئے ہوں۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اخبارالاخیار میں لکھتے ہیں کہ حضور غوث الثقلین رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہر زمانے میں میرا ایک زبردست مرید ہوتا ہے جس کا مقابلہ نہیں کیا جاسکتا۔ ہر لشکر میں میرا ایک سلطان ہے جس کی مخالفت نہیں کی جاسکتی اور ہر مرتبہ میں میرا ایک خلیفہ ہے جو معزول نہیں کیا جاسکتا اور آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا، تم اللہ سے میرے وسیلے سے سوال کرو، تمہاری حاجت پوری کی جائے گی اور جو شخص مصیبت میں مجھ سے امداد طلب کرے، اس کی مصیبت دور کی جاتی ہے۔

ابراہیم ابن سعد سے مروی ہے کہ سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ نے قاہرہ کے دارالحدیث میں ۱۰، ذیقعد ۶۳۹ ھ میں فرمایا" منصور حلاج رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی حیثیت سے بلند دعویٰ

کیا اور اپنی طاقت سے اونچی اڑان کی، جس کے نتیجے میں شریعت کی قینچی سے ان کے پروں کو کاٹ دیا گیا۔ یہ لغزش ان سے ایسے وقت میں ہوئی جب انہیں کوئی سنبھالنے والا نہ تھا۔ اگر میں اس وقت ہوتا تو ضرور انہیں سنبھال لیتا جس طرح میں اس وقت اپنے فیض یافتہ مریدین اور متوسلین کی لغزش کرنے والی سواریوں کو سنبھالتا ہوں اور قیامت تک سنبھالتا رہوں گا۔

شیخ المحدثین اور محقق علی الاطلاق حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مشائخ سے منقول ہے کہ ایک مرتبہ سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ اگر کسی نے آپ رضی اللہ عنہ سے بیعت نہ کی ہو مگر آپ کا ارادتمند ہو اور اپنے آپ کو آنجناب رضی اللہ عنہ سے منسوب کرتا ہو، تو کیا ایسا شخص آپ رضی اللہ عنہ کے مریدین میں شمار ہوگا اور ان فضیلتوں میں شریک ہوگا کہ نہیں؟۔ سرکار محبوب سبحانی رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا۔ جس کسی نے بھی اپنے آپ کو میری طرف منسوب کیا اور میرے ارادتمندوں کے حلقے میں شامل ہوگیا حق تعالیٰ اس کو قبول فرماتا ہے اور اس پر رحمت نازل فرماتا ہے اور اس کے جملہ گناہ معاف فرما دیتا ہے۔ ایسا شخص میرے اصحاب اور مریدین میں سے ہے اور میرے پروردگار عزّوجل نے اپنے فضل و کرم سے وعدہ فرمایا ہے کہ میرے اصحاب اور میرے اہلِ مذہب اور میرے طریقے پر چلنے والوں اور میرے محبوں کو بہشت میں جگہ دے گا۔

شیخ ابوالحسن بغدادی نے فرمایا، میں نے خواب میں جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ میرے لیے دعا فرمائیں کہ مجھے قرآن وسنّت پر عمل کرتے ہوئے موت آئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ایسا ہی ہوگا اور کیوں نہ ہو جبکہ تمہارے پیر شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ ہیں۔ میں نے تین مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے وہی درخواست کی، تینوں مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہی جواب دیا۔ صبح اٹھ کر میں نے یہ خواب اپنے والد سے بیان کیا۔ پھر ہم دونوں سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں آئے۔ آپ رضی اللہ عنہ وعظ فرما رہے تھے۔ ہمیں دیکھ کر فرمایا، جس کے

رہتا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہوں اور جس کا پیر عبدالقادر ہو تو اس میں بزرگی کیسے نہ ہو، آپؓ نے کاغذ قلم منگوایا اور ہم دونوں کو خلافت کی سند لکھ دی۔

شیخ داؤد بغدادیؒ کا بیان ہے کہ ۵۴۸ھ میں میں نے شیخ معروف کرخیؒ کو خواب میں دیکھا کہ وہ اپنے مزار پر حاضر ہونے والوں کی معروضات اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش کر رہے ہیں۔ حضرت معروف کرخیؒ نے مجھے فرمایا، اے داؤد اپنی عرض بھی پیش کر تاکہ میں اسے بارگاہِ الٰہی میں پیش کروں۔ میں نے کہا، کیا میرے شیخ سید عبدالقادر جیلانیؓ معزول ہو گئے ہیں؟ انہوں نے فرمایا نہیں، خدا کی قسم، وہ نہ تو معزول ہوئے ہیں اور نہ ہی انہیں کوئی معزول کر سکتا ہے۔ پھر میری آنکھ کھل گئی۔ صبح کو میں آنجنابؓ کے مدرسہ میں جاکر آپ کے انتظار میں بیٹھ گیا تاکہ آپ سے اپنا رات کا خواب بیان کروں مگر میرے کلام کرنے سے قبل ہی آپؓ نے مدرسے میں داخل ہو کر فرمایا" تیرا شیخ نہ معزول ہوا ہے اور نہ کوئی اس کو معزول کر سکتا ہے، لا اپنی عرض پیش کر تاکہ میں اسے بارگاہِ الٰہی میں پیش کردوں، خدا کی قسم میرے احباب یا کسی غیر کا کوئی معروضہ ایسا نہیں جسے میں نے بارگاہِ الٰہی میں پیش کیا ہو اور وہ رد کر دیا گیا ہو۔

تفریح الخاطر میں میاں عظمت اللہ بن قاضی عماد الدین سے منقول ہے کہ ہندوستان کے شہر برہانپور میں ایک مالدار ہندو رہتا تھا جس کا گھر ہمارے گھر سے متصل تھا۔ وہ ہندو سیدنا غوث الاعظمؓ کا بہت معتقد تھا۔ اپنے آپ کو آنجنابؓ کا مرید بتاتا تھا اور سرکار کی محبت میں ہر سال گیارھویں شریف کے موقع پر قسم قسم کے کھانے پکواتا تھا اور علماء و فقراء کو کھلاتا۔ گیارھویں میں اپنے گھر کو شمعوں سے روشن کرتا۔ اور مجلس کو طرح طرح کی خوشبوؤں سے معطر کرتا تھا۔ جب وہ فوت ہوا تو ہندوؤں نے اپنے طریقے کے مطابق اس کو آگ میں جلانا چاہا مگر خدا کی قدرت سے اس کا بال تک نہ جلا بالآخر انہوں نے آپس میں مشورہ کر کے اس کی لاش کو دریا میں بہا دیا۔ سیدنا غوث الاعظمؓ نے ایک بزرگ کو خواب فرمایا کہ" فلاں ہندو میرا روحانی مرید ہے اس کا نام مردانِ خدا کے نزدیک سعداللہ ہے اس کے جسد کو دریا سے نکال کر غسل دو اور اس پر نماز

جنازہ پڑھ کر دفن کر دو۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے کہ وہ میرے مریدوں کو دنیا و آخرت کی آگ میں نہ جلائے گا اور دنیا میں ان کا خاتمہ بالخیر کرے گا، اس نعمت پر اللہ کا شکر ہے۔"

تفریح الخاطر میں منقول ہے کہ سیدنا غوث الاعظمؓ کے زمانے میں ایک فاسق، فسق و فجور میں سرمست رہتا تھا لیکن دل میں آپؓ سے بے حد محبت رکھتا تھا، جب وہ فوت ہو گیا تو تدفین کے بعد منکر نکیر آکر اس سے سوال کرنے لگے، تیرا رب کون ہے؟ تیرا نبی کون ہے؟ تیرا دین کیا ہے؟۔ اس نے تینوں سوالوں کے جواب میں کہا عبدالقادرؓ۔ غیب سے ندا آئی اے منکر نکیر اگرچہ میرا یہ بندہ گنہگار ہے لیکن میرے محبوب غوث الاعظم کا سچا محب اور عاشق ہے اس لیے میں نے اس کو بخش دیا اور قبر کو فراخ کر دیا۔

اور آپؓ نے فرمایا میرا ایک انڈہ ہزار کے برابر ہے اور چوزے کی قیمت ہی نہیں لگائی جا سکتی۔ یہاں بیضے سے مراد آپ کا مرید مبتدی ہے جس نے اپنا بیضہ بشریت نہ توڑا ہو، تو ایسا مرید بھی دوسرے سلاسل کے ہزار مریدوں سے افضل ہے کیونکہ اس کی نسبت آنجنابؓ سے ہے جنہوں نے فرمایا ہے کہ ان لم یکن مریدی جیداً فانا جیداً یعنی اگر میرا مرید کامل نہیں تو کیا ہوا، میں تو کامل ہوں اور آپ کا وہ مرید جو بیضہ بشریت توڑ کر عالم روحانیت میں داخل ہو جائے، وہ تو انمول ہے۔ جب مبتدی اور متوسط کا یہ عالم ہے تو آپ کے کامل مریدوں کا رتبہ وہم و گمان سے باہر ہوگا۔

شیخ عدیؒ بن مسافر فرماتے ہیں" میں تمام مشائخ کے مریدوں کو خرقہ پہنا سکتا ہوں، سوائے سرکار غوثیت مآبؓ کے مریدوں کے کیونکہ آپ کی اور میری مثال ایک بحرِ ناپیدا کنار اور ایک چھوٹی سی نہر کی طرح ہے۔" سبحان اللہ وہ شخصیت جس کے بارے میں سرکار محبوب سبحانیؓ فرماتے ہیں کہ اگر نبوت کوشش و مجاہدے سے حاصل ہو سکتی تو شیخ عدیؒ حاصل کر لیتے۔ اس قدر بلند مرتبہ شیخ اپنے آپ کو سرکار کے مقابلے میں ایک چھوٹی سی نہر سے تعبیر کر رہے ہیں تو سرکار کی شان، مرتبت

اور بلندی کا اندازہ یقیناً محال ہے۔

اور آپؓ نے اپنے قصائد میں اپنے مریدوں کے لیے فرمایا ہے:

مُرِیْدِیْ ھِمْ وَطِبْ وَاشْطَحْ وَغَنِّیْ   وَافْعَلْ مَاتَشَا فَالْاِسْمُ عَالِیْ

اے میرے مرید سرشارِ عشقِ الٰہی ہو اور خوش رہ اور بے پرواہ ہو اور جو چاہے کر کیونکہ تیری نسبت میرے نام سے ہے جو بہت بلند ہے

مُرِیْدِیْ لَاتَخَفْ اللّٰہُ رَبِّیْ   عَطَانِیْ رِفْعَۃً نِلْتُ الْمَنَالِیْ

اے میرے مرید کسی سے مت ڈر کہ اللہ میرا رب ہے اور اس نے مجھے وہ بلندی عطا فرمائی ہے کہ جس سے میں اپنی مطلوبہ آرزوؤں کو پالیتا ہوں۔

مُرِیْدِیْ لَاتَخَفْ وَاشٍ فَاِنِّیْ   عَزُوْمٌ قَاتِلٌ عِنْدَ الْقِتَالِ

اے میرے مرید کسی بدباطن مخالف سے نہ ڈر کیونکہ لڑائی میں، میں نہایت ثابت قدم اور دشمن کو ہلاک کرنے والا ہوں۔

تَوَسَّلْ بِنَا فِیْ کُلِّ ھَوْلٍ وَشِدَّۃٍ   اَغِیْثُکَ فِی الْاَشْیَاءِ طُرًّا بِھِمَّتِیْ

ہر خوف اور سختی میں ہمارا وسیلہ پکڑ، میں اپنی ہمت کے ساتھ تمام چیزوں میں تیری مدد کروں گا۔

اَنَا لِمُرِیْدِیْ حَافِظٌ مَایَخَافُہٗ   وَاَحْرُسُہٗ مِنْ کُلِّ شَرٍّ وَّفِتْنَۃٍ

میں اپنے مرید کا نگہبان ہوں جس چیز سے وہ ڈرے اور میں ہر برائی اور ہر فتنے سے اس کی حفاظت کرتا ہوں۔

مُرِیْدِیْ اِذَا کَانَ شَرْقًا وَّمَغْرِبًا   اَغِثْہُ اِذَا مَا صَارَ فِیْ اَیِّ بَلْدَۃٍ

میرا مرید جب مشرق و مغرب میں ہو، میں اس کی مدد کرتا ہوں خواہ وہ کسی بھی شہر میں ہو۔

اَنَا فِی الْحَشْرِ شَافِعٌ لِمُرِیْدِیْ   عِنْدَ رَبِّیْ فَلَا یُرَدُّ کَلَامِیْ

میں حشر میں اپنے مرید کی شفاعت کرنے والا ہوں اپنے رب کے پاس، پس میری بات رد نہ کی جائے گی۔

یَا مُرِیْدِیْ لَکَ الْھَنَا بِدَوَامِیْ   عَیْشُ عِزٍّ وَّرِفْعَۃٍ وَّاحْتِرَامٍ

اے میرے مرید! میری ہمیشگی کے ساتھ تجھے عزت، بلندی اور احترام کی زندگی مبارک ہو۔

شیخ ابوسعید قیلویؒ فرماتے ہیں کہ سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ اس وقت تک عالمِ بالا کو تشریف نہیں لے گئے۔ جب تک آپؓ نے اللہ جل شانہٗ سے اس بات کا عہد نہیں لے لیا کہ جو شخص میرا مرید ہے اور جو میرے سلسلے میں قیامت تک داخل ہوگا، نجات پائے گا۔

اور سیدنا غوث الاعظمؓ نے ستر بار اللہ تعالیٰ سے اس بات کا عہد لیا کہ ان کا کوئی مرید دوزخ میں نہیں ڈالا جائے گا۔ اور آپ کا یہ فرمانِ مبارک آپ کے مریدین و محبین کے لیے بڑی زبردست بشارت ہے کہ مُرِیْدِیْ لَا یَمُوْتُ اِلَّا عَلَی الْاِیْمَانِ یعنی میرا مرید نہیں مرے گا مگر ایمان پر۔ مرید قادری ابتدا حال میں خواہ کتنا ہی آلودۂ معصیت کیوں نہ ہو، آخری عمر میں ضرور توفیقِ ازلی اس کے شاملِ حال ہوجاتی ہے اور سچے دل سے تائب ہوکر نیک اور صالح ہوجاتا ہے۔ سلطان باہوؒ فرماتے ہیں کہ "آخری وقت میں مریدِ قادری کو سرکارِ غوثیت مآبؓ کی خصوصی توجہ اور باطنی رفاقت نصیب ہوتی ہے جس کے سبب اس کا قلب و زبان ذکر اللہ اور کلمہ شریف سے گویا ہوجاتے ہیں اور وہ خاتمہ بالخیر کے ساتھ دنیا سے باایمان جاتا ہے"۔ اور حدیث شریف میں وارد ہے کہ جس کا بھی آخری کلام لا الٰہ الا اللہ محمد الرسول اللہ ہو، وہ بلا حساب و کتاب جنت میں داخل ہوگا۔

فضائل ومناقب

بہجۃ الاسرار میں شیخ شہاب الدین عمر سہروردیؒ سے منقول ہے کہ سیدنا غوث الاعظمؓ اپنے مدرسہ میں کرسی پر رونق افروز ہوکر فرماتے تھے کہ "ہر ولی کسی نہ کسی نبی کے قدم پر ہوتا ہے اور میں اپنے جدِامجد حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم پر ہوں، آپؐ نے کوئی ایسا قدم نہیں اٹھایا جسکے نقشِ قدم پر میں نے اپنا قدم نہ رکھا سوائے قدمِ نبوت کے کہ اس میں غیر نبی کو راہ نہیں"۔ یہی سبب ہے کہ آپ کے فضائل ومناقب بے حدوبے شمار ہیں جن کے بیان وتحریر کی زبان وقلم کو طاقت نہیں۔ آپ کے تبحر علمی کا اندازہ نہیں لگایا جاسکتا۔ منقول ہے کہ مشکل ترین مسائل اور ایسے فتاویٰ آپ کے پاس لائے جاتے جن کا جواب دیگر علماء وفقہاء سے نہ بنتا تھا۔ آپؓ بغیر کسی کتاب سے رجوع کئے، فی البدیہہ جواب ارشاد فرمادیتے تھے۔ انہیں میں سے ایک فتویٰ اس بارے میں پوچھا گیا کہ ایک شخص نے اپنی زوجہ کی طلاق پر قسم کھائی کہ وہ رب تعالیٰ کی ایسی عبادت کرے گا جس میں اس وقت اس کا کوئی شریک نہ ہو۔ اگر وہ ایسا نہ کرسکے تو اس کی بیوی کو طلاق ہوجاتی تھی، علمائے عرب وعجم اس سوال کا جواب دینے سے قاصر تھے۔ آپؓ نے یہ مسئلہ سنتے ہی فرمایا کہ اس شخص کو چاہیئے کہ وہ بیت اللہ شریف میں مطاف کو خالی کروائے اور تنہا طواف کرے۔

ابن جوزی کا اعتراف:

علامہ ابن جوزی آپؓ کے ہم عصروں میں سے تھا اور آپ کی علمیت کا زیادہ معترف نہ تھا۔ شیخ ابوالعباس احمد، ابن جوزی کے دوستوں میں سے تھے، ان کے اصرار پر ابن جوزی شیخ احمد کے ہمراہ سیدنا غوث الاعظمؓ کی مجلس میں حاضر ہوا، اس وقت آپؓ تفسیر کا درس دے رہے تھے۔ قاری نے ایک آیت پڑھی اور آنجنابؓ

نے اس کے تفسیری نکات بیان کرنے شروع کردیئے۔ شیخ احمد فرماتے ہیں کہ پہلی تفسیر پر میں نے ابن جوزی سے پوچھا کہ کیا یہ تفسیر آپ کے علم میں ہے۔ اس نے کہا، ہاں میں جانتا ہوں۔ سیدنا غوث الاعظمؓ اس ایک آیت کی تفاسیر بیان کرتے رہے اور ان تفاسیر کو سند سے متصل کرتے رہے۔ گیارہ تفاسیر تک ابن جوزی نے اعتراف کیا کہ یہ میرے علم میں ہیں۔ بارھویں تفسیر پہ وہ حیران ہوا اور کہا یہ میرے علم میں نہیں ہے۔ یہاں تک کہ آنجنابؓ نے اس ایک آیت کے چالیس مفاہیم بیان فرمائے اور ان تمام کو سند سے متصل فرمایا۔ ابن جوزی حیران وششدر تھا کیونکہ گیارھویں تفسیر کے بعد ہر نقطہ اس کے علم میں نیا اضافہ کررہا تھا۔ اس کے بعد حضور غوث الاعظمؓ نے فرمایا، اب ہم قال کو چھوڑ کر حال کی طرف آتے ہیں لاالٰہ الا اللہ آپ کا یہ فرمانا تھا کہ مجلس میں ایک روحانی اضطراب پیدا ہوگیا اور ابن جوزی نے وجد میں آکر اپنے کپڑے پھاڑ ڈالے۔

آپؓ سے ایک شخص نے سوال کیا، کیا یہ صحیح ہے کہ اہل اللہ کو ہر بات کا علم ہوتا ہے۔ آپؓ نے فرمایا ہاں، حق تعالیٰ کے فضل وعطا سے اللہ والے جانتے ہیں۔ اس نے کہا، کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ کل جو بارش ہوئی تھی، اس میں کتنے قطرات تھے۔ آپؓ نے تبسم فرمایا اور کہا صرف کل کی بارش کے قطرات بتاؤں یا ازل سے جتنی بارشیں ہوچکی ہیں سب کے قطرات بتادوں۔ اس نے کہا، سبحان اللہ اگر سب کے بتادیں تو کیا ہی بات ہے، آپ نے فرمایا، میں بتاؤں یا تو اپنے منہ سے خود بتادے۔ اس نے عرض کیا، یہ تو اور بھی اچھی بات ہے۔ آپ نے اس کی جانب ایک نگاہ فرمائی۔ نورِ معرفت اس کے سینے میں فروزاں ہوگیا اور وہ وجد میں آکر کپڑے پھاڑتا ہوا جنگلوں اور بیابانوں کی طرف نکل گیا۔

انسان کی فضیلت درحقیقت علم کے سبب ہے، اللہ تعالیٰ نے بھی فرشتوں پہ آدم علیہ السلام کو علم الاسماء کی بناء پہ فضیلت دی۔ اگر اہلِ تقویٰ اللہ کے نزدیک مکرم ترین ہیں تو تقویٰ یعنی خوفِ الٰہی اسی شخص میں سب سے زیادہ ہوگا جس کو

اللہ کی معرفت سب سے زیادہ ہوگی جیساکہ ارشادِ باری ہے انما یخشی اللہ من عبادہٖ العلماء یعنی بے شک اللہ کے بندوں میں سے وہی اللہ سے ڈرتا ہے جو عالم ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں اللہ کی تم سب سے زیادہ معرفت رکھتا ہوں اور اسی لیے میں تم سب سے زیادہ ڈرتا ہوں۔ تو انسان کی فضیلت علم ہی کے سبب ہے اور سید الاولیاء حضرت محبوبِ سبحانی قطبِ ربانی غوث الصمدانی شیخ عبدالقادر جیلانی رضؓ کے علوم و معارف کی انتہا ہی نہیں اور آپ کے مدِّمقابل کوئی ولی نظر نہیں آتا اور اس بات کا اظہار آنجناب رضی اللہ عنہٗ نے خود فرمایا۔

فَمَنْ فِی اَوْلِیَاءِ اللّٰہِ مِثْلِیْ وَمَنْ فِی الْعِلْمِ وَالتَّصْرِیْفِ حَالِیْ

پس اولیاء اللہ میں کون میری مثل ہے اور کون علم میں اور تصرفات میں میرے جیسا ہے۔ حضرت خضر علیہ السلام جیسی ہستیاں جن کے پاس حضرت موسیٰ علیہ السلام جو کہ جلیل القدر نبی، رسول اور مرسل ہیں علم لدنی سیکھنے جاتے ہیں مگر ان کے ساتھ صبر نہیں کر پاتے، وہی خضر علیہ السلام سرکار محبوب سبحانی کے در کی غلامی اختیار کرتے ہیں اور دوسروں کو یہاں کی مستقل حاضری کی تلقین کرتے ہیں۔

؎ سکر کے جوش میں جو ہیں وہ تجھے کیا جانیں خضرؑ کے ہوش سے پوچھے کوئی رتبہ تیرا

جلیل القدر نبی کے استاد، سیدنا غوث الاعظم رضؓ کے شاگرد بنتے ہیں اور آپ سے اسمِ اعظم سیکھتے ہیں۔ مقامِ نبوت اگرچہ سب سے بلند ہے لیکن اس امت کے بعض اولیاء کی ایسی شان ہے کہ احادیثِ مبارکہ کی رُو سے بروزِ حشر انبیاء بھی ان کی شان دیکھ کر رشک کریں گے۔ دانائے سُبل ختم الرسل مولائے کُل حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اِنَّ مِنْ عِبَادِ اللّٰہِ لَعِبَادًا یَغْبِطُھُمُ الْاَنْبِیَاءُ وَالشُّھَدَآءُ یعنی بے شک اللہ کے بندوں میں سے بعض ایسے بندے ہیں کہ انبیاء اور شہداء ان پر رشک کرتے ہیں اور حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رِجَالٌ فِیْ اُمَّتِیْ مَنْزِلَتُھُمْ کَمَنْزِلَتِیْ

یعنی میری امت میں بعض ایسے مردانِ خدا ہیں جن کی منزلیں میری منزل کی طرح ہیں۔ حضرت مولانا روم اسی حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں۔

گفت پیغمبر کہ ہست از امتم کہ بود ہم گوہر و ہم ہمتنم
مر مرا زاں نور بیند جانِ شان کہ من ایشاں را ہمے بینم ازاں
بے صحیحین و احادیث و رواۃ بلکہ اندر مشرب آبِ حیات

حدیث شریف میں آیا ہے ان للہ عبادا لیسو بانبیاء یغبطھم النبیون بمقامانھم وقربھم الی اللہ تعالیٰ "تحقیق اللہ تعالیٰ کے بعض بندے ایسے ہیں جو انبیاء نہیں ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ان کو وہ مقامات و قرب حاصل ہے کہ انبیاء علیہم السلام بھی رشک کرتے ہیں۔

اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مَثَلُ اُمَّتِیْ مَثَلُ الْمَطَرِ لَا یُدْرٰی اَوَّلُہٗ خَیْرٌ اَمْ اٰخِرُہٗ یعنی میری امت کا حال بارش کی مانند ہے جس کی نسبت یہ نہیں کہا جا سکتا کہ اس کا اول اچھا ہے یا آخر۔

فتوحاتِ مکیہ میں ہے سیدنا غوث الاعظم رضؓ نے فرمایا یَا مَعَاشِرَ الْاَنْبِیَاءِ اُوْتِیْتُمُ اللَّقَبَ وَاُوْتِیْنَا مَا لَمْ تُؤْتُوْہُ یعنی اے گروہِ انبیاء تمہیں تو صرف لقب عطا ہوا اور ہمیں وہ کچھ دیا گیا جو تمہیں عطا نہ ہوا۔ آنجناب رضؓ کا یہ فرمان شک و شبے سے بالاتر ہے جیسا کہ خضر اور موسیٰ علیہم السلام کے واقعے سے معلوم ہے کہ انبیاء اور رسول علوم لدنیہ سے واقف نہ تھے جبکہ آنجنابؓ پہ تمام علوم منکشف ہوئے اور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سات بار اپنا مبارک لعابِ دہن ڈال کر اور سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہٗ نے چھ بار اپنا مبارک لعابِ دہن آنجنابؓ کے دہن مبارک میں ڈال کر تمام تر علوم و فیضانِ نبوت اور تمام تر فیضانِ ولایت سے سرفراز فرما دیا۔ نیز انبیاء علیہم السلام کو لقائے ربانی نصیب نہ ہوا، موسیٰ علیہ السلام تجلیِ باری کا ایک ذرہ برداشت نہ کر سکے اور ہوش میں آنے کے بعد انہوں نے توبہ فرمائی جبکہ آنحضرت رضی اللہ عنہ کے ہزارہا مریدین آپ کی عنایات کے سبب مشاہدہ ذاتِ باری سے مشرف ہوئے۔ منقول ہے کہ آپ رضؓ کا ایک مرید کہتا تھا کہ میں اللہ تعالیٰ

کو ظاہری آنکھوں سے دیکھتا ہوں۔ سیدنا غوث الاعظمؓ کے اصحاب نے آپؓ سے اس
بات کا تذکرہ کیا تو آنجنابؓ نے اس مرید کو بلوایا اور اس کو ڈانٹا اور آئندہ اس طرح
کہنے پر تنبیہہ کی۔ مرید کے جانے کے بعد اصحاب نے دریافت فرمایا کہ آیا یہ مرید اپنے
دعویٰ میں برحق تھا یا نہیں۔ آپ نے فرمایا اس نے صحیح کہا مگر اس کا کشف اس
پر مشتبہ ہے۔ اس نے اپنی باطنی نگاہوں سے اللہ تعالیٰ کو دیکھا پھر ان باطنی نگاہوں
سے ظاہری نگاہوں کی طرف ایک روزن کھل گیا جس سے اس نے یہ گمان کیا کہ اس
نے ظاہری نگاہوں سے ذاتِ حق کو دیکھا۔

اور آنجنابؓ اپنے جدامجد حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو شب معراج اپنے
کاندھوں پر سوار کر کے مقامِ قاب قوسین تک لے گئے معلوم ہوا کہ آنجنابؓ کی رسائی
وہاں تک ہے جہاں نہ کوئی نبی و مرسل پہنچ سکتا ہے اور نہ ملک مقرب۔

بہجۃ الاسرار میں شیخ خلیفہ شہر ملکیؒ سے منقول ہے کہ جناب سیدنا
غوث الاعظمؓ کو دنیا کے تمام اولیاء، ابدال اور اقطاب کے احوال و اسرار سپرد کئے گئے
آپ کی نگاہِ جلال جب کائناتِ ارضی کے کسی گوشہ پر پڑتی ہے تو ساکنانِ ارضی سطحِ
ارض سے لے کر تحت الثریٰ تک لرزہ براندام ہو جاتے ہیں۔ انہیں یہ بھی امید
ہوتی ہے کہ آپ کی نگاہِ لطف سے برکات میں اضافہ ہوگا مگر یہ ڈر بھی رہتا ہے کہ
آپ کے جلال سے احوال سلب نہ کر لئے جائیں۔ شیخ ابو البرکات بن صخر اموی نے
کہا کہ سیدنا غوث الاعظمؓ ہر ولی اللہ کے ظاہری و باطنی احوال پر نگاہ رکھتے ہیں۔
کوئی ولی اللہ اپنے ظاہری و باطنی احوال میں آپ کی اجازت کے بغیر تصرف نہیں کر سکتا۔
ایسے ولی اللہ جو بارگاہ الٰہی میں ہمکلام ہونے کے مرتبہ عالی پر فائز ہیں، وہ بھی
آنجنابؓ کی اجازت کے بغیر دم نہیں مار سکتے۔ تمام اولیاء پر موت سے پہلے اور موت
کے بعد بھی آپ ہی کا تصرف رہتا ہے۔

خضر علیہ السلام کا اعتراف:

شیخ ابو محمد قاسم بن عبد بصری سے منقول ہے کہ میں نے خضر علیہ السلام
سے سیدنا غوث الاعظمؓ کے متعلق پوچھا تو فرمایا کہ وہ اس وقت کے فردِ احباب ہیں
اللہ تعالیٰ کبھی کسی ولی کو مرتبہ عالی عطا نہیں فرماتا جب تک آنجنابؓ کو منظور نہ ہو،

کسی مقرب ولی اللہ کو اس وقت تک بزرگی نہیں دی جا سکتی جب تک وہ آپؓ کی بزرگی کا
اعتراف نہ کرے۔ اللہ تعالیٰ کسی کو اس وقت تک ولی نہیں بناتا جب تک اس کے سینے
میں غوث الثقلین کا ادب بدرجہ اتم موجود نہ ہو۔ شیخ ابو مدین سے منقول ہے کہ تین
سال ہوئے میں ابوالعباس خضر علیہ السلام سے ملا تھا۔ میں نے ان سے مشرق و مغرب
کے مشائخ کے متعلق پوچھا اور سیدنا غوث الاعظم کے متعلق بھی دریافت کیا۔ انہوں
نے فرمایا کہ آپؓ صدیقوں کے امام اور عارفوں پر حجت ہیں اور معرفت میں روح
ہیں۔ آپ کی شان اولیاء میں عجیب ہے۔ آپؓ میں اور خلق میں سوائے نفسِ واحد
کے کوئی چیز باقی نہیں اور تمام اولیاء کے مراتب اس نفس سے وراء ہیں اور
میں اولیاء کے مراتب آپؓ ہی کے اشارے سے تصدیق کرتا ہوں۔ شیخ ابو مدین
فرماتے ہیں کہ میں نے خضر علیہ السلام کو آپؓ کے ماسوا کسی اور کے حق میں ایسے
کلمات کہتے ہوئے نہیں سنا۔

امام احمد بن حنبلؒ سے ملاقات:

شیخ علی بن الہیتیؒ قدس سرہٗ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں اور شیخ
بقا بن بطوؒ سیدنا غوث الاعظمؓ کے ہمراہ امام احمد بن حنبلؒ کے مزار پر زیارت کے
لیے گئے۔ اس وقت میں نے مشاہدہ کیا کہ امام احمد بن حنبلؒ نے اپنی قبر سے نکل کر
سیدنا غوث الاعظمؓ کو اپنے سینے سے لگایا اور عرض کیا یا شیخ عبدالقادرؒ میں
علمِ شریعت و علمِ حقیقت و علمِ حال میں آپ کا محتاج ہوں۔

شیخ عبدالرحمٰن طفسونجیؒ کا واقعہ:

آپ طفسونج کے اکابر مشائخ میں سے تھے۔ ایک مرتبہ آپ نے ایک مجلس
میں فرمایا کہ میری مثال اولیاء میں ویسی ہی ہے جیسی پرندوں میں کلنگ کی۔ اس
مجلس میں سرکار غوثیت مآبؓ کے ایک مرید ابوالحسن علی بن احمد بھی تشریف فرما
تھے۔ جب انہوں نے یہ دعویٰ سنا تو کہا کہ میں آپ کو مقابلے کی دعوت دیتا ہوں
یہ کہہ کر اس نے اپنا جبہ اتار کر پھینک دیا۔ شیخ نے ایک نگاہ اس نوجوان کو
دیکھا اور خاموش رہے۔ دعوتِ مبازرت قبول نہ کی۔ مجلس کے اختتام پر شیخ کے

مریدین نے پوچھا کہ آپ نے اس نوجوان سے کیوں اعراض فرمایا تو کہا کہ میں نے جب اس نوجوان پر نگاہ کی تو اس کے ایک ایک بال کو عنایات والطافِ الٰہی سے پُر دیکھا، میں نے سوچا کہ جس کے مرید کا یہ عالم ہے اس کے شیخ کا اپنا مقام کس قدر ارفع واعلیٰ ہوگا۔ پھر آپ نے اس نوجوان کو اپنے پاس بلوایا اور استفسار کیا تو مرید غوث نے فرمایا ہمارے شیخ سیدنا عبدالقادر جیلانی رضؓ ہیں جو تمام اولیاء کے سردار ہیں۔ اور بغداد میں رونق افروز ہیں۔ شیخ عبدالرحمٰن طفسونجی رحؒ نے اپنے مریدین کی ایک جماعت بغداد کی جانب روانہ کی اور ان سے کہا کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضؓ سے کہو کہ میں چالیس سال سے درکاتِ قدرت میں ہوتا ہوں لیکن آپ رضؓ کو وہاں کبھی نہیں دیکھا۔ اس وقت سیدنا غوث الاعظم رضؓ نے اپنے چند خادموں کو فرمایا کہ طفسونج کی طرف جاؤ۔ تمہیں راستے میں شیخ عبدالرحمٰن کے مرید ملیں گے ان کو واپس لے کر شیخ عبدالرحمٰن کے پاس جاؤ اور میرا سلام کہو اور کہو کہ آپ درکات میں ہیں اور جو درکات میں ہوتا ہے، وہ درگاہ والے کو نہیں جانتا اور جو درگاہ میں ہوتا ہے وہ مخدع والے کو نہیں جانتا اور میرا مقام مخدع ہے جس میں میں ایک مخفی دروازے سے آتا جاتا ہوں جس کے سبب آپ مجھے دیکھ نہ سکے۔ میرے قول کی دلیل یہ ہے کہ فلاں رات کو خلعتِ رضا جو آپ کو دی گئی وہ میرے ہی ہاتھ سے آئی تھی۔ اور فلاں رات کو جو آپ کو فتوحات ہوئیں وہ میرے ہی سبب ہوئیں اور درکات میں بارہ ہزار اولیاء کو جو خلعتیں فلاں رات دی گئی تھیں اور آپ کو جو سبز خلعت دی گئی جس پر سورۂ اخلاص تحریر تھی، وہ میرے ہی ہاتھوں روانہ کی گئی تھی۔ شیخ عبدالرحمٰن طفسونجی رحؒ نے جب یہ سُنا تو فرمایا سیدنا غوث الاعظم رضؓ نے سچ فرمایا اور وہ صاحبِ وقت اور صاحبِ تصرف ہیں۔

شیخ الاکبر رحؒ کا فرمان:

شیخ الاکبر محی الدین ابن عربی رحؒ فتوحاتِ مکیہ میں فرماتے ہیں کہ ہر زمانے میں اولیاء اللہ میں سے ایک ولی ایسا ہوتا ہے کہ سوائے حق سبحانہٗ تعالیٰ کے ہر چیز پر غالب اور متصرف رہتا ہے، وہ پر زور دعوے کرتا ہے اور اس کے دعوے

سچے ہوتے ہیں اس مقام کے حامل، بغداد شریف میں ہمارے شیخ سید عبدالقادر جیلانی رضؓ ہیں۔ گویا آپ رضؓ اس آیت وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهٖ کا مظہر ہیں۔ آپ کا دبدبہ اور ہیبت خلق پر طاری ہے۔ آپ کی شان جنابِ الٰہی میں نہایت عظیم ہے۔ آپ کی کرامات تواتر کا حکم رکھتی ہیں اور آپ کی شہرت کے ڈنکے زمینوں اور آسمانوں میں بج رہے ہیں۔

مُنہ مانگی مُراد عطا فرمانا:

بہجۃ الاسرار میں مشائخ سے منقول ہے کہ ہم ایک دن سیدنا غوث الاعظم رضؓ کی خدمت میں حاضر تھے۔ آپ رضؓ نے فرمایا تم میں سے جس کا جو جی چاہے مانگے۔ شیخ ابوالمسعود احمد بن حریمی رحؒ اُٹھے اور عرض کی کہ میں ترکِ تدبیر واختیار چاہتا ہوں۔ شیخ محمد بن قائد رحؒ نے کہا مجھے مجاہدہ پر قوت چاہیئے۔ شیخ ابوالقاسم عمر بزاز رحؒ نے کہا مجھے اللہ کا خوف عطا ہو۔ شیخ ابومحمد حسن فارسی رحؒ نے کہا، میرا اللہ کے ساتھ ایک حال تھا جو ضائع ہوگیا ہے، میں چاہتا ہوں وہ حال مجھے واپس مل جائے، بلکہ اس سے بھی زاید ہو۔ شیخ جمیل ابویوسف صاحب خطوہ نے عرض کیا، مجھے حفظِ وقت کی ضرورت ہے۔ شیخ ابوحفص عمر غزالی کہنے لگے، میں علم کی زیادتی چاہتا ہوں۔ شیخ خلیل صرصری نے عرض کیا، میں چاہتا ہوں اس وقت تک مجھے موت نہ آئے جب تک مقام قطبیت پر نہ پہنچ جاؤں۔ شیخ ابوالبرکات ہمامی نے عرض کیا، مجھے محبتِ الٰہی میں بے خودی درکار ہے۔ شیخ ابوالفتح المعروف بابن المحضر بن نصر بغدادی نے کہا، میں قرآن پاک و حدیث کو حفظ کرنا چاہتا ہوں۔ شیخ ابوالخیر نے کہا مجھے ایسی معرفت درکار ہے جس سے میں موارد ربانیہ اور غیر ربانیہ میں تمیز کر سکوں۔ شیخ ابوعبداللہ بن ہبیرہ نے کہا میں وزارت کا نائب بننا چاہتا ہوں۔ شیخ ابوالفتح بن ہبنۃ اللہ نے عرض کیا مجھے درباں سرائی کی خواہش ہے۔ ابوالقاسم بن صاحب نے عرض کیا مجھے حاجب بابِ عزیز بنا دیجیے۔ سیدنا غوث الاعظم رضؓ نے تمام کی خواہشات سُننے کے بعد یہ آیت پڑھی وکلا نمد ھٰؤلاء وھؤلاء من عطاء ربك وماكان عطاء ربك محظورا میں تمام کی

مدد کر رہا ہوں اور یہ تمام نعمتیں تیرے پروردگار کی عطا سے ہیں اور تیرے پروردگار کی عطا سے کوئی چیز مانع نہیں ہے۔" ابوالخیر کا بیان ہے کہ خدا کی قسم جس جس نے جو کچھ مانگا تھا، وہ پا لیا اور میں نے ان تمام کو اس حال میں دیکھا جو وہ چاہتے تھے۔ شیخ ابوالمسعود حسبِ منشاء ترکِ اختیار کی انتہا کو پہنچ گئے اور اس میں ان کا مرتبہ اس قدر بلند ہوا کہ وہ خود فرماتے ہیں کہ میرے دل میں میرے مصلّے سے آگے کوئی خطرہ پیدا ہی نہیں ہوا۔ شیخ محمد بن قائدؒ کی قوت مجاہدہ اتنی بڑھی کہ وہ مجاہدات میں اہلِ زمانہ کو پیچھے چھوڑ گئے۔ یہاں تک کہ آپ عمر کے آخری حصّے میں تقریباً چودہ سال زیرِ زمین مجاہدہ کرتے رہے۔ میں نے انہیں یہ کہتے سُنا کہ میں نے بھوک کو بھوکا کر دیا ہے، پیاس کو پیاسا بنا دیا ہے، نیند کو سُلا دیا ہے، بیداری کو بیدار کر دیا ہے، ڈر کو ڈرا دیا ہے اور مصائب کو بھاگنے پہ مجبور کر دیا ہے۔ صرف اللہ ہی مجھ پہ غالب ہے۔ شیخ عمر بزازؒ خوفِ الٰہی کے کمال درجے پہ پہنچے یہاں تک کہ شدّتِ خوف سے ان کا مغز حلق سے ٹپک پڑا۔ شیخ حسن فارسی پہ آنجناب نے نگاہ فرمائی تو وہ مجلس میں بیٹھے بیٹھے ہی مضطرب ہو گئے۔ میں دوسرے دن ان سے ملا تو بتایا کہ میرے احوال ایک مدّت سے سلب ہو گئے تھے مگر سیدنا غوث الاعظمؓ کی نگاہ نے نہ صرف ان احوال کو لوٹا دیا بلکہ ان میں زیادتی فرما دی۔ شیخ جمیل کو حفظ و مراعاتِ نفس میں وہ چیزیں حاصل تھیں جو میں نے دوسروں کے ہاں نہیں پائیں۔ وہ اگر اپنی تسبیح کو کھونٹی پہ لٹکا دیتے، تب بھی تسبیح کے دانے ایک ایک کر کے چلتے رہتے یہاں تک کہ وہ تسبیح دوبارہ سنبھال لیتے۔ میں نے ان کا یہ حال بارہا دیکھا۔ شیخ عمر غزال نے کئی قسم کے علوم جمع کر لیے اور ان تمام کو ازبر کر لیا۔ ایک دفعہ انہوں نے اپنی لائبریری کی ہزاروں کتابیں فروخت کر دیں۔ لوگوں نے انہیں ملامت کی تو کہا کہ اب مجھے کتابوں کی ضرورت نہیں رہی کیونکہ مجھے یہ تمام زبانی یاد ہو گئی ہیں۔ شیخ ابوالبرکات ہماحیؒ پر جب حضور غوث الثقلینؓ نے نگاہ ڈالی تو وہ بے ہوش ہو گئے۔ ایک مدّت کے بعد میں نے انہیں کرخ کے میدان میں اس حال میں پایا کہ وہ آسمان کی طرف ٹکٹکی باندھے ہوئے

تھے۔ میں نے مخاطب کرنا چاہا مگر انہوں نے کوئی جواب نہ دیا۔ پھر کئی سال بعد میں نے انہیں اسی حال میں پایا میں نے گفتگو کرنا چاہی مگر کوئی جواب نہ ملا۔ پھر میں نے دعا کی کہ یااللہ حضور غوث الثقلین کے طفیل ان کی عقل کو لوٹا دے تاکہ وہ مجھ سے بات کر سکیں چنانچہ وہ اٹھے اور میرے پاس آکر سلام کیا۔ میں نے پوچھا کہ آپ کس حال میں ہیں۔ فرمایا بھائی! سیدنا غوث الاعظم کی ایک نگاہ نے اللہ کی محبت میں اس قدر محو کر دیا ہے کہ میرا وجود اور نفس بھی درمیان سے غائب ہو گیا ہے اور میرا یہ حال ہے جو تم دیکھتے ہو۔ یہ فرمانے کے بعد ان پہ پھر وہی حالت طاری ہو گئی۔ میں روتا ہوا وہاں سے واپس آگیا اور آپ کا اسی حال میں بالآخر وصال ہو گیا۔ شیخ ابوالفتح نے چھ ماہ میں قرآنِ پاک حفظ کر لیا پھر وہ سبعہ قرأت پہ ماہر ہو گئے اور بہت سی کتبِ حدیث انہوں نے زبانی یاد کر لیں جسے وہ ہمیشہ سُناتے اور استفادہ پہنچاتے رہے حتیٰ کہ وفات پا گئے۔ میرے سینہ پہ آنجنابؓ نے اپنا دستِ مبارک رکھا تو مجھے سینہ میں نور آتا دکھائی دیا۔ اسی دن مجھے حق و باطل میں فرق محسوس ہونے لگا اور ہدایت و گمراہی میں فرق معلوم ہو گیا حالانکہ مجھے ان چیزوں کے متعلق بڑا شک و شبہ تھا۔ عبداللہ بن ہبیرہ نائبِ وزارت پہ مامور ہوئے اور مدّت تک اس عہدے پہ فائز رہے۔ ابوالفتاح کو خلیفہ کے گھر کی تولیت مل گئی اور ابوالقاسم کو خلیفہ کے دروازے پہ حاجب مقرر کیا گیا اور یہ تمام طویل مدّت تک اپنے عہدوں پہ فائز رہے۔ شیخ خلیل صرصری اپنے وصال سے سات روز قبل قطبیت کے عہدے پہ فائز کیے گئے۔

کہا تو نے کہ جو مانگوں ملے گا رضاؔ تجھ سے تیرا سائل ہے یا غوثؒ

شیخ ابوالحسن بن طنطنہ بغدادیؒ کا واقعہ :

شیخ ابوالحسن فرماتے ہیں کہ میں سیدنا غوث الاعظمؓ کی خدمت اقدس میں علم حاصل کرتا تھا اور اکثر رات کو آپ کی ضرورت کے خیال سے جاگتا رہتا تھا۔ آپؓ ایک رات گھر سے نکلے، میں نے آپ کو لوٹا دینا چاہا مگر آپ نے نہ لیا اور مدرسہ کے دروازہ کی طرف بڑھے۔ دروازہ آپ کے لیے خود بخود کھل گیا اور آپ

باہر نکل گئے۔ میں بھی آپ کے پیچھے پیچھے نکلا اور یہ گمان کیا کہ شاید آپ کو میرا علم نہیں ہے۔ ہم تھوڑی دور چلے ہوں گے کہ میں نے ایسا شہر سامنے دیکھا، جسے میں نہیں جانتا تھا۔ آپ ایک مکان میں داخل ہوئے جو کہ سرائے کے مشابہ تھا۔ دیکھا تو اس میں چھ اشخاص تھے۔ سب نے آپ کو جلدی سے سلام کیا۔ میں وہاں ایک ستون کی آڑ میں کھڑا ہو گیا۔ میں نے اس مکان کی ایک جانب میں رونے کی آواز سنی۔ تھوڑی دیر بعد وہ آواز بند ہو گئی۔ اور ایک مرد آیا اور اس طرف گیا جہاں سے میں نے وہ آواز سنی تھی، پھر وہ وہاں سے ایک شخص کو کاندھے پر اٹھائے ہوئے نکلا۔ پھر ایک اور شخص آیا جس کا سر ننگا اور مونچھوں کے بال بڑھے ہوئے تھے۔ وہ آنجناب رضی اللہ عنہ کے سامنے بیٹھ گیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اسے دو مرتبہ کلمۂ شہادت پڑھایا، اس کے سر اور مونچھوں کے بال تراشے، اسے ٹوپی پہنائی اور اس کا نام محمد رکھا۔ پھر ان لوگوں سے فرمایا، مجھے حکم دیا گیا ہے کہ یہ شخص اس مرحوم کی جگہ ابدال مقرر کیا جائے۔ ان سب نے کہا "ہم نے آپ کا حکم سنا اور قبول کیا" پھر آپ رضی اللہ عنہ واپس ہوئے میں بھی آپ کے پیچھے ہو لیا۔ ہم تھوڑی دور چلے تھے، کیا دیکھتے ہیں کہ ہم بغداد شریف کے دروازے پر ہیں وہ پہلے کی طرح کھل گیا۔ پھر آپ مدرسہ میں آئے، اس کا دروازہ بھی کھل گیا اور اپنے گھر میں داخل ہو گئے۔ اگلی صبح میں نے آپ کی خدمت میں التماس کی کہ جو ماجرا میں نے رات کو دیکھا ہے، اس کو بیان فرمائیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا وہ شہر نہاوند تھا اور وہاں موجود چھ اشخاص ابدال تھے۔ ان میں سے ساتواں بیمار تھا۔ جب اس کی موت کا وقت قریب آیا تو میں اس کے پاس آیا اور جو شخص اس کو اپنے کندھے پر اٹھا کر لے گیا تھا وہ ابو العباس خضر علیہ السلام تھے تاکہ اس کے غسل وغیرہ کا اہتمام کریں۔ جس شخص سے میں نے دو بار شہادت لی۔ وہ قسطنطنیہ کا رہنے والا نصرانی تھا مجھے حکم دیا گیا تھا کہ اس کو متوفی کا بدل اور قائم مقام بنایا جائے۔ اس کو بلایا گیا، وہ میرے ہاتھ پر مسلمان ہوا اور اب وہ ان میں سے ایک ہے۔

شیخ ابو بکر بن حمامی کا سلبِ حال:

شیخ شہاب الدین عمر سہروردی رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر مشائخ سے منقول ہے کہ شیخ عباد اور شیخ ابو بکر بن حمامی احوال شنیعہ رکھتے تھے۔ سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ ابو بکر کو فرماتے تھے۔ اے ابو بکر! شریعتِ مطہرہ میرے پاس تیری شکایت کرتی ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ اسے چند امور سے روکتے تھے مگر وہ باز نہیں آتا تھا۔ ایک روز آنجناب رضی اللہ عنہ، جامع رصافہ میں تشریف لے گئے اور ابو بکر کو اس مسجد میں پایا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اپنا دستِ مبارک اس کے سینے پر پھیرا اور فرمایا ابو بکر کو قتل کر دو اور بغداد سے باہر نکال دو۔ اتنا فرماتے ہی اس کے جمیع احوال و معاملات سلب ہو گئے اور وہ عراق کی طرف چلا گیا۔ جب کبھی وہ بغداد آنے کا قصد کرتا تو منہ کے بل گر پڑتا اور اگر کوئی دوسرا شخص اسے اٹھا کر بغداد شریف لانے کی کوشش کرتا تو دونوں گر پڑتے۔ ابو بکر کی والدہ سرکار غوثیت مآب رضی اللہ عنہ کی خدمتِ اقدس میں روتی ہوئی حاضر ہوئی اور اپنے لڑکے کی جدائی کا ذکر کیا اور اس کے پاس جانے سے اپنے عجز کی شکایت کی۔ آپ رضی اللہ عنہ مراقب ہو گئے پھر فرمایا وہ تیرے گھر کے کنویں میں سے آکر ملاقات کیا کرے گا۔ چنانچہ ابو بکر ہفتہ میں ایک بار گھر کے کنویں سے نکل کر اپنی والدہ سے ملاقات کرتے۔ شیخ عدی بن مسافر قدس سرہٗ نے شیخ قضیب البان قدس سرہٗ کو آنحضرت رضی اللہ عنہ کی خدمتِ اقدس میں بھیجا۔ انہوں نے ابو بکر کے حق میں سفارش کی اور آنجناب رضی اللہ عنہ نے معافی کا وعدہ فرمایا۔

میاں مظفر جمال اور ابو بکر کی آپس میں دوستی تھی۔ میاں مظفر جمال نے خواب میں اللہ تعالیٰ کو دیکھا۔ حق تعالیٰ نے فرمایا اے میرے بندے! مجھ سے کوئی چیز مانگ لے۔ عرض کیا الٰہی! میں اپنے بھائی ابو بکر کے حال کی واپسی کی درخواست کرتا ہوں۔ رب تعالیٰ نے فرمایا حال کا واپس کرنا میرے محبوب غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کے اختیار میں ہے۔ ان کی خدمت میں حاضر ہو اور میرا پیغام دے کہ ربِ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ آپ رضی اللہ عنہ نے سوال کیا تھا کہ میں اپنی بخشش خلقت پر عام کر دوں اور خاص کر جس مسلمان نے آپ کی زیارت کی ہو، اس پر فضلِ خاص کروں۔ پس میں نے

آپ کی دعا منظور کی اور ابوبکر پر میں راضی ہو گیا ہوں، اب آپ بھی اس سے راضی ہو جائیں۔ اتنے میں جنابِ رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم بھی تشریف فرما ہوئے اور فرمایا اے مظفر! ہمارے نائب اور وارث شیخ عبدالقادر رضؓ کو کہو کہ آپ کے جدِ امجد فرماتے ہیں کہ آپ میری خاطر ابوبکر سے ناراض ہوئے تھے، میں نے اسے معاف کر دیا ہے، اب آپ ابوبکر کا حال واپس کر دیں۔ شیخ مظفر جمال خواب سے بیدار ہوئے اور خوشی خوشی ابوبکر کے پاس گئے تاکہ اس کو خوشخبری دیں۔ ادھر شیخ ابوبکر کو مظفر جمال کے آنے سے پہلے ہر چیز بذریعہ کشف معلوم ہو گئی تھی حالانکہ حال سلب ہونے کے بعد سے اب تک اسے کوئی کشف نہ ہوا تھا۔ دونوں سیدنا غوث الاعظم رضؓ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔ حضرت شیخ نے انہیں دیکھتے ہی فرمایا اے مظفر! اپنا پیغام دے۔ اس نے خواب کا سارا واقعہ عرض کیا لیکن کچھ باتیں بھول گیا جو آنجنابؓ نے اسے یاد دلائیں۔ اس کے بعد حضور غوث الثقلین رضؓ نے ابوبکر کو ان مکروہ چیزوں سے توبہ کرائی اور اپنے سینہ مبارک کے ساتھ لگایا اور سلب کردہ حال واپس کیا بلکہ اس سے بھی زیادہ عطا کیا۔ راوی فرماتے ہیں کہ ہم نے ابوبکر سے پوچھا تم کس طرح زمین کے اندر سے آکر اپنی والدہ سے ملاقات کرتے تھے۔ فرمایا جب میں ملاقات کا ارادہ کرتا تو مجھے یوں محسوس ہوتا کہ کوئی شخص مجھے اٹھائے ہوئے زمین کے اندر لئے جاتا ہے اور یہی جلتے ہوئے محسوس ہوتا تھا۔

شیخ عباد کا سلبِ حال:

مشائخ سے منقول ہے کہ سیدنا غوث الاعظم رضؓ کے زمانۂ حیات میں ایک بزرگ شیخ عباد نامی تھے۔ وہ اکثر کہتے تھے کہ میں حضرت غوث الاعظم رضؓ کی وفات کے بعد آپ کے مقام وحال کا وارث ہوں گا۔ آنجناب رضؓ نے جب یہ سنا تو شیخ عباد کی ولایت سلب کر لی۔ اور ان کے سارے معاملات ان سے ضائع ہو گئے۔ ایک عرصہ تک شیخ عباد اسی حال میں رہے۔ شیخ عباد کے ایک ساتھی شیخ جمیل بدوی سے منقول ہے کہ مجھ پر ایک رات ایسا حال طاری ہوا جس نے میری روح کو میرے

جسمِ عنصری سے جدا کر دیا۔ پھر مجھ پر ایک نور ظاہر ہوا جس کی روشنی کی کوئی حد نہ تھی۔ اس نور کی روشنی میں مجھے ہر چیز کی کیفیت کا ادراک ہونے لگا پھر عالمِ ملکوت تک مجھے عروج ہوا، وہاں میں نے مشائخ کی ایک مجلس دیکھی جن میں سے بعض کو میں جانتا تھا۔ اس مجلس میں ایک معطر اور خوشگوار ہوا کا جھونکا آیا جس سے سب مدہوش ہو گئے۔ مشائخ نے کہا یہ خوشبو سیدنا غوث الاعظم رضؓ کے مقام سے آتی محسوس ہوتی ہے۔ پھر میں نے آواز سنی کہ یہ ایسا مقام ہے جسے محجوب اور غائب جان نہیں سکتا۔ میں نے یہ ندا سن کر کہا بارِ الٰہی! شیخ عباد کا حال ان پر لوٹا دے۔ ندا آئی جس نے ان کا حال سلب کیا ہے، وہی انہیں واپس کر سکتا ہے۔ ہوش میں آنے کے بعد میں سیدنا غوث الاعظم رضؓ کے حضور حاضر ہوا۔ آپؓ نے پوچھا جمیل! تم نے شیخ عباد کے متعلق سوال کیا تھا۔ میں نے عرض کیا، ہاں۔ فرمایا عباد کو میرے پاس لاؤ۔ جب شیخ عباد کو آپ کے سامنے لایا گیا تو آپؓ نے فرمایا عباد! حاجیوں کے ہمراہ برہنہ پا حج کے واسطے جا۔ شیخ عباد ایک قافلے کے ہمراہ روانہ ہو گئے جس وقت فید کے مقام پر پہنچے تو ایک درخت کو دیکھ کر وجد میں آ گئے۔ حتیٰ کہ اپنے وجود کی بھی خبر نہ رہی۔ حالتِ وجد میں مسامات سے خون جاری ہو گیا۔ اور ان کے ولایت وحال نے دوچند عود کیا۔ راوی فرماتے ہیں کہ اسی وقت سیدنا غوث الثقلین رضؓ نے فرمایا کہ مقام فید میں اللہ سبحانہٗ تعالیٰ نے شیخ عباد کو دوچند حال عطا فرمایا۔ میں نے عہد کیا تھا کہ عباد کو اس وقت تک ولایت نہ لوٹائی جائے جب تک وہ جدائی کے دریا میں غوطہ زن نہ ہو جائے۔ ان دو واقعات کے بعد آنحضرت رضی اللہ عنہٗ نے فرمایا کہ دو آدمیوں نے مجھ سے اپنے حال میں نزاع کیا۔ میں نے اللہ جل شانہٗ کے حضور میں ان کی گردن مار دی۔

دیوار سے ایک شیخ کا برآمد ہونا:

سیدنا غوث الاعظم رضؓ کے صاحبزادے سید عبدالرزاق سے منقول ہے کہ والدِ محترم نے ایک رات والدہ صاحبہ کو حکم دیا کہ اٹھ کر تھوڑے سے چاول پکائیں۔ وہ اٹھیں، چاول پکائے اور ایک پلیٹ میں ڈال کر آپ کے سامنے لے آئیں۔ یہ آدھی

رات کا وقت تھا۔ اتنے میں مکان کی دیوار شق ہوئی اور اس میں سے ایک بزرگ برآمد ہوئے اور انہوں نے چاول تناول فرمائے۔ جب وہ جانے لگے تو والدِ محترم نے مجھے فرمایا، اس شیخ سے کوئی سوال کرو اور اپنے بارے میں دُعا کراؤ۔ چنانچہ میں نے اس سے دُعا کے لیئے عرض کیا۔ وہ فرمانے لگے، مجھے یہ سب کچھ آپ کے والد کی دُعا اور خرقہ کی برکت سے ملا ہے۔ صبح ہوئی تو میں نے اس واقعہ کا تذکرہ شیخ علی بن ہیتی رح سے کیا تو فرمانے لگے، آج تک میں نے ایسا کوئی شخص نہیں دیکھا جس پہ سیدنا غوث الاعظم رض کی نگاہِ کرم ہو اور اسے آپ سے خرقہ ملا ہو تو برکاتِ الٰہیہ کا اس پہ ہجوم نہ ہوگیا ہو۔ میں ایسے ستر حضرات کو جانتا ہوں جو آنجناب رضی اللہ عنہ کا خرقہ صبح و شام اٹھایا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں اس خدمت کے صلے میں بلند مراتب پہ سرفراز فرمادیا۔ اُن کے لئے یہ برکت بھی بلند مراتب کا ذریعہ تھی کہ آپ رض کا دستِ شفقت ان کے سر پہ پڑتا اور میں ہر روز ان برکات میں زیادتی ہوتے دیکھتا ہوں۔ مجھے یہ برکات تو آپ کے والدِ محترم کا رُخ انور دیکھتے ہی حاصل ہو جاتی ہیں۔

رجال الغیب کا احترام کرنا:

بہجۃ الاسرار میں شیخ علی بن الہیتی سے منقول ہے فرمایا میں ایک مرتبہ سیدنا غوث الاعظم رض کی زیارت کو گیا۔ آپ رض اس وقت مدرسہ کی چھت پہ نماز میں مشغول تھے۔ میں نے آپ کے پاس رجال الغیب کی چالیس صفوں کو دیکھا، ہر صف میں ۷۰ مرد تھے۔ وہ تمام ادب سے کھڑے تھے۔ میں نے پوچھا، تم لوگ بیٹھے کیوں نہیں؟۔ انہوں نے کہا جب قطب نماز سے فارغ ہوں گے اور ہمیں بیٹھنے کا حکم دیں گے، تب ہم بیٹھیں گے کیونکہ آپ رض کا قدم ہماری گردنوں پہ ہے اور آپ کا حکم ہم پر نافذ ہے۔ جب آپ رض نماز سے فارغ ہوئے تو وہ تمام آپ کی خدمت میں سلام کرتے ہوئے حاضر ہوئے اور آپ رض کے دستِ مبارک کو بوسہ دیا۔

شیخ علی بن ادریس یعقوبی کا بیان:

یہ شیخ علی بن الہیتی رح کے مرید تھے، فرماتے ہیں کہ ۵۵۰ھ میں مجھے میرے شیخ، حضور غوث الثقلین کی خدمت میں لے گئے اور فرمایا کہ یہ میرا مرید ہے۔ آپ رض کے جسمِ مبارک پہ ایک کپڑا تھا۔ آپ رض نے وہ اتار کر مجھے پہنا دیا اور فرمایا، علی تم تندرستی کا لباس پہن لیا۔ شیخ علی بن ادریس فرماتے ہیں، اس کپڑے کو پہنے ہوئے مجھے پینسٹھ سال ہوگئے ہیں۔ جب سے آج تک مجھے کسی قسم کی بیماری لاحق نہیں ہوئی۔ اور آپ نے بیان کیا کہ ۵۶۰ھ میں مجھے شیخ علی بن ہیتی رح آنجناب رض کی بارگاہ میں لے گئے۔ آپ تھوڑی دیر خاموش رہے اور اس کے بعد میں نے دیکھا کہ آپ رض کے جسمِ اطہر سے ایک نور ظاہر ہوا اور میرے جسم میں داخل ہوگیا۔ اس وقت میں نے اہلِ قبور کو دیکھا اور ان کے حالات اور ان کے مراتب و مناصب کو جان لیا۔ اور فرشتوں کو دیکھا، ان کی مختلف آوازیں اور تسبیحیں سنیں اور ہر انسان کی پیشانی پہ جو لکھا ہوتا ہے اسے پڑھا اور اس کے علاوہ بہت سے واقعات اور عجیب و غریب امور مجھ پہ منکشف ہوئے۔ پھر آنجناب رض نے مجھے فرمایا، انہیں پکڑ لو اور مت ڈرو۔ میرے شیخ علی بن ہیتی نے فرمایا، حضرت مجھے اس کی عقل زائل ہونے کا خوف ہے۔ سیدنا غوث الاعظم رض نے میرے سینہ پہ ہاتھ مارا جس سے مجھے باطن میں ہتھوڑے کی طرح ایک چیز محسوس ہوئی۔ پھر جو کچھ میں نے دیکھا، میں اس سے نہیں گھبرایا۔ اب تک میں عالم ملکوت میں اس روشنی سے مستفید ہوتا ہوں۔

ملک الموت سے ارواح کو چھڑانے کا بیان:

تفریح الخاطر میں شیخ ابو العباس احمد رفاعی رح سے روایت ہے کہ سیدنا غوث الاعظم رض کا ایک خادم فوت ہوگیا۔ اس کی بیوی نے آپ رض کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنے خاوند کو زندہ کرنے کی خواہش ظاہر کی۔ آپ رض مراقب ہوگئے۔ مراقبے میں دیکھا کہ ملک الموت ان تمام ارواح کو لے کر آسمان کی طرف جا رہا ہے جو اس نے اس روز قبض کی تھیں۔ آپ رض نے ملک الموت کو ٹھہر جانے کا حکم دیا اور اپنے خادم کی روح کو اس سے طلب کیا۔ ملک الموت نے کہا، میں خدا کے امر سے روحوں کو قبض کر کے اس کی درگاہ میں پیش کرتا ہوں تو ایک ایسے شخص کی

رُوح کو جس کو میں خدا کے حکم سے قبض کر چکا ہوں، آپ کو کیونکر دے دوں۔ آپؓ نے دوبارہ کہا مگر ملک الموت نہ مانا۔ آپؓ نے محبوبیت کی قوت سے اس سے وہ تھیلی چھین لی جس میں وہ روحیں تھیں۔ روحیں تھیلی سے نکل کر اپنے جسموں میں داخل ہوگئیں۔ ملک الموت نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں شکایت کی کہ اے اللہ مجھ میں اور شیخ عبدالقادرؓ میں جو تکرار ہوئی، وہ تو جانتا ہے، آج جو روحیں میں نے قبض کی تھیں، وہ تیرے محبوب نے مجھ سے چھین لی ہیں۔ جواب ملا کہ غوث الاعظمؓ میرے محبوب ہیں، تم نے انہیں ان کے خادم کی روح کیوں نہ دے دی تھی، اگر دے دیتے تو ایک رُوح کی وجہ سے کئی روحیں اپنے ہاتھ سے نہ گنواتے۔

آپؓ کے مرید کی کرامت :

مناقبِ غوثیہ میں مذکور ہے کہ ایک بار سلطانِ محبوبان سیدنا غوث الاعظمؓ ایک دلکش مقام پر سیر کے لیے تشریف لے گئے۔ وہاں ایک جولاہا رہتا تھا جو بادشاہ کو ایک سفید تھان بنا کر بھیجتا تھا۔ وہ جولاہا سیدنا غوث الاعظمؓ کی زیارت سے مشرف ہوا اور آپ کا مرید ہوگیا۔ اس نے آپ کے واسطے ایک حجرہ تیار کرایا چنانچہ چند روز آپؓ وہاں مقیم رہے۔ اس کے بعد وہ سفید بان کے دو تھان بنانے لگا۔ پہلا تھان جناب کی نذر کرتا اور دوسرا بادشاہ کو بھیجتا۔ کسی نے یہ بات بادشاہ تک پہنچا دی۔ بادشاہ نے جولاہے کو ایسا کرنے سے منع کیا اور تنبیہہ کی مگر وہ عاشقِ صادق تھا۔ اس نے ایک بھی نہ سُنی۔ آخر جب بادشاہ نے بہت تنگ کیا تو اس نے سیدنا غوث الاعظمؓ سے التجاء کی کہ بادشاہ کو کچھ سزا دینی چاہیئے۔ آپؓ نے فرمایا ہم لوگ فقیر ہیں اور تو ہماری خدمت میں رہتا ہے، اس قدر غصہ نہیں کرنا چاہیئے۔ وہ بار بار یہ معاملہ جناب کی خدمت میں عرض کرتا رہا۔ بالآخر آپؓ نے فرمایا کہ اپنے پیالے کے نیچے اس کو بند کر دے۔ چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا ملک بمعہ مملکت و لشکر پیالے کے نیچے چھپ گیا۔ اتفاقاً بادشاہ کی والدہ اسی سال حج کر کے واپس لوٹیں۔ دیکھا نہ کوئی بادشاہ نہ لشکر،

نہ گھوڑا نہ فوج۔ جنگل اور پہاڑ نظر آتے ہیں، لوٹنے کا ارادہ کیا۔ راستے میں ایک مجذوب ملا، اس نے حال دریافت کیا۔ انہوں نے بیان کیا تو درویش نے اسمِ اعظم بتایا اور کہا اس کو تعویذ بنا کر اپنے سرہانے رکھ کر سو جا، تمام حقیقتِ حال خواب میں نظر آجائے گی۔ چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا۔ خواب میں حکم ہوا تو سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہٗ کے روضے پر حاضر ہو اور اپنا حال عرض کر۔ وہ وہاں گئیں تو حکم ہوا کہ حضرت عثمانؓ کی قبر پر جا، وہاں سے حکم ہوا حضرت عمرؓ کی قبر پر حاضری دے، پھر وہ حضرت عمرؓ اور حضرت ابوبکرؓ کے مزارات پر آئی اور بالآخر سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں التجاء کی۔ چنانچہ شرفِ زیارتِ جمال سے مشرف ہوئی۔ آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے خداوند! اس کے لڑکے کو کس نے بند کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا، یہ ہمارے اور آپ کے محبوب غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانی کا کام ہے اور ہم ان کی ناز برداری فرماتے ہیں۔ آپ عبدالقادر سے فرما دیں کہ وہ اس ضعیفہ پر رحم کرے اور اس کے لڑکے کا گناہ معاف کر دے۔ سیدنا غوث الاعظمؓ مکاشفہ میں مطلع ہو کر فوراً بارگاہِ رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوئے اور عرض کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے لڑکے کو اس جولاہے نے بند کیا ہے۔ آپؐ نے فرمایا اچھا اسی سے معاف کراؤ۔ وہ جولاہا حاضر ہوا اور آپؓ کے قدموں میں گر گیا۔ اور فوراً پیالہ کو اٹھا دیا۔ آپ بے حد خوش ہوئے اور ضعیفہ کو بامراد واپس جانے کا ارشاد فرمایا۔ اس ضعیفہ نے یہ بشارت سن کر تاریخ اور وقت یاد رکھا اور اپنے ملک آئی، دیکھا کہ بادشاہ بمع خدام و لشکر صحیح سلامت ہے۔ اس نے اپنے لڑکے سے سارا ماجرا کہا اور لڑکے کو لے کر آنجنابؓ کی خدمت میں آئی۔ جناب نے بہت مہربانی فرمائی، بادشاہ کا قصور معاف کیا اور اس کو بمعہ اہل و عیال اپنے سلسلے میں داخل فرمایا۔ بادشاہ نے اپنے چھ ماہ کا حال بیان کیا کہ وہ اپنے سر پر بجائے آسمان کے ایک پیالہ دیکھتا تھا اور عاجز ہو جاتا تھا۔ والدہ نے خلاصی کی تاریخ پوچھی تو وہی تاریخ نکلی۔

ہر کہ با فولاد بازو پنجہ کرد! ساعد سیمیں خود را رنجہ کرد

(جو کوئی بازوئے فولاد کے ساتھ مقابلہ کرتا ہے وہ اپنی نازک انگلیوں کو زخمی کرلیتا ہے)۔

تقدیر کا بدل دینا :

شیخ ابو المسعود اور شیخ ابو العباس احمد کا بیان ہے کہ ایک تاجر ابو المظفر حسن بن تمیم بغدادی سنہ ۵۲۱ھ میں شیخ حماد دباس رح کی خدمت میں آیا اور کہنے لگا میں ملک شام کی طرف تجارت کی غرض سے جانا چاہتا ہوں۔ شیخ حماد نے فرمایا اگر تم اس سال سفر کرو گے تو قتل کر دیئے جاؤ گے اور تمہارا مال و اسباب لوٹ لیا جائے گا۔ یہ سن کر وہ مغموم حالت میں باہر نکلا۔ راستے میں غوث الاعظم رض سے ملاقات ہوئی اس نے آنجناب رض کو شیخ حماد کا قول سنایا۔ سرکار محبوب سبحانی رض نے فرمایا اگر تم سفر کرنا چاہتے ہو تو جاؤ۔ تم اپنے سفر سے صحیح سلامت واپس آؤ گے۔ میں اس کا ضامن ہوں۔ یہ بشارت سن کر ابو المظفر تجارت کے لیے گیا اور ملک شام میں جاکر اپنا مال ایک ہزار دینار میں فروخت کر دیا۔ پھر وہ اپنے کسی کام سے حلب گیا، وہاں ایک حمام میں غسل کیا اور دینار کی تھیلی کو وہیں ایک طاق میں بھول آیا اور اپنی قیام گاہ پر آکر سو گیا۔ اس نے خواب میں دیکھا کہ وہ ایک قافلے کے ہمراہ سفر کر رہا ہے۔ راستے میں قزاقوں نے قافلے پر حملہ کر دیا اور تمام مال و اسباب لوٹ لیا۔ ایک قزاق نے اس کی گردن بھی اڑا دی۔ وہ گھبرا کر اٹھ بیٹھا، دیکھا کہ گردن پر خون موجود ہے اور برچھی کی تکلیف کا احساس باقی ہے۔ پھر اسے اپنا مال یاد آیا۔ وہ حمام کی طرف دوڑا، دیکھا کہ دیناروں کی تھیلی اسی جگہ موجود ہے۔ تھیلی لے کر وہ بغداد کی طرف لوٹ آیا۔ جب بغداد پہنچا تو سوچنے لگا کہ پہلے شیخ حماد رح کے پاس جائے یا شیخ عبدالقادر جیلانی رض کے۔ اسی سوچ و بچار میں تھا کہ سوقِ سلطان میں شیخ حماد سے ملاقات ہو گئی۔ شیخ حماد نے فرمایا، پہلے حضرت غوث الثقلین رض کی خدمتِ اقدس میں حاضری دو کیونکہ وہ محبوبِ سبحانی رض ہیں۔ انہوں نے تمہارے حق میں ستر مرتبہ دعا مانگی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ پیش آنے والے واقعے کو خواب اور نسیان سے بدل دیا۔

ابو المظفر سیدنا غوث الاعظم رض کی خدمت میں حاضر ہوا۔ سرکار غوثیتِ مآب رض نے اسے دیکھتے ہی فرمایا، شیخ حماد نے تمہیں بتایا کہ میں نے ستر بار تمہارے حق میں دعا کی خدا کی قسم میں نے تمہارے لیے حق تعالیٰ سے ستر بار، ستر بار التجا کی یہاں تک کہ تمہارا بیداری میں قتل کیا جانا، جو مقدر تھا وہ خواب میں تبدیل کر دیا گیا اور مال کا تلف ہو جانا، بھول جانے سے بدل دیا گیا۔ "یمحو اللہ ما یشاء و یثبت"۔ اللہ جس چیز کو چاہتا ہے محو کر دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے ثابت رکھتا ہے۔

منقول ہے کہ سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ، نے فرمایا "تمام مردانِ خدا جب قضاء و قدر تک پہنچتے ہیں تو رک جاتے ہیں مگر جب میں وہاں پہنچتا ہوں تو میرے لیے ایک دریچہ کھل جاتا ہے۔ پس میں اس میں داخل ہوتا ہوں اور حق کی تقدیروں سے حق کے ساتھ اور حق کے واسطے اور حق میں جھگڑتا ہوں۔ پس مرد وہ ہے جو تقدیر سے جھگڑا کرے۔ نہ وہ جو اس کے موافق ہو۔

آپ رض کی جلالت کا بیان :

تفریح الخاطر میں مذکور ہے کہ ابتدا میں آپ رض پر جلالت کی صفت غالب تھی، اس واسطے جو شخص بے وضو آپ کا نام لیتا، ہلاک ہو جاتا۔ جب آپ کی یہ حالت لوگوں میں مشہور ہوئی تو کوئی شخص موت کے خوف سے آپ کا نام بے وضو نہ لیتا۔ بغداد شریف کے اولیاء نے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ لوگوں پر رحم کیجیے اور ان کو اس سختی سے چھڑائیے۔ آپ رض نے فرمایا۔ میں تو اس حالت کو پسند نہیں کرتا مگر اللہ تعالیٰ نے مجھے فرمایا ہے کہ آپ رض نے میرے نام کی تعظیم کی تو ہم نے آپ کے نام کو عظمت بخشی۔ بعض مشائخ سے منقول ہے کہ آپ کی صفت جلالت کی وجہ یہ تھی کہ آپ اکثر حزر یمانی (سیفی شریف) کا ورد کیا کرتے تھے۔ پس آپ کی یہ صفت منکروں اور دشمنوں کے لیے سیف و سنان کا کام دینے لگی۔ منکرین میں سے جو بھی آپ کا نام بے وضو لیتا، ہلاک ہو جاتا۔ ایک بزرگ نے جب اس بارے میں آپ سے استفسار کیا تو آپ نے انہیں مراقبہ کرنے کو کہا۔ انہوں نے مراقبہ

میں دیکھا کہ عرش کے نیچے ایک تلوار لٹکی ہوئی ہے جس پر مکھیاں اپنے آپ کو گراتی ہیں اور دو ٹکڑے ہو جاتی ہیں۔ آپ نے فرمایا مکھیاں اگر تلوار سے جنگ کریں تو اس کا نتیجہ یہی ہوگا کہ ان کا سر دھڑ سے جُدا ہو جائے۔ یہی حال میرے دشمنوں کا ہے کہ میرے نام کا ادب نہ کرنے کے سبب ہلاک ہو جاتے ہیں اور میرے احباب میرا نام ادب و احترام سے لیتے ہیں تو ان کے گناہ بخشے جاتے ہیں۔

ایک روز آنجنابؓ کو خواب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اس حالت کو ترک کر دیجیے۔ کیونکہ ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ لوگ میرا اور خدا کا نام بے وضو لیں گے۔ اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عالم مکاشفہ میں فرمایا کہ آپؓ خود سیف ہو گئے ہیں لہٰذا آپ کو سیفی شریف ورد کرنے کی حاجت نہیں۔ چنانچہ آپؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمّت پر رحم کھا کر اس حالت کو ترک کر دیا۔

شیخ حمادؒ کا مشاہدہ :

شیخ ابوالنجیب سہروردی سے منقول ہے کہ ایک مرتبہ شیخ حماد بن مسلم دباس نے سرکار غوثیت مآبؓ کے بلند دعوؤں کو سُن کر آپؓ سے کہا، کیا آپ اللہ کی آزمائش سے بے خوف ہیں۔ سرکار محبوب سبحانی نے اپنی ہتھیلی شیخ حماد کے سینے پر رکھ دی۔ اور فرمایا دیکھیں اس پر کیا تحریر ہے۔ شیخ حماد مراقب ہوئے تو دیکھا کہ آنجناب غوثیت مآبؓ کی ہتھیلی مبارک پر اللہ تعالیٰ کا یہ اقرار ستر بار تحریر تھا کہ اب وہ آنجنابؓ کا امتحان نہ لے گا۔ شیخ حماد نے فرمایا، اب کچھ مضائقہ نہیں، آپؓ جو چاہے کہیں، یہ خدا کا فضل ہے جس کو چاہتا ہے، دیتا ہے۔

بزاز کا آپؓ پر اعتراض :

شیخ ابوالفضل احمد بیان کرتے ہیں کہ سیدنا غوث الاعظمؓ قیمتی لباس زیب تن کیا کرتے تھے۔ ایک روز آپ کا خادم میرے پاس آیا اور کہنے لگا مجھے ایسا کپڑا دو جو قیمت میں ایک دینار فی گز سے کم نہ ہو۔ میں نے وہ کپڑا اسے دے دیا۔ اور دریافت کیا کہ یہ کس کے لیے ہے، خادم نے کہا، یہ شیخ عبدالقادر

جیلانیؓ کے لیے ہے۔ میں نے دل میں اعتراض کیا کہ آپ نے امراء و سلاطین کا کوئی لباس نہیں چھوڑا۔ میرے دل میں ابھی یہ بات گزری تھی کہ میرے پاؤں میں ایک میخ آ لگی جس سے مجھے اس قدر شدید تکلیف ہوئی کہ میں قریب المرگ ہو گیا۔ لوگوں نے بہت کوشش کی مگر وہ میخ باہر نہ نکل سکی۔ میں نے کہا مجھ کو حضور غوث الاعظمؓ کی خدمت میں لے چلو۔ آپؓ نے مجھے دیکھ کر کہا، اے ابوالفضل تو مجھ پر اعتراض کرتا ہے۔ خدا کی قسم، میں نے یہ لباس بحکم الٰہی پہنا ہے۔ مجھے حکم ہوتا ہے کھا تو میں کھاتا ہوں، مجھے حکم ہوتا ہے پی تو میں پیتا ہوں۔ مجھے حکم ہوتا ہے کہ سب سے قیمتی کپڑا پہن تو میں پہنتا ہوں۔ کیا تو نے نہیں سُنا کہ مردوں کو اچھا کفن دینے کا حکم ہے۔ اور میں تو اس راہ میں ہزار بار مرا ہوں۔ پھر آپؓ نے اپنا دستِ مبارک میرے پاؤں پر پھیرا تو اسی وقت درد جاتا رہا۔ اور میرا اعتراض جو میخ کی شکل میں پاؤں میں گھس گیا تھا، وہ غائب ہو گیا۔

محمدؒ بن احمد بلخی کا استفادہ فرمانا :

بہجتہ الاسرار میں محمد بن احمد بلخیؒ سے منقول ہے، آپ فرماتے ہیں کہ جوانی کے دنوں میں، میں شیخ سیدنا عبدالقادر جیلانیؓ کی زیارت اور ان سے مستفیض ہونے کے لیے بلخ سے بغداد آیا۔ اس سے قبل میں آپ سے کبھی نہ ملا تھا۔ آپؓ اس وقت اپنے مدرسہ میں نماز پڑھ رہے تھے جب آپ نے سلام پھیرا تو لوگ آپ کی طرف سلام کرنے اور مصافحہ کرنے کے لیے دوڑے۔ میں نے بھی آگے بڑھ کر مصافحہ کیا۔ آپ نے میرا ہاتھ پکڑا اور مُسکرا کر میری جانب دیکھا اور فرمایا مرحبا! اے محمد! اے بلخی! اللہ نے تیرا ارادہ جان لیا۔ آپ نے میری جانب توجہ کی، جس کے سبب میری آنکھیں خوف الٰہی سے اشکبار ہو گئیں۔ میرے شانہ کا گوشت ہیبت کے مارے پھڑکنے لگا، میرا دل شوق و محبت سے لبریز ہو گیا، میرا نفس لوگوں سے گھبرانے لگا اور میرے دل میں ایسا حال پیدا ہوا جس کا بیان ممکن نہیں۔ پھر یہ حالت روز بروز بڑھتی گئی اور میں اسے برداشت کرتا رہا۔ ایک شب اندھیرے میں میں وظیفہ کے لیے کھڑا ہوا تو میرے دل

سے دو شخص ظاہر ہوئے۔ ایک کے ہاتھ میں شرابِ محبت کا جام تھا، دوسرے شخص کے ہاتھ میں خلعت تھی۔ دوسرے شخص نے مجھ سے کہا کہ میں علی بن ابی طالب ہوں، یہ خلعت رضا ہے اور یہ مقرب فرشتہ شراب محبّت کا جام لئے ہوئے ہے۔ پھر آپ نے وہ خلعت مجھے پہنادی اور آپ کے ساتھی نے مجھے پیالہ پلا دیا۔ خلعتِ رضا کے نور سے مشرق و مغرب مجھ پر روشن ہوگیا اور جام کے پینے سے غیوب کے اسرار، اولیاء کے احوال و مقامات اور عجائبات مجھ پر ظاہر ہوگئے اور یہ ایسا حال تھا کہ عقلیں جس کی متحمل نہیں ہوسکتیں۔ افکار و فہم یہاں گم ہوجاتے ہیں۔ اس کے انوار کی شعاعوں سے دلوں کی آنکھیں مدہوش ہوجاتی ہیں۔ میں کچھ عرصہ اس حال میں قائم رہا۔ جب مجھ میں ان کیفیات کو برداشت کرنے کی قوت پیدا ہوئی تو میں نے اپنے آپ کو بارگاہِ رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم میں پایا۔ میں نے دیکھا کہ آپ کے دائیں طرف حضرت آدم، حضرت ابراہیم اور حضرت جبریل علیہم السلام تھے اور بائیں جانب حضرت نوح، حضرت عیسٰی اور حضرت موسٰی علیہم السلام تھے۔ آپؐ کے سامنے بڑے بڑے اصحاب اور اولیاء کرام خادموں کی طرح مؤدب کھڑے تھے۔ آپ کی ہیبت کے سبب ان میں ذرا سی بھی حرکت نہ تھی۔ چند صحابہ اور اولیاء کرام کو میں پہچانتا تھا۔ صحابہ میں آپ کے سب سے زیادہ نزدیک حضرت ابوبکر صدیقؓ اور اولیاء میں سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ، سب سے زیادہ قریب تھے۔ پھر میں نے کسی کو وہاں یہ کہتے سنا کہ "جب مقرب فرشتے، انبیاء، اولیاء اور محبینؑ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے مشتاق ہوتے ہیں تو آپ اس اعلیٰ اور ارفع مقام سے جو آپؐ کو اپنے رب کے نزدیک حاصل ہے، اتر کر اس مقام پر تشریف لاتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے ان کے انوار دوگنے ہوجاتے ہیں، ان کے احوال پاکیزہ ہوجاتے ہیں اور آپؐ کی برکت سے ان کے مراتب و مقامات بلند ہوتے ہیں۔ پھر آپ رفیق اعلیٰ کی طرف لوٹ جاتے ہیں۔" یہ سن کر سب نے کہا، سَمِعْنَا وَ اَطَعْنَا غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ ۔ پھر میرے لیے قدس اعظم سے نور کی ایک تجلّی

ظاہر ہوئی، جس نے مجھ کو ہر چیز سے غائب کر دیا۔ اس حال میں میں تین سال تک رہا۔ مجھے نہ کسی چیز کا ہوش تھا، نہ کسی چیز کی تمیز۔ پھر ایک دن اچانک میں باتیں کرنے لگا۔ میں نے دیکھا کہ سرکار محبوب سبحانی شیخ عبدالقادر جیلانیؓ میرے سینے کو تھامے ہوئے ہیں۔ آپ کا ایک قدم مبارک میرے پاس اور ایک بغداد شریف میں ہے۔ آپ نے فرمایا "اے بلخی! مجھے حکم ہوا ہے کہ تم کو تمہارے وجود کی طرف لوٹا دوں، تیرے حال کا تجھے مالک بنا دوں اور تجھ سے وہ چیز چھین لوں جس نے تجھ کو مغلوب کر رکھا ہے"۔ تب میری عقل لوٹ آئی اور میں اپنے امر کا مالک ہوا۔ آپؓ نے مجھے میرے تمام مشاہدات اور احوال کی خبر دی جس سے مجھے معلوم ہوا کہ آپ کو میرے تمام احوال کی خبر ہے۔ آپؓ نے فرمایا "میں نے تیرے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سات بار سوال کیا جس کے سبب تجھے یہ مقام دیکھنا نصیب ہوا، پھر سات دفعہ سوال کیا تو تجھ میں اس حال کو برداشت کرنے کی قوت پیدا ہوئی۔ پھر میں نے اللہ تعالیٰ سے ستر بار تیرے لیئے سوال کیا تو اس نے تجھے اپنی محبّت کا پیالہ پلایا اور اپنی رضامندی کی خلعت پہنائی۔ پھر سات دفعہ تیرے لئے بارگاہِ رسالت میں سوال کیا تو تو وہاں کے اسرار و رموز پر مطلع ہوا۔ پھر سات بار تیرے لیئے عرض کیا تو تم نے بارگاہِ رسالتؐ میں وہ ندا سنی۔ پھر میں نے اللہ تعالیٰ سے تیرے لیے سات دفعہ سوال کیا۔ جس کے سبب تجھ پر وہ تجلّی ظاہر ہوئی۔ اے میرے پیارے فرزند اب تو تمام فوت شدہ فرائض ادا کر۔"

شیخ عثمان صریفینی کا واقعہ:

بہجۃ الاسرار میں شیخ عثمان صریفینی سے اپنے ابتدائی احوال کے بارے میں منقول ہے کہ میں ایک رات صریفین میں باہر لیٹا ہوا تھا کہ پانچ کبوتر اڑتے ہوئے میرے پاس سے گزرے۔ میں نے انہیں فصیح عربی میں یہ کہتے سنا "پاک ہے وہ ذات جس کے پاس ہر شے کے خزانے ہیں اور نہیں نازل فرماتا مگر ایک معلوم اندازہ کے مطابق۔" دوسرے کبوتر نے کہا "پاک ہے وہ ذات

جس نے ہر شے کو پیدا کیا اور پھر ہدایت دی۔" تیسرے نے کہا "پاک ہے وہ ذات جس نے انبیاء کو مخلوق پر حجت بنایا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام انبیاء پر فضیلت دی۔" چوتھے نے کہا "جو کچھ بھی دنیا میں ہے، وہ باطل ہے سوائے اس کے جو اللہ اور اس کے رسول ص کے لئے ہو۔" پانچویں نے کہا "اے مولا سے غفلت کرنے والو! اپنے رب کی طرف کھڑے ہو جاؤ جو بہت کریم ہے اور بے حد عطا فرماتا ہے اور بڑے بڑے گناہ بخش دیتا ہے۔" مجھے یہ سن کر غش آگیا۔ جب ہوش آیا تو میرے دل سے دنیا و مافیہا کی محبت جاتی رہی۔ میں نے اللہ سے عہد کیا کہ میں اپنے آپ کو ایسے شیخ کے سپرد کروں گا جو مجھے اللہ کا راستہ بتلائے۔ صبح کو میں وہاں سے روانہ ہو گیا۔ مجھے علم نہ تھا کہ میں کدھر جا رہا ہوں۔ راستے میں مجھے ایک باہیبت اور روشن چہرے والا شخص ملا اور مجھ سے کہا، السلام علیک یا عثمان! ۔ میں نے سلام کا جواب دیا اور اسے قسم دے کر پوچھا کہ آپ کون ہیں اور آپ کو میرے نام کا کیسے علم ہوا؟۔ اس نے کہا میں خضر ہوں اور میں اس وقت سیدنا غوث الاعظم رض کے پاس تھا۔ آپ رض نے مجھ سے کہا اے ابو العباس! آج رات صریفین میں ایک شخص جس کا نام عثمان ہے، اس کو کشش ہوئی ہے اور وہ اللہ کی طرف متوجہ ہے اور وہ اللہ کی بارگاہ میں مقبول ہوا، ساتویں آسمان سے اسے پکارا گیا کہ اے میرے بندے! تو خوش ہو جا۔ اور اس نے اللہ سے عہد کیا ہے کہ وہ اپنے آپ کو ایسے شیخ کے سپرد کرے گا جو اسے اللہ عزّ وجل کی راہ دکھائے۔" اے ابو العباس جاؤ اور اسے میرے پاس لے آؤ۔" پھر خضر علیہ السلام نے فرمایا اے عثمان! اس زمانے میں شیخ عبد القادر جیلانی رض عارفوں کے سردار ہیں اور طالبانِ حق کے قبلہ ہیں، تم پر ان کی خدمت میں حاضر ہونا اور ان کی خدمت و عزت کرنا لازم ہے پھر خضر علیہ السلام مجھ سے غائب ہو گئے اور میں نے انہیں سات سال تک نہیں دیکھا۔ میں سرکار غوثیت مآب رض کی بارگاہ میں حاضر ہوا۔ آپ نے مجھے دیکھتے ہی فرمایا، اس شخص کو مرحبا ہو جس کو اس کے رب نے جانوروں کی زبان کے ذریعے

اپنی طرف جذب کر لیا اور اس کے لیے بہت سی نیکی جمع کیں۔ اے عثمان، عنقریب اللہ تجھے ایسا مرید دے گا جس کا نام عبد الغنی بن نقطہ ہوگا۔ وہ بہت سے اولیاء سے بڑھ جائے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کے سبب فرشتوں پر فخر کرے گا۔ پھر آپ رض نے میرے سر پر ایک ٹوپی رکھی۔ جب وہ میرے سر پر آئی تو میں نے اپنے تالو میں ایسی ٹھنڈک پائی جو میرے دل تک پہنچی، مجھ پر عالم ملکوت منکشف ہو گیا، میں نے تمام عوالم اور ان میں موجود ہر شے کو اللہ کی تسبیح و تقدیس کرتے دیکھا۔ قریب تھا کہ میری عقل زائل ہو جاتی مگر حضور غوث الثقلین کی عنایت سے اللہ نے میری عقل سلامت رکھی۔ اور میرے ظرف کو کشادہ کر دیا۔ پھر آپ رض نے مجھے خلوت میں بٹھایا۔ میں کئی ماہ تک خلوت میں رہا۔ خدا کی قسم میں نے ظاہر و باطن میں کوئی امر ایسا نہ پایا جس کی آپ رض نے میرے کہنے سے پہلے خبر نہ دی ہو۔ میں جس مقام پر پہنچتا، جس حال کا مشاہدہ کرتا اور جو غیب مجھ پر ظاہر ہوتا، آپ مجھے پہلے ہی اس کی خبر دے دیتے اور اس کے احکام مفصل بیان فرماتے اور ان مقامات و احوال کی مشکلات دور فرما دیتے اور اس کی اصل و فرع سے مطلع فرماتے۔ آپ رض اسی طرح مجھے ایک مقام سے دوسرے مقام تک پہنچاتے رہے۔ آپ نے مجھے پیش آنے والے امور کی خبر دی جو بالکل اسی طرح پیش آئے۔ آپ سے خرقہ پہننے کے پچیس ۲۵ برس بعد ابنِ نقطہ نے مجھ سے خرقہ پہنا اور وہ ویسا ہی نکلا جیسا حضرت شیخ رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا۔

شیخ ابو الحسن جوسقی رح کا واقعہ:

بہجتہ الاسرار میں شیخ ابو الحسن جوسقی رح سے منقول ہے کہ جوانی کے عالم میں وارداتِ قلبیہ میں سے ایک ایسا وارد مجھ پر نازل ہوا جس سے میرے اکثر کام مشکل ہو گئے۔ میں اپنے سردار شیخ علی بن الہیتی کے پاس آیا تا کہ ان سے اس وارد کی بابت پوچھوں۔ آپ نے فرمایا یہ افعالِ قدرت میں سے ہے ایسی مشکلات اقوال سے حل نہیں ہوتیں۔ تم شیخ عبد القادر جیلانی رض کی خدمت

ہیں جاؤ کہ وہ تمام عارفین کے بادشاہ ہیں اور تمام اولیاء کے افعال واحوال پر متصرف ہیں۔ میں بغداد آیا اور سیدنا غوث الاعظم رضؓ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا۔ آپ اپنے مدرسہ میں تشریف فرما تھے۔ لوگوں کی ایک جماعت آپ کے سامنے حاضر تھی۔ میں بھی ان میں بیٹھ گیا۔ جیسے ہی آپ رضؓ نے مجھ پر نگاہ ڈالی، میں سمجھ گیا کہ آپ رضؓ میرے دل کی بات اور جس مقصد کے تحت میں آیا ہوں، اسے جان گئے ہیں۔ آپ رضؓ نے اپنے مصلّے کے نیچے سے ایک دھاگہ نکالا جو پانچ تاروں سے بٹا ہوا تھا۔ آپ رضؓ نے اس کا ایک سرا مجھے تھمایا اور ایک اپنے دستِ مبارک میں پکڑا۔ پھر اس دھاگہ کا ایک بل کھول دیا جس سے مجھے ایک بڑے امر کا مشاہدہ ہوا اور وہ وارد مجھ پر کُھلنے لگا۔ جوں جوں آپ اس دھاگے کے بل کھولتے جاتے، مجھ پر عظیم امور منکشف ہوتے اور میں نے وہ باتیں دیکھیں جن کی حقیقت بیان نہیں کی جاسکتی۔ یہاں تک کہ آپ رضؓ نے پانچوں بل کھول دیئے اور مجھ پر تمام چیزیں کُھل گئیں۔ مجھ پر پوشیدہ امور کے بھید ظاہر ہو گئے اور تمام حجابات دُور ہو گئے۔ پھر حضرت شیخ رضی اللہ عنہ نے میری طرف دیکھا اور فرمایا اسے مضبوطی سے پکڑ اور اپنی قوم کو حکم دے کہ وہ اس کی اچھی باتوں کو لیں۔ پھر میں آپ کے سامنے سے اٹھ گیا۔ واللہ میں نے آپ سے کوئی بات نہ کی اور نہ ہی حاضرین کو میرے معاملے کا علم ہو سکا۔ میں واپس اپنے شیخ علی بن الہیتی کی خدمت میں آیا تو انہوں نے کہا۔ کیا میں نے تجھ سے نہ کہا تھا کہ شیخ محی الدین سید عبدالقادر رضؓ تمام عارفین کے بادشاہ ہیں اور اولیاء وکاملین کے احوال پر متصرف ہیں۔ اے ابوالحسن تجھ پر جو وارد نازل ہوا تھا، ان اقسام کے ادنیٰ وارد کو حل کرنے میں لوگوں کی عمریں ختم ہو جاتی ہیں اور اگر آنجناب رضؓ تجھے یہ نہ فرماتے کہ اسے مضبوطی سے پکڑ تو تیری عقل زائل ہو جاتی۔ اور تو مجذوب ہو جاتا اور انہوں نے تجھے بشارت دی کہ تو لوگوں کا پیشوا ہوگا تو لوگوں کو حکم کرے گا اور لوگ تجھ سے استفادہ کریں گے۔"

شیخ ابو محمدؒ صالح کا واقعہ:

بہجتہ الاسرار میں منقول ہے کہ شیخ ابو محمد صالح نے سنہ ۶۲۳ھ میں حج کیا وہاں ان کی ملاقات شیخ ابوالقاسم عمر بزاز سے ہوئی وہ دونوں سیدنا غوث الاعظم رضؓ کے زمانہ کی باتوں کا تذکرہ کرنے لگے۔ شیخ ابو محمد نے فرمایا، مجھے میرے شیخ ابو مدین نے تاکید کی کہ اے صالح تو بغداد جا اور شیخ عبدالقادر جیلانی رضؓ کی خدمت میں حاضر ہو تاکہ وہ تجھے فقر سکھائیں۔ میں حسب الارشاد بغداد آیا اور سیدنا غوث الاعظم رضؓ کی خدمت میں حاضری دی۔ آپ رضؓ نے مجھے ایک سو بیس دن خلوت میں بٹھایا پھر میرے پاس آئے اور فرمایا اس طرف دیکھ، کیا نظر آتا ہے، میں نے کہا کعبہ۔ پھر آپ رضؓ نے مغرب کی طرف اشارہ کیا اور پوچھا کیا نظر آتا ہے۔ میں نے کہا شیخ ابو مدین۔ آپ نے پوچھا تمہارا کس طرف کو ارادہ ہے؟ میں نے کہا اپنے شیخ ابو مدین کی طرف۔ پوچھا ایک قدم میں جاؤ گے یا جیسے آئے ہو۔ میں نے عرض کیا جیسے آیا ہوں، ویسے ہی جاؤں گا۔ آپ رضؓ نے فرمایا یہ زیادہ بہتر ہے۔ پھر فرمایا اے صالح اگر تو فقر کا ارادہ رکھتا ہے تو اسے ہرگز نہیں پا سکتا جب تک کہ اس کی سیڑھی پہ نہ چڑھے اور اس کی سیڑھی توحید ہے اور توحید کا سِر یہ ہے کہ دل کی آنکھ سے تمام موجودات کو محو کر دے۔ میں نے عرض کیا اے میرے سردار میں چاہتا ہوں کہ اس وصف کو حاصل کرنے میں آپ میری مدد فرمائیں۔ تب آپ رضؓ نے میری طرف نگاہ فرمائی جس کے سبب میرے دل سے ارادے منقطع ہو گئے۔ اور مجھ پر ایسا نُور چمکا جس کے سامنے تمام تاریکیاں مغلوب ہو گئیں۔ فقر کی دولت مجھے میسّر آگئی اور میں اب تک اس ایک نگاہ سے استفادہ کر رہا ہوں۔

شیخ ابوالقاسم عمر بن مسعود بغدادی نے فرمایا، میں بھی سیدنا غوث الاعظم رضؓ کے حضور خلوت گزیں تھا۔ آپ رضؓ نے مجھ سے فرمایا اے میرے بیٹے میری پیٹھ کا دھیان رکھ، کہیں اس پر بلّی نہ آگرے۔ میں نے دل میں سوچا کہ چھت میں کوئی روزن نہیں۔ یہاں کہاں سے آئے گی۔ میں یہ سوچ ہی رہا تھا کہ اچانک نہ جانے کہاں سے ایک بلّی آپ رضؓ کی پشتِ مبارک پہ آگری۔ آپ رضؓ نے اپنا ہاتھ میرے

سینے پر مارا تو میرے دل میں آفتاب کی ٹکیہ کے برابر ایک عظیم نور چمکا اور میں نے اسی وقت خدا کو پالیا۔ آپؓ کے عطا کردہ اس نور میں اب تک اضافہ ہو رہا ہے۔

خضر علیہ السلام سے ملاقات:

بہجۃ الاسرار میں شیخ جمال الدین ابو محمد بن عبد البصری سے منقول ہے کہ ایک دفعہ میں ابو العباس خضر علیہ السلام سے ملا۔ میں نے ان سے کہا کہ آپ اولیاء اللہ کے ساتھ ملاقات کا کوئی عجیب واقعہ بیان کریں۔ خضر علیہ السلام نے فرمایا، ایک دن میں بحرِ محیط پر سے گزر رہا تھا۔ وہاں میں نے ایک غیر آباد جزیرے میں ایک شخص کو عبا پہنے ہوئے لیٹے دیکھا۔ میں نے دل میں خیال کیا ضرور یہ کوئی ولی اللہ ہے۔ میں نے اسے پاؤں سے ہلا کر اٹھایا، اس نے سر اٹھا کر کہا، کیا چاہتے ہو؟ میں نے کہا کہ خدمت کے لیے کھڑا ہو جا۔ اس نے کہا جاؤ اپنا کام کرو۔ اور مجھے اپنا کام کرنے دو۔ میں نے کہا، اگر تم نے میری بات نہ مانی تو میں لوگوں میں مشہور کر دوں گا کہ یہ اللہ کا ولی ہے۔ اس نے کہا اگر تم یہاں سے نہ گئے تو میں لوگوں سے کہہ دوں گا کہ یہ خضر ہیں۔ میں حیران ہوا اور پوچھا، تم نے کیسے مجھے پہچانا۔ اس نے کہا، تم ابو العباس خضر ہو، بتلاؤ میں کون ہوں؟۔ میں نے اللہ سے رابطہ قائم کر کے کہا اے میرے رب میں نقیب الاولیاء ہوں۔ مجھے اس شخص کے بارے میں بتا، یہ کون ہے؟۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا، تو ان کا نقیب ہے جو مجھے دوست رکھتے ہیں اور یہ شخص ان میں سے ہے جنہیں ہم دوست رکھتے ہیں۔ وہ شخص میری طرف مخاطب ہوا اور کہنے لگا اے ابو العباس! کیا تو نے اللہ کا جواب سن لیا، اب جا اور اپنا کام کر۔ میں نے کہا آپ میرے حق میں دعا فرمائیں۔ اس نے کہا ابو العباس دعا تو تمہارا کام ہے۔ میں نے پھر دعا کے لیے اصرار کیا تو انہوں نے دعا کی "اللہ تمہارا نصیب اپنی طرف سے زیادہ دے۔" میں نے کہا اور دعا کریں تو وہ مجھ سے غائب ہو گئے۔ حالانکہ اولیاء اللہ مجھ سے غائب ہونے کی طاقت نہیں رکھتے۔ پھر میں آگے چلا اور ریت کے ایک بڑے ٹیلے پر پہنچا۔ میں نے

اس ٹیلے پر ایک ایسا نور دیکھا جس کو دیکھنے کی آنکھیں تاب نہیں لا سکتیں۔ جب میں اوپر چڑھا تو دیکھا وہاں ایک خاتون آرام فرما تھیں اور وہ بھی اس مردِ کامل کے مشابہ عبا میں لپٹی تھیں۔ میں نے انہیں جگانے کا قصد کیا تو ندا آئی، ادب کر اس کا، جسے ہم دوست رکھتے ہیں۔ میں نے انہیں جگانے سے اجتناب کیا اور ان کے بیدار ہونے کا منتظر رہا۔ عصر کے وقت وہ بیدار ہوئیں۔ اور فرمایا تمام تعریفیں اس ذات کے لیے ہیں جس نے مجھے میرے مرنے کے بعد زندہ فرمایا اور اسی کی طرف اٹھنا ہے اور وہی ذات ہر تعریف کی سزاوار ہے۔ جس نے مجھے زندگی بخشی اور اپنی محبت عطا کی اور اپنی مخلوق سے مجھے وحشی بنایا اور مجھ پر التفات فرمایا۔ پھر میری طرف دیکھ کر فرمایا، مرحبا یا ابو العباس! اگر تم منع کیے جانے سے پیشتر ہی میرا ادب کرتے تو زیادہ بہتر ہوتا۔ میں نے پوچھا، کیا آپ اس شخص کی زوجہ ہیں؟۔ فرمایا۔ ہاں، اس بیابان میں ایک ابدالہ فوت ہو گئی تھی۔ اللہ نے مجھے بھیجا میں نے اسے غسل دیا۔ اور کفن پہنایا۔ پھر وہ میرے سامنے آسمان کی طرف اٹھائی گئی۔ یہاں تک کہ وہ میری نگاہوں سے اوجھل ہو گئی۔ میں نے عرض کیا، آپ میرے حق میں دعا فرمائیں۔ کہنے لگیں کہ دعا کرنا تمہارا کام ہے۔ میں نے پھر کہا تو انہوں نے دعا دی "اللہ تمہارا نصیب اپنی طرف سے وافر کرے۔" میں نے کہا اور دعا دیں تو کہنے لگیں کہ جب ہم تم سے غائب ہو جائیں تو ہمیں ملامت نہ کرنا۔ میں نے اس کی طرف دیکھا مگر وہاں اسے موجود نہ پایا۔ یہ میری زندگی کا عجیب واقعہ تھا کہ میں اللہ کے ایسے دوستوں سے ملا جنہیں اللہ خود دوست رکھتا ہے۔ شیخ ابو محمد نے پوچھا اے خضر کیا اللہ کے ان دوستوں میں بھی کوئی مرد یکتا ہے کہ جس کے حکم کی طرف وہ ہر وقت رجوع کرتے ہوں۔ ابو العباس خضر علیہ السلام نے فرمایا ہاں وہ ہمارے سردار شیخ سید عبد القادر جیلانیؓ ہیں جو اس وقت فرد الاحباب اور قطب الاولیاء ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے جس کسی ولی کو جس قدر بلند سے بلند مقام پر پہنچایا۔ شیخ محی الدین عبد القادرؓ، اس سے اعلیٰ وارفع درجہ پر فائز ہیں۔ اللہ نے جس کسی حبیب کو اپنی محبت کا جام پلایا تو شیخ عبد القادرؓ کو سب سے بڑھ کر خوشگوار جام

پلایا۔ جس کسی مقرب کو حال و مقام عطا کیا، شیخ عبدالقادرؓ کو اس سے عظیم تر حال و مقام دیا اور اللہ تعالیٰ نے سیدنا غوث الاعظمؓ کو اپنے اسرار میں سے وہ بہر عطا فرمایا جس کے سبب وہ تمام متقدمین و متاخرین اولیاء اللہ سے سبقت لے گئے اور اللہ کا ہر ولی خواہ وہ گزر چکا ہو یا آنے والا ہو، قیامت تک ان کا ادب کرے گا۔

سکر کے جوش میں جو ہیں وہ تجھے کیا جانیں　　خضرؑ کے ہوش سے پوچھے کوئی رتبہ تیرا

مردود کو مقبول بنانا:

روایت ہے کہ سیدنا غوث الاعظمؓ کے زمانے میں ایک مقرب ولی کی ولایت کسی سنگین غلطی کے سبب چھن گئی اور اس کا چہرہ شقاوت سے سیاہ ہو گیا۔ وہ جانتا تھا کہ کسی ولی کی دعا ہی میرا بیڑا پار لگا سکتی ہے۔ چنانچہ وہ ایک ولی کامل کے پاس گیا اور اس سے اپنے حق میں دعا کے لیے کہا۔ اس ولی اللہ نے دعا فرمائی تو اللہ تعالیٰ نے اس کی ازلی شقاوت کے سبب دعا قبول نہ فرمائی۔ سفارش کرنے والے ولی نے دیکھا کہ اس کا نام لوح محفوظ میں اشقیاء کی فہرست میں لکھا ہوا ہے۔ اسی طرح وہ بدنصیب تین سو ساٹھ اولیائے کاملین کے پاس یکے بعد دیگرے گیا۔ سب نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سفارش کی لیکن منظور نہ ہوئی۔ بالآخر وہ سیدالاولیاء حضور غوث الاعظمؓ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور فریاد کی۔ آپؓ نے فرمایا، کوئی فکر نہیں اگر تم مردود ہو گئے ہو تو میں تمہیں مقبول بنا سکتا ہوں۔ اگر شقی ہو گئے ہو تو میں سعید بنا سکتا ہوں۔ پھر آپ نے اس کے لیے دعا کی۔ ندا آئی کہ کیا آپؓ کو نہیں معلوم کہ تین سو ساٹھ اولیاء نے اس کے لیے دعا کی، میں نے منظور نہیں کی کیونکہ اس کا نام اشقیاء کی فہرست میں لکھا جا چکا ہے۔ آپؓ نے عرض کی الٰہی تو مردود کو مقبول بنانے پر قادر ہے۔ اگر تیرا یہی ارادہ تھا کہ یہ مردود ہی رہے تو پھر مجھ سے دعا کیوں کروائی۔ ندا آئی اے عبدالقادر! میں نے اسے تمہارے سپرد کر دیا جو چاہے بنا دو۔ تمہارا مقبول میرا مقبول ہے اور تمہارا مردود میرا مردود ہے۔ بے شک میں نے تم کو معزول اور مقرر کرنے کے اختیارات عطا فرما دیئے۔ پھر آپؓ

نے اس کو منہ دھونے کو کہا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کا نام اشقیاء کی فہرست سے مٹا کر اصفیاء کی فہرست میں لکھ دیا۔

جنّات کی فرمانبرداری:

مناقبِ غوثیہ میں مذکور ہے کہ دیو اور شیاطین کو قیامت تک موت نہیں ہے بلکہ یہ ہر زمانے میں پیدا ہوتے رہتے ہیں اور جنّات کے لئے موت ہے۔ ایک مرتا ہے تو دوسرا پیدا ہو جاتا۔ حضرت سلیمانؑ کے زمانے میں دیو بہت سرکش تھے۔ سلیمانؑ نے خیال کیا کہ میرے ہوتے ہوئے یہ سرکش ہیں، میرے بعد تو خلقت کو بہت تکلیف ہوگی۔ اسی وقت ہاتف نے آواز دی کہ نبی آخر الزماں کی اولاد میں سے ایک ایسے محبوب پیدا ہوں گے، جن کا اسم شریف سید عبدالقادرؓ ہوگا اور وہ غوث الثقلین ہوں گے۔ جس طرح دیو اور شیاطین آپ کی قید میں ہیں، اسی طرح ان کی حراست و قید میں تا قیامت رہیں گے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام خوش ہوئے۔ اور شکرِ الٰہی بجا لائے۔ تمام تر دیو، شیاطین اور جنّات، شیخ الجن والانس کے فرمان کے تحت ہیں اور آنجنابؓ کی اس قدر ہیبت ہے کہ جن اور دیو اپنے اپنے مساکن میں آپ کے خوف سے لرزتے ہیں۔

شیخ عارف ابوالخیر بشیر بن محفوظ نے بیان کیا ہے کہ میں بغداد میں تھا۔ میری ایک لڑکی فاطمہ نامی غسل کے بعد بال سکھانے کی غرض سے چھت پر گئی اور وہاں سے غائب ہو گئی۔ مجھے بڑی پریشانی ہوئی۔ میں نے بے حد تلاش کے بعد سیدنا غوث الاعظمؓ کی خدمت میں عرض کیا۔ آپؓ نے فرمایا کہ کرخ کے ویرانے میں فلاں ٹیلے پر بیٹھ کر اپنے گرد یہ کہتے ہوئے حصار کھینچنا بِسۡمِ اللّٰہِ عَلٰی نِیَّۃِ عَبۡدُ الۡقَادِرۡ رات کو تمہارے پاس جنّات کے لشکر آئیں گے مگر ان سے ڈرنا نہیں۔ صبح کو جنّات کا بادشاہ آئے گا۔ اور تم سے حاجت کے متعلق پوچھے گا۔ اس سے کہنا کہ میں نے تمہیں بھیجا ہے۔

میں حسب الحکم ویرانے میں گیا اور شیخ کے بتائے ہوئے طریقے پر عمل کیا۔ رات کی تاریکی میں ہیبت ناک جنوں کے لشکر اس دائرے سے باہر گزرتے رہے

سحری کے وقت جنّات کا بادشاہ گھوڑے پہ سوار آیا۔ اس کے اردگرد جنّات کا ہجوم تھا۔ وہ دائرہ کے باہر میرے سامنے کھڑا ہوگیا اور پوچھا کہ مجھے کیا کام ہے۔ میں نے کہا کہ مجھے حضور غوث الثقلین رضؓ نے تمہاری طرف بھیجا ہے۔ وہ آنجناب رضؓ کا نام سُنتے ہی گھوڑے سے نیچے اتر آیا۔ اور زمین بوس ہوا۔ میں نے اسے اپنی لڑکی کے گم ہونے کا سارا قصّہ سنایا۔ اس نے جنوّں سے پوچھا، یہ کس کی شرارت ہے؟۔ اس کے نائبین نے کہا، یہ ایک چینی جن کی شرارت ہے۔ وہ گئے اور چند لمحوں میں اس چینی جن کو اور میری لڑکی کو لے آئے۔ بادشاہ نے پوچھا، تم اس لڑکی کو کیوں لے گئے تھے جبکہ وہ قطبِ وقت کے شہر میں تھی۔ اس نے کہا، میں اس لڑکی پہ عاشق ہوگیا تھا۔ بادشاہ نے اس جن کی گردن اڑانے کا حکم صادر کیا۔ اور لڑکی کو میرے حوالے کیا۔ میں نے کہا کہ آج کے سوا مجھے آپ لوگوں کا حضرت شیخ کی اس طرح تابعداری کرنا معلوم نہ تھا۔ وہ کہنے لگا خدا کی قسم جب سیدنا غوث الاعظم رضؓ ہماری طرف نگاہ کرتے ہیں تو زیرِ زمین تمام جنّات کانپنے لگتے ہیں۔ جب اللہ تعالیٰ کسی کو قطبِ وقت بناتا ہے تو تمام جن وانس اس کے تابع کر دیئے جاتے ہیں۔

سیدنا غوث الاعظم رضؓ کی خدمت میں اصفہان سے ایک شخص آیا اور کہنے لگا میری بیوی کے سر میں سخت درد رہتا ہے۔ تمام معالج اس کے علاج سے عاجز آچکے ہیں۔ آپ رضؓ نے فرمایا یہ ایک جن کا کام ہے جس کا نام خانس ہے اور وہ سراندیپ میں رہتا ہے۔ جب تم گھر جاؤ تو اپنی بیوی کے کان میں کہنا اے خانس! شیخ عبدالقادر جیلانی رضؓ نے فرمایا ہے۔ اب یہاں نہ آنا، ورنہ مارے جاؤ گے۔ اصفہانی نے آپ رضؓ کے بتائے ہوئے طریقے پر عمل کیا۔ اس کے بعد پھر کبھی اس کی بیوی کو سردرد نہیں ہوا۔

گویئے کے تائب ہونے کا واقعہ:

شیخ ابوالرضا کا بیان ہے کہ ایک روز سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ، ایثار کے موضوع پہ بیان فرما رہے تھے کہ اتنے میں آپ خاموش ہو گئے اور فرمایا میں تم سے صرف سو دینار کے لیئے کہتا ہوں۔ بہت سے لوگ آپ کے پاس سو سو

دینار لے آئے۔ آپ رضؓ نے صرف ایک شخص سے لئے اور مجھ کو بلوا کر فرمایا کہ تم یہ دینار شونیزیہ کے قبرستان میں لے جاؤ۔ وہاں ایک بوڑھا شخص بربط بجا رہا ہوگا" اسے یہ دے دو اور اسے میرے پاس لے آؤ۔ میں گیا اور مجھے وہ شخص قبرستان میں ملا۔ میں نے اسے سو دینار دیئے تو وہ چلّایا اور بے ہوش ہوگیا۔ جب ہوش میں آیا تو میں نے اس سے کہا حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضؓ تم کو بلا رہے ہیں۔ وہ شخص بربط اپنے کندھے پہ رکھ کر میرے ساتھ چل دیا۔ جب ہم آپ کی خدمت میں پہنچے تو آپ رضؓ نے اسے فرمایا تم اپنا قصّہ بیان کرو۔ اس نے کہا حضور میں اپنی صغیر سنی میں بہت عمدہ گانا بجاتا تھا اور لوگ بڑے شوق سے میرا گانا سُنتے تھے۔ جب میں بڑھاپے کو پہنچا تو لوگوں کا التفات میری طرف بالکل کم ہوگیا۔ اس لئے میں عہد کر کے شہر سے باہر نکل گیا کہ اب آئندہ میں صرف مُردوں کو اپنا گانا سناؤں گا۔ میں اس اثناء میں قبرستان میں پھر تا رہا۔ ایک مرتبہ ایک شخص نے قبر سے سر نکال کر کہا کہ تم کب تک مردوں کو اپنا گانا سناؤ گے۔ پھر مجھے نیند آگئی، جاگنے کے بعد میں نے یہ اشعار پڑھے۔

ترجمہ: "الٰہی قیامت کے دن کے لئے میرے پاس کوئی سامان بجز اس کے نہیں کہ دل سے امیدِ مغفرت رکھتا ہوں اور زبان سے تیری حمد وثنا کرتا ہوں۔ کل امید رکھنے والے تیری درگاہ میں کامیاب ہوں گے۔ اگر میں محروم رہ جاؤں تو میری بدقسمتی پر افسوس ہے۔ اگر صرف نیک لوگ ہی تیری بخشش کے امیدوار ہوتے تو گنا ہگار لوگ کس کے پاس جا کر پناہ لیتے۔ میرا بڑھاپا قیامت کے دن تیری درگاہ میں میرا شفیع بنے گا۔ امید ہے کہ تو مجھے اس کا لحاظ کر کے دوزخ سے بچالے گا۔"

میں کھڑا یہی اشعار پڑھ رہا تھا کہ اتنے میں آپ رضؓ کے خادم نے آکر یہ دینار دیئے۔ اب میں گانے بجانے سے تائب ہو کر خدا کی طرف رجوع کرتا ہوں پھر اس نے اپنا بربط توڑ ڈالا۔ اس وقت سیدنا غوث الاعظم رضؓ نے سب سے مخاطب ہو کر فرمایا، جب اس شخص نے ایک لہو ولعب کی بات میں راستبازی اور

سچائی اختیار کی تو اللہ تعالیٰ نے اسے اس کے مقدر میں کامیاب کیا تو جو شخص فقر و طریقت میں اور اپنے تمام احوال میں سچائی سے کام لے تو اس کا کیا حال ہوگا۔

عذابِ قبر سے نجات:

مروی ہے کہ ایک روز بغداد کا ایک باشندہ سیدنا غوث الاعظم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا سیدی میرے والد نے انتقال کیا ہے۔ میں نے رات کو خواب میں اپنے والد کو دیکھا۔ انہوں نے کہا کہ مجھ پر عذابِ قبر ہوتا ہے تو آنحضرت رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو۔ اور عرض کر کہ میرے واسطے دعا فرمائیں۔ آپؓ نے پوچھا کیا وہ کبھی میرے مدرسے کے سامنے سے گزرا۔ اس شخص نے کہا ہاں۔ پھر آپؓ نے سکوت فرمایا اور وہ شخص چلا گیا۔ دوسرے روز پھر حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میں نے رات کو دوبارہ خواب میں اپنے والد کو دیکھا کہ سبز حلّہ پہنے خوش و خرم ہیں۔ انہوں نے مجھ سے کہا کہ آنحضرت رضی اللہ عنہ کی برکت سے عذاب دور کر دیا گیا ہے۔ اور میرے بیٹے تو ہر وقت آنحضرت رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر رہا کر۔ مشائخ سے منقول ہے کہ آپؓ نے فرمایا جو کوئی مسلمان میرے مدرسے کے سامنے سے بھی گزرے گا، اس پہ عذابِ قبر کی تخفیف ہوگی۔

اپنا جلیل القدر صاحبزادہ عطا فرمانا:

اخبار الاولیاء میں ہے کہ شیخ علی بن محمد عربی بڑے مالدار تھے مگر کوئی اولاد نہ ہونے کے سبب مغموم رہتے تھے۔ جب کسی مجذوب، سالک یا ولی اللہ کے پاس جاتے، یہی سنتے کہ تیرا درد لاعلاج ہے۔ تیری قسمت میں اولاد نہیں۔ بالآخر سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کا شہرہ سن کر حاضرِ خدمت ہوئے اور مدعا بیان کیا۔ دستگیرِ بے کساں، غوثِ انس و جاں نے اپنی پستِ مبارک کو ان کی پست سے رگڑا اور فرمایا میں نے ایک لڑکا اپنے صلب سے تجھے دیا۔ یہ لڑکا مقبول بارگاہ ایزدی اور اپنے زمانے کا قطب ہوگا، اس کا نام محی الدین رکھنا۔ جب شیخ الاکبر حضرت محی الدین ابن العربی پیدا ہوئے تو انہیں آپ کی خدمت میں لایا گیا۔ آپ نے دیکھ کر فرمایا سبحان اللہ کیسا فرزندِ رشید پیدا ہوا ہے۔ یہ ان تمام

اسرار کو جنہیں اولیائے کاملین نے اب تک چھپا رکھا ہے، ظاہر کر دے گا۔

شہاب الدین سہروردی کی ولادت:

مسالک السالکین میں ہے کہ شیخ محمد عمر بن عبداللہ لاولد تھے۔ ان کی زوجہ بارگاہِ غوثیت مآب میں حاضر ہوئیں اور ایک فرزند صالح کے واسطے دعا کی طلبگار ہوئیں۔ محبوبِ سبحانی سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ نے دعا کی تو بارگاہ ایزدی سے ارشاد ہوا اس کی تقدیر میں فرزند نہیں ہے۔ آپ نے پھر دعا فرمائی، پھر وہی جواب آیا، پھر دعا فرمائی، پھر وہی جواب آیا تو آپ نے اپنا خرقہ مبارک ہوا میں پھینک دیا اور عرض کیا کہ جب تک میری دعا قبول نہ ہوگی، خرقہ فقر نہ پہنوں گا۔ اس وقت سرورِ عالم، نورِ مجسم حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم رونق افروز ہوئے اور فرمایا اے لختِ جگر! اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ایسی گستاخی مناسب نہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے جدِ امجد! آپ خود تشریف لائے ہیں۔ اب ہم ایک سے دو ہو گئے ہیں لہٰذا اب حاجت برآنی کیا مشکل ہے۔ جب کائنات کی ان دو برگزیدہ ترین ہستیوں نے مل کر دعا فرمائی تو ندا ہوئی کہ ہم نے دعا قبول کی۔ آپ نے بی بی صاحبہ کو فرزند ارجمند کی بشارت دی، وہ رخصت ہوئیں۔ کچھ عرصے بعد ان کے ہاں بجائے فرزند کے لڑکی پیدا ہوئی جسے لے کر وہ آنجناب کی خدمت میں آئیں اور عرض گزار ہوئیں کہ مجھے تو فرزند کی بشارت دی گئی تھی اور یہ لڑکی ہے، آپ رضی اللہ عنہ نے جوش میں آ کر اس پر نگاہ کی تو وہ یکدم لڑکا بن گیا۔ آپ نے اس کا نام شہاب الدین رکھا اور فرمایا یہ طویل عمر پائے گا۔ اس کے ابرو و پستان دراز ہوں گے۔ اور بڑے بڑے لوگ اس کے مرید ہوں گے۔ چنانچہ جس طرح آپ نے فرمایا تھا، ویسا ہی ہوا اور سلسلہ سہروردیہ ان سے جاری ہوا۔

عمرِ خضر عطا فرمانا:

تحفۃ القادریہ میں ہے کہ آپ کے صاحبزادے سید عبدالوہاب کے پانچ بیٹے تھے۔ جن میں سید جمال اللہ آنجناب کے ہم شکل اور نہایت خوش سیرت تھے۔ آپ نے انہیں فرمایا تیری عمر دراز ہوگی۔ جب تو حضرت عیسٰی علیہ السلام کا زمانہ پائے تو میرا اسلام ان کی خدمت میں پہنچانا۔ پس بموجب آپ کے عالی فرمان کے وہ ہنوز زندہ موجود ہیں اور

ابدالوں میں سے ایک ابدال ہیں۔ اور شہر بسطام میں اقامت رکھتے ہیں۔

سیّد احمد کبیر رفاعی رحمۃ اللہ علیہ:

سید احمد کبیر رفاعی، سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کی منہ بولی بہن کے صاحبزادے تھے۔ حضور غوث الثقلین آپ کی والدہ ماجدہ کو ہمشیرہ کہہ کر بلاتے تھے۔ سیّد احمد کبیر رفاعی کو جس قدر نعمتیں آنجناب کی بارگاہ سے حاصل ہوئیں۔ دوسروں کو اس کا عشرِ عشیر بھی نصیب نہ ہوا۔ مناقب غوثیہ میں ہے ایک دن آپ نے اپنا ایک خادم سیّد احمد کبیر کے پاس بھیجا اور ان سے پوچھا "مَا الْعِشْقُ" یعنی عشق کیا ہے؟ سیّد صاحب نے یہ سن کر ایک جگر سوز آہ کھینچی اور فرمایا اَلْعِشْقُ نَارٌ یُحْرِقُ مَا سِوَی اللّٰہِ "عشق ایک آگ ہے جو اللہ کے سوا سب کو جلا ڈالتی ہے"۔ یہ فرماتے ہی سیّد صاحب کے جسم سے ایک شعلہ نکلا جس نے سید صاحب کو اور جس درخت کے نیچے وہ بیٹھے تھے، جلا کر راکھ کر دیا۔ پھر آپ کی راکھ پانی بن کر مثل برف جم گئی۔ خادم یہ حالت دیکھ کر بدحواس لوٹا اور سارا ماجرہ عرض کیا۔ آپ نے فرمایا تو واپس جا اور اس جگہ اور وہاں کے اطراف کو عطریات اور بخورات سے خوب معطّر کر کہ انشاء اللہ سیّد صاحب اپنے جسم اطہر اور صورتِ اصل کی طرف لوٹ آئیں گے۔ خادم نے اسی طرح کیا۔ ایک ساعت نہ گزری تھی کہ سید احمد کبیر رفاعی کلمۂ توحید پڑھتے ہوئے اٹھ بیٹھے۔

شیخ محمد بن الخضر اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ میں ایک بار بارگاہِ غوثیت مآب میں حاضر ہوا۔ بغداد کے بڑے بڑے مشائخ بھی وہاں موجود تھے۔ میرے دل میں خیال آیا کہ کاش سید احمد کبیر رفاعی بھی یہاں ہوتے تو میں ان کی زیارت سے بھی مستفیض ہوتا۔ سرکار محبوب سبحانی نے میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا "اے خضر! شیخ احمد رفاعی موجود ہیں۔ ان سے مُلاقات کرو"۔ میں نے دیکھا کہ آپ کے بازو کی طرف ایک باہیبت بزرگ بیٹھے ہیں۔ میں نے اٹھ کر انہیں سلام کیا اور مصافحہ کیا تو انہوں نے فرمایا "اے خضر! جو شخص حضرت محبوب سبحانی جیسے بزرگ کو دیکھے اسے پھر مجھ جیسے شخص سے ملنے کی آرزو نہیں کرنی چاہیے"، یہ فرما کر میری نظروں سے غائب ہو گئے۔ آنجناب غوثیت مآب کے وصال کے بعد جب میں شیخ احمد الرفاعی کی خدمت میں حاضر ہوا تو دیکھا کہ وہی بزرگ ہیں۔ آپ نے مجھے دیکھ کر فرمایا "اے خضر! کیا تم کو میری پہلی ملاقات کافی نہیں ہوئی؟

سرکار کا فرمان ہے کہ جو ولی فنا در فنا کے مقام تک پہنچتا ہے۔ پھر اپنے قالبِ عنصری کی طرف رجوع نہیں کر سکتا۔ سوائے دو اولیاء کے ان میں ایک سید احمد کبیر رفاعی ہیں اور دُوسرے زمانہ سابق میں گزرے ہیں۔ سرکار آپ کی مدح میں یہ شعر پڑھا کرتے تھے۔

کذا ابن الرفاعی کان منی　　　　یسئلک لی طریقی واشغالی

تاجر کو گمشدہ اُونٹ اور اسباب کا مل جانا:

شیخ عبداللہ الجبائی رحہ سے منقول ہے کہ ایک تاجر قافلے کی روانگی کا انتظار کرتا رہا تاکہ ان کے ہمراہ تجارت کے لیے جائے۔ جب قافلہ روانہ ہوا تو یہ چھ اونٹوں پر سرخ شکر لاد کر قافلے کے ہمراہ روانہ ہوگیا۔ راستے میں رات کے وقت اس کے اونٹ گم ہو گئے۔ بہت تلاش کیا مگر نہ ملے سخت گھبرایا۔ وہ سیدنا غوث الاعظم رض کا مرید تھا۔ باوازِ بلند آپ کو پکارنے لگا، یا سیدی یا غوث الاعظم المدد۔ اچانک اس کی نظر سامنے پہاڑی پر پڑی تو کیا دیکھتا ہے کہ ایک سفید پوش بزرگ کھڑے ہیں اور اپنی طرف آنے کا اشارہ کر رہے ہیں۔ جب وہ اس طرف گیا تو بزرگ کو موجود نہ پایا مگر اس پہاڑ کے دوسری جانب تمام گمشدہ اونٹ مع اسباب اس کو مل گئے۔

بہجۃ الاسرار میں مذکور ہے سیدنا غوث الاعظم رض نے فرمایا کہ جو شخص مجھ کو مصیبت میں پُکارے، میں اس کی مصیبت دُور کرتا ہوں اور جو کسی سختی میں میرا نام لے کر مجھے پکارے، میں اس کی تکلیف رفع کرتا ہوں اور جو شخص کسی حاجت میں اللہ تعالیٰ کی طرف میرا توسل کرے تو اس کی حاجت پوری ہوگی۔

جو شخص دو رکعت نماز پڑھے اور ہر رکعت میں بعد سورۂ فاتحہ، گیارہ بار سورہ اخلاص پڑھے پھر سلام کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درُود شریف پڑھے اور مجھ کو یاد کرے اور میرا نام لیتے ہوئے عراق کی جانب گیارہ قدم چلے اور اپنی حاجت مانگے تو خدا کے حکم سے اس کی حاجت پوری ہوگی۔

تحقیق الاولیاء فی شان سلطان الاصفیاء میں مکتوبِ غیاثی کے حوالے سے مذکور ہے کہ اکثر بزرگان دین و مشائخ صاحبانِ صدق و یقین نے فضائل دو رکعت نماز یازدہ گامی جو کہ مسمّیٰ بہ صلوٰۃ الحاجت ہے اور صلوٰۃ الہدیہ بھی کہلاتی ہے،

اس کو مغرب وعشاء کے درمیان پڑھتے ہیں۔ سید المرسلین حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے استفادہ کیئے ہیں اور منجانب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم، اس دوگانہ کے اداکرنے کے پر مامور ہیں۔ چنانچہ حضرت شیخ یوسف سجاوندی قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ میں خواب میں جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوا اور عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ! اگر کسی شخص کی اجل آگئی ہو تو اس کے لیئے کوئی علاج ہے کہ وہ نہ مرے؟۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اگر میرے فرزند سید عبد القادر رضؓ کا دوگانہ اعتقادِ راسخ سے اداکرے تو اس کی عمر بڑھ جاتی ہے۔

آپ رضؓ سے حُسنِ ظن رکھنے پہ مغفرت :

مشائخ سے منقول ہے کہ ایک دفعہ آپ سے عرض کیا گیا کہ ایک قبر سے چلّانے کی آواز آتی ہے۔ آپ رضؓ نے پوچھا کیا اس شخص نے میرا خرقہ پہنا ہے۔ لوگوں نے کہا نہیں۔ آپ رضؓ نے کہا، کیا وہ کبھی میری مجلس میں حاضر ہوا؟۔ لوگوں نے کہا نہیں۔ آپ رضؓ نے پوچھا، کیا اس نے کبھی میرا طعام کھایا ہے۔ لوگوں نے کہا نہیں۔ آپ رضؓ نے پوچھا، کیا اس نے کبھی میرے ہمراہ نماز ادا کی ہے۔ لوگوں نے کہا نہیں۔ فرمایا وہ حد سے گزرنے والا اور گمراہ سے بھی بدتر ہے۔ پھر آپ رضؓ مراقب ہو گئے۔ آپ کے رُخ مبارک پر ہیبت ووقار غالب ہوا۔ چند لمحے بعد سرِ اقدس اُٹھایا۔ اور فرمایا ملائکہ نے مجھے خبر دی ہے کہ اس شخص نے ایک مرتبہ آپ کو دیکھا تھا اور اپنے دل میں آپ کو اچھا جانا تھا۔ اللہ عزوجل نے اس بناء پر اس پہ رحم فرمایا۔ پھر مشائخ کئی مرتبہ اس کی قبر پہ گئے مگر وہاں سے پھر کبھی آواز نہ آئی۔ سبحان اللہ! جو آپ رضؓ سے محض حُسنِ ظن رکھے اس کا یہ عالم ہے اور جو آپ سے بے حد محبت وعقیدت رکھے اس کا کیا عالم ہو گا۔

کُرد قبائل کا قبولِ اسلام :

حضرت شیخ سیدنا عبد القادر جیلانی رضؓ کے زمانے میں کرد قبائل عیسائی تھے۔ یہ بڑے جنگجو تھے اور عباسی خلفاء ان کے ہاتھوں بے حد تنگ تھے۔ منقول ہے کہ سیدنا غوث الاعظم رضؓ کرد قبائل کو دعوتِ اسلام دینے کے لیے ان کے علاقے میں گئے۔ اور لوگوں کو اسلام قبول کرنے کی دعوت دی۔ کرد سردار آپ کی شخصیت سے

بے حد متاثر ہوئے۔ انہوں نے کہا ہمارا ایک عالم ہے جو نہ صرف ہمارے دین بلکہ آپ کے دین کی بھی واقفیت رکھتا ہے۔ اگر وہ اسلام قبول کرلیتا ہے تو پھر ہمیں بھی کوئی تامّل نہ ہو گا۔ آپ رضؓ نے فرمایا اسے بلاؤ۔ اس عالم کے آنے پہ آنجناب رضؓ نے اسے دعوتِ اسلام دی۔ وہ بولا کہ میں آپ کے نبی کی کافی حدیثوں سے واقف ہوں۔ آپ کے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا ہے علماءِ اُمّتی کانبیاءِ بنی اسرائیل یعنی میری اُمّت کے علماء بنی اسرائیل کے انبیاء کی طرح ہیں۔ آپ رضؓ نے فرمایا ہاں یہ ہمارے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے، کیا تجھے اس میں کوئی شک ہے؟۔ وہ کہنے لگا بنی اسرائیل کے انبیاء میں سے ایک نبی حضرت عیسٰی علیہ السلام ہیں۔ جن کے بارے میں آپ کے قرآن میں درج ہے کہ وہ مُردوں کو زندہ کردیتے ہیں۔ آپ بھی اپنے نبی کی امت کے ایک عالم ہیں اگر آپ کے نبی برحق ہیں اور ان کا کلام حق ہے تو کیا آپ کسی مُردے کو زندہ کر سکتے ہیں۔ اگر آپ کسی مُردے کو مثلِ عیسٰی علیہ السلام زندہ فرما دیں تو ہمیں اسلام قبول کرنے میں ہچکچاہٹ نہ ہوگی۔ (اس عالم نے یہ شرط اس لیے عائد کی کہ نہ تو مُردہ زندہ ہو سکے گا۔ اور نہ ہی ہم لوگوں کو اسلام قبول کرنا پڑے گا)۔ سیدنا غوث الاعظم رضؓ نے فرمایا، اسلام قبول کرنے کے لیے تمہاری کیا یہی ایک شرط ہے یا اور بھی ہیں۔ اس نے کہا، بس یہی ایک شرط ہے۔ آپ رضؓ اسے اپنے ہمراہ لے کر قبرستان گئے۔ ساتھ میں آپ رضؓ کے رفقاء اور کرد قبائل کے افراد کا ہجوم تھا۔ آپ رضؓ نے اس سے پوچھا کہ کون سا مُردہ زندہ کروں؟۔ وہ عالم آپ کو اس قبرستان کی سب سے بوسیدہ قبر پہ لے آیا اور کہا اسے زندہ کر دیں۔ نائبِ مصطفٰے ؐ، محبوب سبحانی، سیدنا غوث الاعظم رضؓ نے فرمایا، حضرت عیسٰی علیہ السلام مردہ زندہ کرتے وقت فرماتے تھے قُمْ بِاِذْنِ اللّٰہِ یعنی اللہ کے حکم سے اٹھ اور میں کہتا ہوں قُمْ بِاِذْنِی (اُٹھ میرے حکم سے) یہ فرما کر آپ نے اس قبر کو ایک ٹھوکر ماری تو قبر شق ہوگئی۔ اور اس میں سے ایک شخص باہر نکلا اور نکلتے ہی سلام کیا اور پوچھا کیا قیامت ہوگئی ہے۔ سیدنا غوث الاعظم رضؓ نے فرمایا، نہیں ابھی قیامت نہیں ہوئی بلکہ تمہیں اٹھایا گیا ہے، تم اپنے بارے میں بتاؤ۔ اس نے کہا، میں حضرت دانیال علیہ السلام کا اُمّتی ہوں اور میں ان کے ماننے والوں میں سے تھا۔

میرا حال اچھا ہے اور اس وقت دینِ اسلام ہی برحق دین ہے اور فلاح و کامرانی اور نجات کا دار و مدار اسی دین کو قبول کرنے اور اس پہ عمل پیرا ہونے میں ہے۔ سرکارِ غوثیت مآب رضی اللہ عنہ نے فرمایا، اب تم واپس جاؤ، تمہیں قیامت میں پھر اٹھایا جائے گا۔ یہ عظیم الشان کرامت دیکھ کر وہاں موجود تمام کُردوں نے اور اس عالم نے اسلام قبول کر لیا اور اس طرح کُرد قبائل نورِ اسلام سے منور ہو گئے۔ پھر یہ لوگ اسلامی لشکر میں شامل ہو گئے۔ جس سے مملکتِ اسلامیہ کو بڑا استحکام ملا۔ کرد سردار جب بھی بغداد شریف آتے تو آنجناب رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں بھی حاضری دیتے۔ ایک مرتبہ ایک سردار اپنا دس سالہ لڑکا لے کر آپ رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور عرض کیا اے میرے سردار! یہ میرا بیٹا ہے، آپ رضی اللہ عنہ اس کے حق میں دعا فرمائیں کہ یہ اسلام کا نامور سپہ سالار بنے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس کے لیے دعا فرمائی۔ سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کی دعا کی برکت سے وہ بچہ اسلام کا نامور سپہ سالار بنا اور سلطان صلاح الدین ایوبی رحمۃ اللہ علیہ کے نام سے عالمگیر شہرت پائی اور مسلمانوں کے لیے فتح و نصرت کا عظیم نشان بن گیا جس نے عیسائیوں کے لشکر کو ہر مقام پہ شکستِ فاش دی۔

تاتاریوں کا قبولِ اسلام :

کتبِ تاریخ میں لکھا ہے کہ تاتاریوں کے غلبہ کے بعد سلسلہ عالیہ قادریہ کے ایک خراسانی بزرگ اشارہ غیبی کے تحت ہلاکو خان کے بیٹے تگودار خان کے پاس پہنچے۔ وہ شکار سے واپس آ رہا تھا اور اپنے محل کے دروازے پر اس درویش کو دیکھ کر بانداز تمسخر کہنے لگا اے درویش تمہاری داڑھی کے بال اچھے ہیں یا میرے کتے کی دم۔ آپ نے جواباً فرمایا، میں بھی اپنے مالک کا کتا ہوں۔ اگر میں اپنی جاں نثاری اور وفاداری سے اسے خوش کر پاؤں تو میری داڑھی کے بال اچھے ہیں ورنہ آپ کے کتے کی دم اچھی ہے جو آپ کی فرماں برداری کرتا ہے اور آپ کے لیے شکار کی خدمت انجام دیتا ہے۔ تگودار خان پر اس اندازِ گفتگو کا بہت اثر ہوا اور اس نے آپ کو اپنا مہمان رکھ لیا اور پھر آپ کی تعلیمات و تبلیغ کے سبب در پردہ اسلام قبول کر لیا۔ مگر اپنے اسلام کو اس لیے ظاہر نہ کیا کہ ناسازگاری حالات کے پیش نظر کہیں اپنی

قوم کی مخالفت کا سامنا نہ کرنا پڑے۔ بعد ازاں ان کو یہ کہہ کر رخصت کر دیا کہ آپ کچھ عرصے بعد تشریف لائیے گا۔ تاکہ میں اس دوران اپنی قوم کو ذہنی طور پہ یہ نیا مذہب قبول کرنے کے لئے تیار کر سکوں۔ وہ درویش واپس وطن تشریف لے گئے مگر چونکہ وقت پورا ہو چکا تھا اس لیے انہوں نے داعئ اجل کو لبیک کہا۔ کچھ عرصے بعد ان کے صاحبزادے باپ کی جگہ حسبِ وصیت تگودار خان کے پاس پہنچے تو اس نے کہا باقی سردارانِ قوم تو قریباً مائل ہو گئے ہیں مگر ایک سردار جس کے پیچھے کافی جمعیت ہے، آمادہ نہیں ہو رہا ہے۔ حضرت نے تگودار کے مشورے سے اسے بلوایا اور تبلیغ فرمائی، مگر اس نے کہا میں ایک سپاہی ہوں، جس کی ساری عمر جنگ میں گزری ہے۔ میں صرف طاقت میں ایمان رکھتا ہوں۔ اگر میرے پہلوان کو آپ کشتی میں پچھاڑ دیں تو میں مسلمان ہو جاؤں گا۔ یہ بات سن کر آپ نے تگودار خان کے منع کرنے کے باوجود اس سردار کا چیلنج منظور کر لیا اور مقابلے کے لئے تاریخ و وقت کا تعین کر کے اجتماع ناظرین کے خیال سے اعلانِ عام کروا دیا۔ تگودار خان نے بہت کہا کہ ایک تاتاری نوجوان پہلوان سے ایک کمزور جسم درویش کا مقابلہ ناانصافی اور قتلِ عمد کے مترادف ہے۔ مگر مخالف سردار نے کہا کہ یہ مقابلہ ہو کر رہے گا۔ اس لئے کہ اس درویش کے قتل سے اس قسم کے دوسرے دخل در معقولات کرنے والوں کو عبرت ہو گی اور یہ اس لئے بھی ضروری ہے کہ خانِ اعظم یعنی تگودار خان آئندہ اس قسم کے چلتے پھرتے لوگوں کی باتوں کو در خور اعتناء نہ سمجھا کریں گے۔ چنانچہ مقررہ دن ہزارہا مخلوق کی موجودگی میں مقابلہ ہوا۔ حضرت نے جاتے ہی ایک طمانچہ اس زور کا تاتاری پہلوان کے منہ پہ رسید کیا کہ اس کی کھوپڑی ٹوٹ گئی اور لوگوں میں شور مچ گیا۔ سب لوگ حیران تھے کہ یہ کیا ہو گیا ہے۔ انہیں کیا معلوم کہ یہ منحنی قسم کا قادری درویش کس کا پہلوان تھا۔

تری خاک میں ہے اگر شرر تو خیالِ فقر و غنا نہ کر
کہ جہاں میں نانِ شعیر پہ ہے مدار قوتِ حیدری

اس حیرت انگیز واقعہ کا یہ اثر ہوا کہ نہ صرف اس سردار نے حسبِ وعدہ میدان میں نکل کر آپ کے ہاتھ کو بوسہ دے کر اپنے قبولِ اسلام کا اعلان کیا بلکہ اکثر حاضرین بھی اسلام لے آئے۔ اور تگودار خان نے بھی اپنے اسلام کا اظہار

کر کے اپنا نام احمد رکھا۔ تاتاری جرنیلوں نے بالعموم اس کے اسلام لانے کو پسند نہ کیا اور بغاوت کی۔ احمد باوجود مقابلہ کے کامیاب نہ ہو سکا اور شہید ہوا۔ مورخین نے اس واقعہ کو قدرت کی ایک عجیب ستم ظریفی قرار دیا کہ باپ یعنی ہلاکو خان تو اسلام اور عربوں کی تہذیب کو تباہ کرے اور بیٹا یعنی احمد (تگودار خان) اسی تہذیب اور اسلام کے تحفظ کے لیے اپنی جان قربان کر دے۔

اگرچہ اس واقعہ سے تاتاریوں میں اشاعت اسلام کی رفتار قدرے سست پڑ گئی۔ مگر دوسری طرف ہلاکو خان کے چچازاد بھائی "برکہ" نے حضرت شیخ شمس الدین باخوریؒ کے دستِ حق پرست پہ اسلام قبول کر لیا اور تگودار کے بھتیجے یعنی غزن محمود نے بھی اسلام قبول کر لیا۔ غزن محمود کے خلاف بھی بغاوت ہوئی مگر وہ سب کو شکست دے کر غالب آنے میں کامیاب ہو گیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ تقریباً تمام تاتاری قبائل اسلام لے آئے اور وسطِ ایشیا کی تاتاری حکومت، تاتاری اسلامی حکومت میں بدل گئی۔

ایک وہ وقت تھا کہ تاتاریوں کے ابتدائی حملے کے وقت سلطان علاؤالدین محمد خوارزم شاہ نے بقولِ مشہور یہ کہہ کر اپنا گھوڑا لوٹا لیا تھا کہ اسے ملائکہ اور اولیاء اللہ کی ارواح چنگیزی لشکر کے سروں پہ سایہ فگن یہ کہتی نظر آئی ہیں: اَیُّھَا الْکَفَرَۃُ اُقْتُلُوا الْفَجَرَۃَ (اے کافرو! ان فاجروں کو قتل کرو)۔ جس کے نتیجے میں لاکھوں مسلمانوں کا خون بہا اور ایک وقت یہ آیا کہ ایک تنہا قادری درویش نے اپنی قوت یداللّٰہی کا مظاہرہ کر کے لاتعداد تاتاریوں کو حلقہ بگوشِ اسلام کیا اور یہ اسی سلطان الوجود، قطب الوقت، خلیفۃ اللہ فی الارض، نائبِ رسولؐ، وارثِ کتاب اللہ حضرت محبوبِ سبحانی محی الدین شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ، کے روحانی تصرف کا اعجاز تھا کہ جب اسلامی سلطنتوں کی اینٹ سے اینٹ بج گئی تو ظاہری حالات کے تقاضوں اور عام توقعات کے برعکس اسلام کا چراغ گل ہونے کے بجائے نہ صرف روشن رہا بلکہ صرف پچیس سال کے اندر اندر یعنی ۶۸۰ھ تک خود ان غارت گروں کو اپنا حلقہ بگوش بنانے میں کامیاب ہو گیا۔

کراماتِ وخرقِ عادات

اولیاء اللہ سے کرامات کا ظاہر ہونا، کتاب اللہ، احادیث مبارکہ اور واقعات صحابہ سے ثابت ہے اور اس بات پر اہل سنت والجماعت کا اجماع ہے۔

کتاب اللہ سے ثبوت:

قرآن شریف کی بہت سی آیات سے کراماتِ اولیاء کے برحق ہونے کا ثبوت ملتا ہے۔ ان میں سے چند آیات پیش کی جا رہی ہیں۔

۱۔ ارشادِ ربانی ہے کُلَّمَا دَخَلَ عَلَیْهَا زَکَرِیَّا الْمِحْرَابَ وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا ۚ قَالَ یٰمَرْیَمُ اَنّٰی لَکِ هٰذَا ؕ قَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ یَرْزُقُ مَنْ یَّشَآءُ بِغَیْرِ حِسَابٍ (پ۳۔ آل عمران ۳۷) یعنی جب کبھی حضرت زکریا علیہ السلام حضرت مریم علیہ السلام کے پاس (اس کی) عبادت گاہ میں جاتے تو ان کے پاس کھانے کی چیزیں موجود پاتے (ایک بار) زکریا علیہ السلام بولے اے مریم یہ رزق تمہارے لیے کہاں سے آتا ہے؟۔ مریم علیہ السلام بولیں یہ اللہ تعالیٰ کے پاس سے آتا ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے بے حساب رزق دیتا ہے۔ روایت میں ہے کہ زکریا علیہ السلام نے مریم علیہ السلام کے لیے ایک بالاخانہ بنایا تھا جس کے سات دروازے تھے وہاں ان کو رکھا یا یہاں عبادت گاہ سے بیت المقدس کی کوئی اعلیٰ جگہ مراد ہے اس مقام پر جب زکریا علیہ السلام حضرت مریم کے پاس آتے تو ان کے پاس بے موسم کے پھل موجود پاتے تو حیرت سے پوچھتے کہ یہ تم تک کیسے پہنچے۔ کیونکہ ایک تو ان کا موسم نہیں ہے یعنی کہیں بھی دستیاب نہیں ہیں دوسرے سات قفل سے ہو کر کیسے یہاں تک پہنچے تو مریم علیہ السلام نے فرمایا هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ وہ اللہ کی طرف سے آتے ہیں۔ اس آیت میں حضرت مریم کی دو

کرامتیں بیان ہوئیں۔ ایک جنت کے پھل کھانا، دوسرے بچپن میں عارفانہ کلام فرمانا۔

۲۔ اور فرمایا وَهُزِّي إِلَيْكِ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ تُسَاقِطْ عَلَيْكِ رُطَبًا جَنِيًّا فَكُلِي وَاشْرَبِي وَقَرِّي عَيْنًا (پ ۱۶، مریم ۲۵) "اور کھجور کے تنے کو اپنی طرف ہلاؤ، تم پر پکی ہوئی کھجوریں گریں گے، انہیں کھاؤ اور پانی پیو اور (اپنے فرزند کو دیکھ کر) آنکھیں ٹھنڈی کرو"۔ حالانکہ وہ کھجور کا موسم نہ تھا اور درخت پر کوئی کھجور نہ لگی تھی مگر وہ رب جو مریم علیہ السلام کو حجرہ عبادت میں بے موسم پھل کھلایا کرتا تھا۔ وہ ایام زچگی میں تازہ اور میٹھے خرموں کا اہتمام فرماتا ہے۔ یہ مریم علیہ السلام کی دوسری کرامت ہے جبکہ وہ نبی یا رسول نہ تھیں۔

۳۔ اور فرمایا وَنُقَلِّبُهُمْ ذَاتَ الْيَمِينِ وَذَاتَ الشِّمَالِ وَكَلْبُهُمْ بَاسِطٌ ذِرَاعَيْهِ بِالْوَصِيدِ ط اور ہم ان کی کروٹ بدلتے رہتے ہیں، کبھی دائیں طرف کبھی بائیں طرف اور ان کا کتا دہلیز پر اپنے ہاتھ پاؤں پھیلائے ہوئے لیٹا ہے۔" (پ ۱۵ کہف ۱۸)۔ یہ اصحاب کہف کا تذکرہ ہے۔ کتے کا ان سے باتیں کرنا اور ان لوگوں کا غار میں کتے سمیت تین سو نو برس تک سوتے رہنا اور اس اثنا میں ان کا دائیں بائیں کروٹ لیتے رہنا کرامت ہے جیسا کہ اس سے اگلے رکوع میں ارشاد ہوا۔ وَلَبِثُوا فِي كَهْفِهِمْ ثَلٰثَ مِائَةٍ سِنِينَ وَازْدَادُوا تِسْعًا اور وہ لوگ غار میں تین سو نو برس تک رہے۔

۴۔ سورہ نمل میں ارشاد ہے کہ جب حضرت سلیمان علیہ السلام نے چاہا کہ بلقیس کے آنے سے قبل اس کا تخت اپنے دربار میں منگوائیں تو درباریوں سے پوچھا يَا أَيُّهَا الْمَلَؤُا أَيُّكُمْ يَأْتِينِي بِعَرْشِهَا قَبْلَ أَنْ يَأْتُونِي مُسْلِمِينَ۔ (پ ۱۹، نمل ۳۸) "اے درباریو! تم میں سے کون ایسا ہے جو بلقیس کا تخت اس کے آنے سے قبل میرے پاس لے آئے"۔ ایک قوی ہیکل جن نے کہا أَنَا آتِيكَ بِهِ قَبْلَ أَنْ تَقُومَ

مِنْ مَّقَامِكَ یعنی میں اس کو یہاں لا سکتا ہوں اس وقت سے پہلے کہ آپ اپنا دربار برخاست کریں۔" حضرت سلیمان نے فرمایا میں اس سے بھی جلدی چاہتا ہوں۔ اس پر وہاں موجود اللہ کے ایک ولی آصف بن برخیا نے کہا أَنَا آتِيكَ بِهِ قَبْلَ أَنْ يَرْتَدَّ إِلَيْكَ طَرْفُكَ ط یعنی میں اس کو آپ کے پاس آپ کی آنکھ جھپکنے سے قبل لا سکتا ہوں۔ آپ نے اجازت دی اور جونہی اس طرف دیکھا تو تخت کو وہاں موجود پایا۔ آصف نبی یا پیغمبر نہ تھے، حیرت انگیز بات ہے کہ وہ ہزاروں میل دُور کیسے گئے، کیسے اس تخت کو نکالا اور کیسے وہاں سے یہاں تک لے آئے اور صرف پلک جھپکنے کی دیری میں۔ ان کے پاس کون سی ایسی چیز تھی جس کے سبب اس قدر قوت اور تصرف حاصل ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے اس بارے میں فرمایا۔ عِنْدَهُ عِلْمٌ مِّنَ الْكِتٰبِ یعنی ان کے پاس کتاب میں سے کچھ علم تھا۔ جس کے پاس علم کتاب میں سے کچھ ہو اس کی طاقت و تصرف کا یہ عالم کہ وہ ہزاروں میل دُور سے تختِ بلقیس پلک جھپکنے سے پہلے لے آئے تو اس ہستیِ مقدسہ کے طاقت و تصرف اور اختیارات کا کیا عالم ہو گا جس پر سارا علم کتاب اور علم لدن کھول دیا گیا ہو اور جسے تمام اولیاء اللہ کا سردار بنا دیا گیا ہو۔ یقیناً اس کی قوت و تصرف اور شان کا اندازہ ایک امر محال ہے۔

احادیث مبارکہ سے ثبوت:

شیر خوار بچوں کا باتیں کرنا:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا گود کے بچوں میں سے تین بچے بولے ہیں۔ ایک عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام اور ایک جریج عابد والا لڑکا، اس کا قصہ یہ ہے کہ بنی اسرائیل میں جریج نامی ایک عابد تھا اس نے اپنی عبادت کے لیے ایک حجرہ بنایا ہوا تھا جس میں وہ عبادت کرتا تھا۔ ایک دن اس کی ماں نے اسے پکارا، جریج نے دل میں سوچا کہ ایک طرف اللہ کی عبادت ہے دوسری طرف ماں کا لحاظ ہے مگر اس نے نماز کو ترجیح دی اور نماز میں لگا رہا۔

ماں واپس چلی گئی ۔ اگلے روز پھر آئی اور جریج کو پکارا ۔ جریج اس وقت بھی نماز میں مشغول تھا ۔ اس نے سوچا ایک طرف اللہ کی نماز ہے اور دوسری طرف ماں ہے۔ اس نے پھر عبادت الٰہی کو ترجیح دی ۔ ماں واپس لوٹ گئی ۔ تیسرے دن پھر آئی اور پکارا جریج پھر نہ نکلا ۔ ماں نے اسے بد دعا دی کہ اے اللہ ! اس کو اس وقت تک موت نہ آئے جب تک اس کا پالا فاحشہ عورتوں سے نہ پڑے ۔ بنی اسرائیل میں جریج کی عبادت اور زُہد کا بڑا شہرہ ہوا ۔ ایک بدکار عورت جس کا حسن وجمال ضرب المثل تھا ۔ اس نے اپنی قوم سے کہا ، اگر تم کہو تو میں جریج کو جا کر پھانسوں۔ پھر وہ ایک دن جریج کے پاس آئی اور اس کو بہکانے کی بے حد کوشش کی۔ مگر جریج نے اس کی طرف نظر تک نہ اٹھائی ۔ وہ فاحشہ عورت کھسیا کر جذبۂ انتقام میں بھر گئی ۔ اس نے وہاں سے واپس ہو کر ایک گڈریے سے منہ کالا کیا جس سے اس کو حمل ٹھہر گیا ۔ جب اس نے بچہ جنا تو اپنا انتقام لینے کے لیے مشہور کر دیا کہ یہ بچہ جریج کا ہے ۔ یہ سننا تھا کہ لوگ جریج پہ ٹوٹ پڑے۔ اس کو عبادت خانے سے نیچے گھسیٹ لائے ، عبادت خانہ ڈھا دیا اور جریج کی پٹائی کرنے لگے ۔ جریج نے پوچھا کہ تم لوگ مجھے کیوں مار رہے ہو ۔ لوگوں نے کہا تو عابد بنتا ہے جبکہ تُو نے ایک فاحشہ عورت سے زنا کیا ہے اور اس نے تیرا بچہ جنا ہے ۔ جریج نے کہا اس بچہ کو میرے پاس لاؤ ۔ جب وہ لایا گیا تو جریج نے نماز پڑھی پھر اس بچّہ کے پیٹ میں انگلی چبھو کر بولا اے بچے ! سچ سچ بتا تیرا باپ کون ہے وہ بچہ بولا کہ فلاں گڈریا ۔ یہ کرامت دیکھ کر لوگ جریج کے ہاتھ پاؤں چُومنے لگے اور کہنے لگے اب ہم تیرا عبادت خانہ سونے کا بنا دیتے ہیں ۔ اس نے کہا نہیں بلکہ ویسا ہی بنا دو جیسا وہ پہلے مٹی کا تھا ۔ تیسرے بچّے کا واقعہ یوں ہے ایک مرتبہ ایک بچّہ اپنی ماں کی گود میں دودھ پی رہا تھا کہ سامنے سے ایک عمدہ سوار خوش شکل اور خوش لباس گزرا ۔ ماں نے دُعا کی کہ اے اللہ میرے بچّے کو بس اسی سوار جیسا بنا ۔ بچّے نے ماں کا پستان چھوڑ کر اس سوار پر نظر ڈالی اور صاف الفاظ میں کہا ۔ نہیں ، اے اللہ مجھے اس سوار جیسا نہ بنانا ۔ یہ کہہ کر پھر پستان چوسنے

لگا ۔ راوی فرماتے ہیں یہ واقعہ سُناتے وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جس طرح اپنی شہادت کی انگلی کو اپنے دہنِ مُبارک میں ڈال کر چوسا ۔ وہ منظر اس وقت میری نگاہوں کے سامنے ہے ۔ پھر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ۔ تھوڑی دیر بعد کچھ لوگ ایک لڑکی کو پکڑے ہوئے اور مارتے ہوئے سامنے سے گزرے وہ مارتے ہوئے کہہ رہے تھے کہ تو نے زنا کیا ہے اور چوری کی ہے جبکہ وہ لڑکی کہہ رہی تھی کہ میرا سہارا تو بس اللہ ہی ہے اور وہ کیسا اچھا کام بنانے والا ہے۔ ماں نے یہ منظر دیکھ کر شفقت سے بچے کیلئے دعا کی اے اللہ ! میرے بچّے کو اس لڑکی جیسا نہ بنانا ۔ بچّے نے پھر دودھ چھوڑ کر ایک نظر اس لڑکی پر ڈالی اور صاف الفاظ میں کہا اے اللہ ! مجھے اسی جیسا بنانا ۔ اس پر ماں بولی ، یہ کیسی بے عقلی ہے ؟ ۔ تو اس بچے نے کہا ۔ سنو وہ آدمی بڑا ظالم و جابر تھا تو میں نے کہا اے اللہ مجھے اس جیسا نہ بنانا اور اس لڑکی نے نہ زنا کیا ہے اور نہ ہی چوری تو میں نے کہا اے اللہ مجھے اس جیسا مظلوم اور بے گناہ بنانا ۔ (بخاری و مسلم)

چٹان کا غار کے منہ پر سے ہٹنا :

حضرت عبداللہ رضؓ ابن عمر رضؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم سے پہلے کی اقوام میں سے ایک بار تین افراد سفر میں نکلے راستے میں رات گزارنے کے لیئے انہوں نے پہاڑ کے غار میں قیام کیا ۔ ناگاہ پہاڑ پر سے ایک چٹان پھسلی اور غار کے منہ پہ آگری جس سے غار کا منہ بند ہو گیا ۔ تینوں بڑے پریشان ہوئے اور آپس میں کہا کہ ہمیں چاہیئے کہ ہم اپنے نیک اعمال کو اللہ کی بارگاہ میں وسیلہ بنائیں ۔ ان میں سے ایک نے یوں دُعا کی۔ اے میرے اللہ ! میرے ماں باپ بہت بوڑھے تھے اور میرا معمول تھا کہ جب تک وہ رات کو دودھ نہ پی لیتے تھے ، میں نہ خود دودھ پیتا اور نہ ہی اپنے بیوی بچوں کو دودھ پینے دیتا ۔ ایک دن جانوروں کے چارے کے لئے مجھے دُور جانا پڑا ۔ واپسی میں مجھے دیر ہو گئی ۔ میرے والدین سو چکے تھے ۔ میں نے دودھ دوہا مگر ان کی بے آرامی کے خیال سے انہیں بیدار نہ کیا اور ہاتھ میں پیالہ لیے ان کے انتظار

میں کھڑا رہا۔ میرے بچے بھوکے روتے رہے یہاں تک کہ صبح ہو گئی۔ جب وہ دونوں جاگے تو انہوں نے اپنے حصّے کا دودھ پیا۔ اے اللہ! اگر میں نے یہ کام آپ کی خوشنودی کے لیے کیا ہو تو اس چٹان کی مصیبت سے ہمیں نجات دے۔ اس کی دعا سے وہ چٹان ذرا سی کھسک گئی۔ مگر وہ لوگ وہاں سے نکل نہیں سکتے تھے۔ دوسرے شخص نے کہا، میری ایک چچازاد بہن تھی مجھے اس سے بے حد محبت تھی۔ میں اس پر قابو پانا چاہتا تھا، مگر وہ میرے قابو نہ آتی تھی۔ ایک بار قحط اور خشک سالی کے سبب وہ مجبور ہو کر میرے پاس مدد مانگنے آئی۔ میں نے اسے ایک سو بیس اشرفیاں اس وعدہ پر دیں کہ وہ مجھے اپنے اوپر پورا اختیار دے وہ مجبوراً راضی ہو گئی۔ جب مجھے اس پر قابو حاصل ہو گیا اور میں اس کی ٹانگوں کے درمیان بیٹھا تو اس نے کہا اللہ سے ڈر اور مہر کو ناجائز طریقے سے مت توڑ۔ یہ سن کر میں اس کے پاس سے ہٹ گیا۔ اگرچہ مجھے اس سے سخت محبت تھی۔ میں نے وہ اشرفیاں بھی اس سے واپس نہ لیں۔ اے اللہ! میں نے اگر ایسا محض آپ کی خوشنودی و رضا کے لیئے کیا ہو تو ہمیں اس مصیبت سے نکال دے۔ وہ چٹان تھوڑی سی اور کھسک گئی مگر ابھی بھی اس قدر جگہ نہ بنی تھی کہ وہ لوگ نکل سکتے۔ پھر تیسرے نے کہا۔ میں نے ایک بار مزدوروں سے مزدوری کروائی۔ سب کو میں نے مزدوری ادا کر دی۔ صرف ایک مزدور مزدوری لئے بغیر چلا گیا۔ میں نے وہ پیسے ایک نفع بخش کام میں لگا دیئے۔ اور وہ مال خوب بڑھتا رہا۔ کچھ عرصے بعد وہ مزدور آیا اور اس نے اپنی مزدوری طلب کی۔ میں نے کہا یہ سارے اونٹ، گائے، بیل، بھیڑ بکریاں اور یہ غلام سب تیری مزدوری ہی سے ہیں۔ اس کو یقین نہ آیا۔ کہنے لگا مذاق نہ کرو۔ میری مزدوری مجھے دو۔ میں نے اسے ساری بات بتائی اور تمام چیزیں جو میں نے اس کے مال کے سبب کمائی تھیں، اس کے حوالے کیں اور وہ تمام مال مویشی اپنے ہمراہ لے گیا۔ اے اللہ! اگر میں نے یہ کام محض آپ کے لیے کیا ہو تو جس قید میں ہم لوگ پھنسے ہوئے ہیں ہمیں اس سے نجات دے۔ اس پر وہ چٹان ہٹ گئی اور وہ وہاں سے نکل

کر اپنی راہ چلے گئے۔ (بخاری، مسلم)

مُردے کا زندہ ہو جانا:

حضرت انس رضؓ سے مروی ہے کہ ہم رسول اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ بیٹھے تھے۔ ایک عورت اپنے بیٹے کے ہمراہ آئی۔ اس کا لڑکا بلوغ تک پہنچ چکا تھا۔ آپؐ نے اس عورت کو مستورات کا مہمان بنا دیا اور اس کے بیٹے کو ہماری مہمانی میں دے دیا۔ اس کے لڑکے کو ایک وبائی مرض لاحق ہو گیا۔ وہ چند روز بیمار رہ کر انتقال کر گیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دستِ مبارک سے اس کی آنکھیں بند کیں۔ اور تجہیز و تکفین کا حکم فرمایا۔ جب ہم نے اس کو غسل دینا چاہا تو آپؐ نے فرمایا اے انس! اس کی والدہ کو اطلاع کر دو۔ انسؓ فرماتے ہیں میں نے اس کی والدہ کو خبر دی۔ وہ غم سے نڈھال آئیں اور بیٹے کے پیروں کے پاس بیٹھ گئیں اور اس کے پاؤں پکڑ کر شدتِ غم کے سبب کہا اے اللہ! میں دل سے تجھ پہ ایمان رکھتی ہوں اور بتوں سے متنفر ہوں۔ میں نے تیری محبت میں تیرے لیے ہجرت کی۔ الٰہی اب بت پرستوں کو مجھ پر ہنسی اڑانے کا موقع نہ دے اور ایسی مصیبت مجھ پر نہ ڈال جس کو اٹھانے کی مجھ میں طاقت نہ ہو۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ اس لڑکے کے پاؤں میں جنبش ہوئی اور اس نے اپنے منہ سے کپڑا ہٹا دیا۔ پھر وہ طویل عرصہ تک زندہ و سلامت رہا یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہو گیا پھر اس کی ماں کا بھی انتقال ہو گیا۔ (البدایہ والنہایہ)

شراب کا شہد بن جانا:

خیثمہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت خالدؓ کے سامنے ایک شخص پکڑ کر لایا گیا جس کے پاس شراب کا مشکیزہ تھا۔ آپ نے دعا کی اے اللہ تو اس کو شہد بنا دے۔ تو وہ شہد بن گئی۔

واقعات صحابہؓ سے ثبوت:

شکمِ مادر کا حال:

حضرت عروہ بن زبیر راوی ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اپنے مرضِ وفات

میں حضرت عائشہ صدیقہ کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا آج میرے پاس جو مال تھا وہ میرے وارثوں کا ہوچکا ہے اور یہ تمہارے دونوں بھائی عبدالرحمٰن اور محمد اور دونوں بہنوں کے لئے ہے۔ اسے تم لوگ قرآنِ مجید کے حکم کے مطابق تقسیم کرکے اپنا اپنا حصہ لے لینا۔ حضرت عائشہ صدیقہ نے پوچھا میری تو ایک ہی بہن اسماء ہے، دوسری بہن کہاں سے آئی؟۔ آپؓ نے فرمایا، میری بیوی بنتِ خارجہ حمل سے ہے اور اس کے شکم میں تمہاری دوسری بہن ہے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ لڑکی کی ولادت ہوئی اور نام امّ کلثوم رکھا گیا اس روایت سے یہ بھی ثابت ہے کہ سیدنا ابوبکر صدیقؓ کو اس بات کا علم تھا کہ میں اسی مرض میں رحلت پاجاؤں گا، دوسرے انہیں یہ بھی علم تھا کہ شکمِ مادر میں لڑکی ہے یا لڑکا۔ نیز بعد از وصال صدیقِ اکبرؓ کو ان کی وصیت کے مطابق روضۂ رسول پر لایا گیا۔ حضرت جابر فرماتے ہیں کہ ہم نے دروازہ کھٹکھٹایا اور کہا یہ ابوبکر صدیق ہیں اور آپ کے پاس دفن ہونا چاہتے ہیں۔ یہ کہتے ہی دروازہ فوراً کھل گیا۔ اور ندا آئی۔ انہیں عزت و وقار کے ساتھ داخل کرو اور دوست کو دوست سے ملادو۔

مدینے کی آواز نہاوند تک:

حضرت ابنِ عمرؓ سے روایت ہے کہ امیر المومنین حضرت عمرؓ نے حضرت ساریہ کو ایک لشکر کا سپہ سالار بنا کر نہاوند میں جہاد کے لیے روانہ فرمایا۔ ایک دن مسجد نبوی میں خطبہ دیتے ہوئے آپ نے اچانک ارشاد فرمایا یَا سَارِیَۃُ الْجَبَلَ یعنی اے ساریہ پہاڑ کی طرف۔ یہ بات آپ نے تین دفعہ دہرائی۔ حاضرین بڑے حیران ہوئے کہ حضرت عمرؓ یہ کیا فرما رہے ہیں۔ جب وہ لشکرِ اسلامی واپس آیا تو ان لوگوں نے بتایا کہ دشمن کا ایک گروہ پہاڑ کے عقب سے دورانِ جنگ ہم پہ حملہ کرنے کو ہی تھا کہ ہم نے امیر المومنین حضرت عمرؓ کی پکار سنی۔ ساریہ نے فوراً نصف لشکر کو اس جانب متوجہ کردیا۔ اگر حضرت عمرؓ ہمیں متنبہ نہ کرتے تو یقیناً ہم تمام وہاں شہید ہوجاتے۔ یہ حضرت عمرؓ کی باطنی نگاہ تھی

جس نے اپنے لشکر کو مشکل میں دیکھا اور یہ آپ کی روحانی قوت تھی جس کی بدولت آپ نے اپنی آواز وہاں تک پہنچائی۔ نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ اولیاء کی سماعت و بصارت عام آدمی کی طرح نہیں ہوتی بلکہ قربِ حق کے سبب ان کے کان خدا کے کان اور ان کی آنکھ خدا کی آنکھ ہوجاتی ہے جیسا کہ حدیثِ قدسی میں وارد ہے فکنت سمعہ الذی یسمع بہٖ.... یعنی اللہ فرماتا ہے کہ میں ان کے کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتے ہیں، میں ان کی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتے ہیں، میں ان کے ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتے ہیں اور میں ان کے پاؤں بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتے ہیں۔ اور حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مَنْ کَانَ لِلّٰہِ کَانَ اللّٰہُ لَہٗ یعنی جو اللہ کا ہوجاتا ہے تو پھر اللہ بھی اس کا ہوجاتا ہے۔ شیخ سعدی فرماتے ہیں

تو ہم گردن از حکمِ داور مپیچ   کہ گردن نہ پیچد ز حکمِ تو ہیچ

یعنی تو خدا کے حکم سے سرتابی نہ کر تاکہ تیرے حکم سے دُنیا کی کوئی چیز روگردانی نہ کرے۔

فرشتوں کا چکی چلانا:

حضرت ابوذر غفاریؓ کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ حضور اقدس صلی علیہ وسلم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو بلانے کے لیے مجھے ان کے مکان پہ بھیجا۔ میں نے دیکھا کہ ان کے گھر میں چکی خودبخود چل رہی ہے۔ میں نے بارگاہِ رسالت مآبؐ میں اس عجیب بات کا تذکرہ کیا تو آپؐ نے فرمایا اے ابوذرؓ! اللہ تعالیٰ کے کچھ فرشتے ایسے بھی ہیں جو زمین میں سیر کرتے رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان فرشتوں کی یہ بھی ذمہ داری لگادی ہے کہ وہ میری آل کی امداد و اعانت کریں۔ سبحان اللہ سیدالانبیاء کی عزت و عظمت اور ان کے وقار و اقتدار کا کیا کہنا کہ آپ کے اہلبیت کی چکی فرشتے چلایا کرتے تھے۔

دریائے نیل کے نام حضرت عمرؓ کا خط:

جب مصر فتح ہوا تو وہاں کے گورنر حضرت عمرو بن عاص کے پاس وہاں کے لوگوں نے آکر عرض کیا: اے امیر! اس علاقے میں ہر سال دریائے

نیل خشک ہو جاتا ہے۔ اور پھر اس دریا کو جاری کرنے کے لیے دریا کو ایک کنواری لڑکی کی بھینٹ دی جاتی ہے جس سے وہ جاری ہو جاتا ہے۔ یہ سن کر عمرو بن عاص رضؓ نے فرمایا، اسلام اس قسم کی جاہلانہ رسوم کی اجازت نہیں دیتا۔ حسبِ عادت دریائے نیل کا پانی خشک ہونے لگا تو وہاں کے لوگوں نے وہ رسم ادا کرنا چاہی تو عمرو بن عاص نے انہیں روکا اور حضرت عمرؓ کو تمام حالات تحریر فرمائے۔ حضرت عمر نے جواب میں لکھا کہ تم نے بہت اچھا کیا جو لوگوں کو اس جاہلانہ رسم سے روکا میں تمہارے پاس ایک خط بھیج رہا ہوں، اسے دریائے نیل میں ڈال دینا۔ اس خط کا مضمون یوں تھا۔

"اللہ کے بندے عمر ابن الخطاب کیجانب سے دریائے نیل کے نام
اما بعد! اے دریائے نیل اگر تو اپنی مرضی سے جاری ہوتا ہے تو مت ہو اور اگر اللہ تعالیٰ کی مرضی سے جاری ہوتا ہے تو میں خدائے واحد و قہار سے سوال کرتا ہوں کہ وہ تجھے جاری کر دے۔"

چنانچہ حسبِ حکم یہ خط دریائے نیل میں ڈال دیا گیا۔ اگلے روز لوگوں نے دیکھا دریا لبالب رواں دواں ہے اور آج تک رواں دواں ہے۔

حضرت عثمان غنی رضؓ کی کرامت:

علامہ تاج الدین سبکیؒ اپنی کتاب "طبقات" میں تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت عثمان رضؓ کے دورِ خلافت میں ایک شخص نے راستہ چلتے ہوئے ایک اجنبی عورت کو گھور گھور کر غلط نگاہوں سے دیکھا پھر وہ حضرت عثمان رضؓ کی بارگاہ میں آیا۔ حضرت عثمان نے اسے دیکھتے ہی بڑے جلال میں فرمایا "تم لوگ اس حال میں میرے سامنے آتے ہو کہ تمہاری آنکھوں میں زنا کے اثرات ہوتے ہیں۔" اس شخص نے حسد و بغض کے سبب کہا کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آپ پر وحی اترنے لگی ہے؟ آپ کو یہ کیسے معلوم ہو گیا کہ میری آنکھوں میں زنا کے اثرات ہیں۔ امیر المومنین نے ارشاد فرمایا، میرے اوپر وحی نازل نہیں ہوتی۔ البتہ میں نے جو کچھ کہا وہ بالکل صحیح ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے ایسی فراست عطا فرمائی ہے جس سے میں لوگوں کے حالات و خیالات معلوم کر لیتا ہوں۔

امیر المومنین حضرت عثمانِ غنی رضؓ چونکہ اہل بصیرت اور صاحبِ باطن تھے۔ اس لیے انہوں نے نگاہِ کرامت سے مذکورہ شخص کی آنکھوں میں گناہ کے اثرات ملاحظہ کر لئے تھے۔ اور اس کی آنکھوں کو اس لیئے زناکار کہا کہ حدیث شریف میں آیا ہے زِنَا الْعَيْنَيْنِ النَّظَرُ یعنی اجنبی عورت کو بری نگاہ سے دیکھنا آنکھوں کا زنا ہے۔

وفات کا علم:

حضرت فضالہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ امیر المومنین سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ مقام "ینبع" میں بہت سخت بیمار ہو گئے۔ میں اپنے والد کے ہمراہ ان کی عیادت کے لیے گیا۔ دورانِ گفتگو میرے والد نے کہا۔ آپؓ ایسی جگہ بیمار ہوئے ہیں کہ اگر آپ کی یہاں وفات ہو گئی تو قبیلہ "جہینہ" کے گنواروں کے سوا کون آپ کی تجہیز و تکفین کرے گا۔ اس لیے میری گذارش ہے کہ آپ رضؓ مدینہ منورہ تشریف لے چلیں۔ وہاں آپ کے جاں نثار مہاجرین و انصار اور مقدس صحابہ آپ کی تجہیز و تکفین کریں گے۔ یہ سن کر حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا اے فضالہ! تم اطمینان رکھو، میں اس بیماری میں ہرگز وفات نہ پاؤں گا۔ مجھے اس وقت تک ہرگز موت نہیں آسکتی جب تک مجھے تلوار مار کر میری پیشانی اور داڑھی کو خون سے رنگین نہ کر دیا جائے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا بدبخت عبدالرحمن ملجم خارجی نے آپ کی مقدس پیشانی پر تلوار چلادی، اس وقت آپؓ کی زبانِ مبارک سے یہ جملہ ادا ہوا "ربِ کعبہ کی قسم، میں کامیاب ہو گیا" اور اسی زخم کے سبب آپ شرفِ شہادت سے مشرف ہو گئے۔

مخفی امور کی خبر:

امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے کاشانۂ خلافت سے کچھ دور ایک مسجد کے قریب ایک گھر میں میاں بیوی رات بھر جھگڑتے رہے۔ صبح کو جنابِ امیر نے دونوں کو بلوایا اور جھگڑے کا سبب دریافت کیا، شوہر نے کہا اے امیر میں نے اس سے نکاح کیا مگر بعد نکاح مجھے اس سے شدید نفرت ہو گئی اور اسی بناء پر ہم میں رات بھر جھگڑا رہا۔ آپ نے تخلیہ میں عورت سے کہا، میں جو سوال کروں

اس کا جواب دینا۔ آپ نے فرمایا تیرا یہ نام ہے اور تیرے باپ کا یہ نام ہے۔ عورت نے کہا، آپ نے سچ فرمایا۔ پھر جناب امیر نے فرمایا، تو اپنے ایک رشتہ دار سے محبت کرتی تھی مگر تیرے گھر والے وہاں شادی کرنے پر رضامند نہ تھے۔ پھر ایک رات تو اپنے محبوب سے ملنے نکلی اور اس نے تجھ سے صحبت کی۔ جس کے سبب تو حاملہ ہوگئی۔ تو اور تیری ماں اس حمل کو چھپاتے رہے۔ جب دردِ زہ شروع ہوا تو تیری ماں تجھے گھر سے باہر لے گئی۔ اور جو بچہ پیدا ہوا، اس کو ایک کپڑے میں لپیٹ کر میدان میں ڈال دیا۔ اتفاق سے ایک کتّا اس بچے کے پاس آیا جس کو بھگانے کے لیے تیری ماں نے پتھر مارا مگر وہ پتھر بچے کو لگا اور اس کا سر پھٹ گیا۔ تیری ماں کو بچے پر رحم آگیا اور اس نے بچے کے زخم پہ پٹی باندھ دی۔ پھر تم دونوں وہاں سے واپس آگئے اور بچے کی کوئی خبر تمہیں نہ ملی۔ اس عورت نے کہا یہ واقعہ صحیح ہے۔ آپ نے فرمایا، تیرا یہ شوہر وہی تیرا بیٹا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تم دونوں کو حرام کاری سے بچانے کے لئے ایک دوسرے کے دل میں نفرت ڈال دی۔ آپ نے اس نوجوان سے کہا اپنا سر کھولو۔ اس نے سر کھولا تو اس پہ زخم کا نشان موجود تھا۔

لشکر کا دریا پر سے گزرنا:

جنگ فارس میں حضرت سعد بن ابی وقاص رضؓ اسلامی لشکر کے سپہ سالار تھے۔ دورانِ سفر راستے میں دریائے دجلہ پار کرنے کی ضرورت پیش آئی کشتیاں موجود نہ تھیں۔ آپ نے لشکر کو دریا میں چلنے کا حکم دے دیا اور خود سب سے آگے یہ دعا پڑھتے ہوئے چلنے لگے۔ نَسْتَعِیْنُ بِاللّٰہِ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَحَسْبُنَا اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ لشکر کے سارے لوگ بلا جھجک اور ایک دوسرے سے باتیں کرتے ہوئے دریا پہ چلنے لگے۔ سوار سواریوں پر اور پیدل چلنے والے پا پیادہ اور سارا دریا پار کر گئے۔ ایک صحابی کا پیالہ دریا میں گر گیا تو دریا کی موجوں نے اس پیالے کو کنارے پہنچا دیا۔ لشکر کی تعداد ساٹھ ہزار تھی۔

سیدنا غوث الاعظمؓ کی کرامات و خرق عادات

بہجۃ الاسرار میں شیخ علی بن ہیتیؒ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے زمانے میں کسی کو سیدنا غوث الاعظمؓ سے بڑھ کر صاحبِ کرامت نہیں دیکھا۔ جس کسی وقت بھی کوئی آپ کی کرامت دیکھنا چاہتا، دیکھ لیتا اور کرامت کبھی آپؓ سے ظاہر ہوتی تھی اور کبھی آپ میں ظاہر ہوتی تھی۔

شیخ ابو عمر و عثمان صریفینیؒ کا قول ہے کہ سیدنا عبدالقادر جیلانیؓ کی کرامات مثلِ موتیوں کی لڑیوں کے پے در پے تھیں۔ اگر ہم میں سے کوئی کسی روز آپ کی کسی کرامات دیکھنا چاہتا تو دیکھ لیتا۔

شیخ الاسلام عزیزالدینؒ بن عبدالسلام فرماتے ہیں کہ جس قدر تواتر کے ساتھ سرکارِ غوثیت مآب رضی اللہ عنہ کی کرامات منقول ہیں کسی اور ولی کی نہیں۔

امام نوویؒ بستان العارفین میں تحریر فرماتے ہیں کسی ولی کی کرامتیں اس کثرت سے ہم تک نہیں پہنچیں جس کثرت سے سیدی محی الدین شیخ عبدالقادر جیلانیؓ کی پہنچی ہیں۔

شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ لکھتے ہیں کہ حضرت شیخؓ کی کرامتیں اس قدر کثرت سے ہیں جن کا حصر و شمار ممکن نہیں۔

شیخ شہاب الدین سہروردیؒ کا قول ہے کہ آنجنابؓ سلطان الطریق اور متصرف فی الوجود بالتحقیق تھے۔

امام عبداللہ یافعیؒ فرماتے ہیں کہ آنحضرت رضی اللہ عنہ کی کرامات حدِ تواتر تک پہنچی ہوئی ہیں اور سب کا اس امر پہ اتفاق ہے کہ آج تک شیوخ آفاق میں سے کسی بزرگ کی کرامات آپ کا مقابلہ نہیں کرتیں۔

سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کی کرامات نہایت معتبر اور سچے راویوں

کی زبان سے ہم تک پہنچی ہیں جن کا انکار کرنا ممکن نہیں۔ کیونکہ دنیا کے تمام واقعات کی بنیاد یہی شہادت پر ہے اور اسی چیز کا نام تاریخ ہے۔ جو عینی شاہدوں کے بیانات کا مجموعہ ہوتی ہے۔ چنانچہ جب ہم سنتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے مردوں کو زندہ کر دیا، حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا اژدہا بن گیا، سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دستِ مبارک میں کنکریوں نے کلمہ پڑھا وغیرہ تو اس سے انکار کی کوئی منطقی وجہ معلوم نہیں ہوتی صرف تعجب کی بنا پہ انکار کر دینا سخت حماقت ہے کیونکہ شہادت اس پایہ کی ہے کہ کوئی بھی اسے جھٹلانے کی جرأت نہیں کر سکتا۔ ہر چند کہ انسان کو چاند پر چہل قدمی کرتے ہوئے ہم نے بچشمِ خود وہاں جا کر نہیں دیکھا لیکن اس بات سے انکار ممکن نہیں کیونکہ اس کی تصدیق اس قدر کثرت سے ہوئی ہے کہ اس پہ یقین نہ کرنا سراسر بے وقوفی ہے۔ بالکل اسی طرح حضور غوث الثقلین سے جو کرامات اور خرق عادات ظاہر ہوئیں۔ بغداد شریف کے بیشتر لوگوں نے انہیں اپنی آنکھوں سے دیکھا اور ان کا بیان اس قدر تواتر اور تسلسل کے ساتھ ہوا ہے کہ انکار کی گنجائش نہیں۔ امام یافعیؒ فرماتے ہیں کہ "دل کی بات کو جاننا اور واقعات کے رونما ہونے سے قبل ان کا علم ہونا اولیاء اللہ کی کرامات میں سے ہے"۔ قطب ربانی، محبوب سبحانی، غوث الصمدانی میرے مرشد لاثانی سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کی کرامات اس قدر ہیں کہ احاطہ تحریر میں نہیں آسکتیں۔ صرف چند کرامات تبرک کے طور پہ بیان کی جا رہی ہیں۔ جن سے آپ کے علم غیب اور تصرف کی زبردست وسعت کا پتہ چلتا ہے۔

سیدنا غوث الاعظمؓ فرماتے ہیں "اگر میری زبان پر شریعت کی لگام نہ ہوتو میں تم کو ان سب چیزوں کی خبر دوں جو تم اپنے گھروں میں کھاتے ہو اور رکھتے ہو، تم تمام میرے سامنے شیشے کی بوتلوں کی طرح ہو جن کے ظاہر و باطن سب عیاں ہیں۔

دریا میں غرق شدہ افراد کا زندہ فرمانا:

مناقب غوثیہ میں مشائخ عظام سے منقول ہے کہ ایک مرتبہ سیدنا غوث الاعظمؓ اپنے اصحاب کے ہمراہ دریا کے قریب سے گزر رہے تھے۔ وہ دریائے پُر آب جوش و خروش میں عارفوں کے دل سے مطابقت رکھتا تھا اور وحدۃ وصفا میں اہل جذب و محبت کے باطن سے نشان دیتا تھا۔ لحظہ بھر اس دریا دل محبوبِ لم یزلی نے اس دریا کی گزرگاہ پہ آرام فرمایا۔ اس اثناء میں چند عورتیں پانی بھرنے کے لیے آئیں۔ اور اس موجِ کرامت کے سامنے سے گزر کر اپنے اپنے گھڑے پانی سے بھرے اور پھر وہاں سے واپس لوٹ گئیں۔ مگر ایک شکستہ حال بوڑھی عورت نے اپنا برتن پانی سے بھر کر زمین پر رکھ دیا اور دریا کے کنارے کھڑی ہو کر ادھر چادر منہ پر ڈال کر آہ و بکا اور نوحہ زاری شروع کر دی اور اس قدر روئی کہ بیان سے باہر ہے۔ رحمۃ اللعالمین کے مظہر اتم اور نائبِ اعظم سیدنا غوث الاعظمؓ نے جب یہ ماجرا دیکھا تو غمگین و پر ملال ہو گئے کہ کس ظالم نے اس پر دستِ ظلم دراز کیا، کس سنگ دل نے اس کے دل کو دکھایا ہے، یہ کیوں اس قدر بے حال ہے۔ چنانچہ آپؓ نے اپنے ایک ساتھی کو حقیقت حال معلوم کرنے کے لیے بھیجا۔ اس نے واپس آکر عرض کیا یا حضرت! اس کا قصہ بڑا دردناک ہے۔ اس کا ایک بیٹا تھا جو بڑا حسین و جمیل تھا۔ ایک روز یہ اپنے فرزندِ دلبند کی شادی کر کے اپنے گھر کو آتی تھی۔ دریا کے کنارے پہنچ کر تمام براتی، دولہا اور دلہن بمع تمام ساز و سامان کے کشتی میں سوار ہوئے تاکہ دریا پار کر کے گھر پہنچیں۔ جب کشتی دریا کے بیچ میں پہنچی تو اچانک دریا میں طغیانی پیدا ہوئی اور کشتی بھنور میں پھنس گئی۔ ہر چند ملاحوں نے کوشش کی کہ کشتی کو ورطۂ ہلاکت سے بچائیں لیکن ساری کوششیں بے سود ہوئیں چونکہ قضاء الٰہی میں اس گروہ کی قضا مقدور تھی اس لیے کشتی چکر کھا کر اس جگہ پہ جہاں یہ بوڑھی عورت نوحہ کر رہی ہے، دریا کی تہ میں بیٹھ گئی۔ سوائے غمزدہ بوڑھی عورت کے کوئی شخص اس جماعت سے زندہ نہ نکلا۔ سب قعرِ دریا میں غرق ہو گئے۔ اس حادثہ کے وقوع پر شہر کے لوگوں نے اکٹھا ہو کر نوحہ زاری کی اور یہ بیوہ بارہ سال سے ہر روز

پانی بھرنے کے لیے آتی ہے اور دریا کے کنارے اسی مقام پہ کھڑے ہوکر آہ وزاری کرتی ہے۔ اور پھر واپس گھر چلی جاتی ہے۔ اس دردناک حادثہ کے سُننے سے دردمندوں اور غریبوں کے غمگسار و مددگار پہ بے حد اثر ہوا۔ دریائے رحمت جوش میں آگیا اور زبانِ الہام بیان سے ارشاد فرمایا کہ اے جوان! جا اور ضعیفہ کو گریہ وزاری سے روک اور اس سے کہہ کہ تسلّی رکھے جو چاہتی ہے، دیا جائے گا۔ وہ شخص اس پیرہ زال کے پاس آیا اور فرمان کے بموجب دلاسہ دینا شروع کیا مگر اس کا نوحہ نہ رُکا۔ اس نے واپس آکر بارگاہِ اقدس میں عرض کیا۔ اے زخمی دلوں کے مرہم، اے دردمندوں کی راحتِ جاں، اے غمزدوں کے مددگار! فرزند کے فراق سے جو آتش اس کے سینے میں فروزاں ہے۔ وہ زبانی تسلّی سے فرو نہیں ہوتی۔ جب تک آپ اپنی الطاف و مہربانی سے اس کی سوزشِ نہانی کو سرد نہ کریں گے، اس کا نوحہ جانکاہ موقوف نہ ہوگا۔ آنجنابؓ غوثیت مآب رضی اللہ عنہ نے فرمایا، اس سے کہو کہ تیرا لڑکا بہ مع اپنی دلہن اور براتیوں کے اسی شان و شوکت کے ساتھ دوبارہ نمودار ہوگا جس حال میں وہ ڈوبا تھا۔ اس جوان کو یقین ہوگیا کہ آپ کا ارشادِ مبارک بالکل حق ہے، وہ ضعیفہ کے پاس آیا اور جو کچھ آنجنابؓ سے سُنا تھا، من وعن اُسے سُنا دیا۔ یہ سن کر ضعیفہ کو تسکینِ خاطر ہوئی۔ اور وہ آثارِ ظہور کی منتظر ہوئی۔ اس اثناء میں آنحضرت رضی اللہ عنہ حق تعالیٰ کی جانب متوجہ ہوئے۔ ایک لمحہ گزر گیا لیکن کوئی اثر ظہور میں نہ آیا۔ دوسری بار پھر متوجہ ہوئے لیکن کوئی اثر ظہور پذیر نہ ہوا۔ چونکہ آپ محبوبِ سبحانی ہیں۔ اور محبوبین میں خاص امتیاز رکھتے ہیں اس لیے دوسری توجہ پہ تاخیر ہوتے میں جوش میں آگئے اور فرمایا الٰہی! عبدالقادر کے کام میں اتنی دیر؟۔ بارگاہِ حق سے ندا آئی اے محبوبِ من! آپ کے کام میں تاخیر ازراہِ تغافل نہ تھی بلکہ لطف و حکمت پہ مبنی تھی۔ آپ جانتے ہی ہیں کہ ہمارے ہر کام میں تمہیل ہے نہ کہ تعجیل۔ اگر ہم چاہتے تو زمین اور آسمانوں کو ایک طرفۃ العین میں پیدا کر دیتے لیکن ہم نے چھ دن میں پیدا کئے تاکہ ہماری مخلوق کو پتہ چل جائے کہ ہماری بارگاہِ عزت میں عجلت کو دخل نہیں۔ یہ دو لمحہ جو آپ کے کام میں تاخیر کی ہے۔ آپ جانتے

ہیں کہ ہم نے کیا کچھ کیا ہے۔ بارہ سال ہوئے یہ کشتی غرق ہوئی تھی اور اہلِ کشتی دریائی جانوروں کا لقمہ بن گئے۔ پھر ان جانوروں کو دوسرے جانور کھا گئے۔ آپ کی خاطر کئی سالوں کے جملہ ذرّات و اجزاء اپنی حکمت بالغہ سے منجمد کئے ہیں اور بحکم ناطقہ جملہ اجسام و اجساد کو بارگ و پوست و گوشت و استخوان و عضلات و اعضاء مرتب کیا ہے اور روح انسانی و حیوانی و نباتاتی و جمادی کو ہر ایک چیز کے قالب میں پھونکا اور سالوں کے اموات کو از سرِ نو کسوتِ حیات پہنایا ہے اور زندہ کیا ہے اب ہماری قدرت اور لطف کا معائنہ کیجیے۔ یکایک دریا میں طغیانی پیدا ہوئی اور اسی جگہ سے جہاں کشتی غرق ہوئی تھی، نمودار ہوئی اور اس بیوہ بوڑھی عورت کا لڑکا اپنی دلہن کے ہمراہ بہ مع براتیوں کے اسی شان و شوکت و حشمت سے صحیح سالم کشتی سے باہر نکل آیا۔ تمام لوگ ششدر رہ گئے۔ ضعیفہ مارے خوشی کے بے ہوش ہوگئی۔ اس عظیم کرامت کو دیکھ کر مسلمانوں کے دلوں میں صدق و صفا اور ایمان مزید بڑھ گیا۔ اور اکثر کفّار نے اسلام قبول کر لیا۔

ے "قادرا قدرت تو داری ہر چہ خواہی آنکنی
مردہ را جانے بہ بخشی زندہ را بے جاں کنی

یعنی اے قادرِ مطلق! تو اپنی قدرت سے جو چاہتا ہے، کرتا ہے مردہ کو زندہ کرتا ہے اور زندہ کو مارتا ہے۔

عطا محمدؒ صاحب اپنی تصنیف "ینبوع الغیب من فتوح الغیب" میں تحریر فرماتے ہیں کہ بعد ازاں وہ دولہا اپنی والدہ اور براتیوں کے ہمراہ آنجنابؓ کا مرید ہوگیا اور اس نے آنجنابؓ سے خلافت بھی حاصل کی اور پھر سرکار محبوبِ سبحانی نے اس کی ڈیوٹی ہندو پاک میں لگا دی، وہ یہاں تشریف لائے اور ایک طویل عمر پائی۔ ان کا مزار شریف گجرات میں "شاہ دولہا دریائی" کے نام سے مشہور ہے جہاں سے فیضِ عام جاری ہے۔ عطا محمدؒ صاحب فرماتے ہیں کہ وہ ایک رات مجھے خواب میں ملے اور فرمایا میں وہی دولہا ہوں جس کی ڈوبی کشتی حضور غوث الثقلینؓ نے بارہ برس بعد ترائی تھی۔ انہوں نے مجھے خلافت سے بھی سرفراز فرمایا اور میں اپنے زمانے

میں قطب تھا۔

مُردہ زندہ فرمانا :

ایک روز سیدنا غوث الاعظم ؓ ایک محلے سے گزرے تو دیکھا کہ ایک مسلمان اور ایک عیسائی آپس میں جھگڑ رہے ہیں۔ آپ نے سبب دریافت فرمایا تو مسلمان نے کہا یہ عیسائی کہتا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے افضل ہیں۔ اور میں کہتا ہوں کہ ہمارے نبی عیسیٰ علیہ السلام سے افضل ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے عیسائی سے دریافت کیا تم کس وجہ سے عیسیٰ علیہ السلام کو افضل کہتے ہو۔ اس نے کہا عیسیٰ علیہ السلام مردوں کو زندہ کرتے تھے۔ آپ ؓ نے فرمایا کہ میں حضور نبی کریم ﷺ کا اُمتی ہوں۔ اگر میں مُردہ کو زندہ کر دوں تو تم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی افضلیت کو تسلیم کر لو گے۔ اس نے کہا ضرور۔ پھر آپ ؓ نے اس سے کہا قبرستان میں کوئی پرانی قبر کی نشاندہی کر جس کو میں زندہ کروں چنانچہ اس نے ایک پرانی اور بوسیدہ قبر کی طرف اشارہ کیا۔ سرکارِ غوثیت مآب ؓ نے فرمایا یہ ایک گوئیے کی قبر ہے۔ اگر تو چاہے تو یہ گاتا ہوا قبر سے اُٹھے۔ عیسائی نے کہا میں ایسا ہی چاہتا ہوں۔ پس آپ ؓ قبر کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا قُمْ بِاِذْنِیْ میرے حکم سے اٹھ۔ اور وہ مردہ زندہ ہو کر گاتا ہوا باہر نکلا یہ دیکھ کر وہ عیسائی مسلمان ہو گیا۔ آپ ؓ نے اپنے قصائد میں فرمایا ہے۔

وَلَوْ اَلْقَیْتُ سِرِّیْ فَوْقَ مَیْتٍ ۔۔۔ لَقَامَ بِقُدْرَةِ الْمَوْلٰی مَشٰی لِیْ

اگر میں اپنا راز مُردے پر ڈالوں تو وہ فوراً اللہ کی قدرت سے اٹھ کھڑا ہو اور چلنے لگے۔

سمندر پھاڑ دینا :

تحقیق الاولیاء فی شان سلطان الاصفیاء میں مشائخ سے منقول ہے کہ ہم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی ؓ کے ہمراہ جہاز میں سوار تھے۔ ہم میں سے ایک آدمی فوت ہو گیا۔ ہم نے ارادہ کیا کہ اس کے جسد کو سمندر میں ڈال دیں مگر حضرت شیخ ؓ نے اپنے تصرف سے سمندر کو خشک کر دیا۔ پس ہم نے اس کے لیے قبر کھودی اور اس کو دفن

کیا۔ پھر پانی اور کشتی دونوں بلند ہو گئے۔ آنجناب ؓ قصیدہ غوثیہ میں فرماتے ہیں۔

وَلَوْ اَلْقَیْتُ سِرِّیْ فِیْ بِحَارٍ ۔۔۔ لَصَارَ الْکُلُّ غَوْرًا فِی الزَّوَالِ

اگر میں اپنا راز سمندر پر ڈالوں تو سب کا پانی جذب ہو کر خشک ہو جائے اور ان کا نشان بھی باقی نہ رہے۔

قافلے کی ڈاکوؤں سے نجات :

ایک روز کا واقعہ ہے کہ آپ ؓ نے وضو فرما کر دو رکعت نماز پڑھی اور اس کے بعد ایک نعرہ لگا کر ایک کھڑاؤں ہوا میں پھینکی، اسی طرح دوسری کھڑاؤں بھی ہوا میں پھینک دی جو وہاں موجود لوگوں کی نظروں سے اوجھل ہو گئیں۔ آپ اس وقت جلال میں تھے اس لیے کسی کو یہ جرأت نہ ہوئی کہ وجہ دریافت کرے۔ تین روز بعد ایک قافلہ بغداد پہنچا اور اہلِ قافلہ نے آپ ؓ کی خدمت میں تحائف اور نذرانے پیش کیے۔ وہ حضور کی کھڑاؤں بھی اپنے ہمراہ لے آئے۔ حاضرین نے حال دریافت کیا تو قافلے والوں نے بتایا کہ ہمارا قافلہ ایک جنگل سے گزر رہا تھا کہ بہت سے مسلح ڈاکو ہم پر ٹوٹ پڑے اور تمام مال و اسباب لوٹ لیا۔ اس وقت ہم نے سیدنا غوث الاعظم ؓ سے فریاد کی۔ یکایک ہم نے دو ہیبت ناک نعرے سنے، جن سے سارا جنگل لرز اٹھا۔ تھوڑی دیر بعد وہ ڈاکو دوڑے ہوئے ہمارے پاس آئے اور کہنے لگے کہ ہمیں معاف کر دو اور اپنا تمام مال لے لو۔ ہم ان کے ساتھ گئے اور دیکھا کہ ان کے دو سردار مرے پڑے ہیں اور حضرت کی دونوں کھڑاؤں انکے سینوں پر رکھی ہیں۔ ہم نے اپنا مال و اسباب واپس لے لیا اور حضور ؓ کی کھڑاؤں بھی ساتھ لائے ہیں۔

گھرا ہے بلاؤں میں بندہ تمہارا ۔۔۔ مدد کے لیے آؤ یا غوثِ اعظم ؓ
کمر بستہ بر خونِ من نفسِ قاتل ۔۔۔ اغثنی برائے خدا غوثِ اعظم ؓ

لوگوں کے قلوب آپ ؓ کے قبضے میں :

شیخ عمر بزاز ؒ کا بیان ہے کہ ایک دفعہ میں حضرت شیخ ؓ کے ہمراہ نماز جمعہ کے لیے جا رہا تھا۔ راستے میں کسی نے بھی آپ کو سلام نہ کیا۔ حالانکہ پہلے جس راستے سے آپ ؓ گزرتے تھے تو زیارت کے لیے لوگوں کا ہجوم ہو جاتا تھا۔ میں حیران تھا کہ آپ نے میری جانب مسکرا کر دیکھا۔ اتنے میں چاروں طرف سے لوگوں کا ہجوم اُمڈ پڑا

اور اس قدر اژدہام ہوا کہ میں آپ سے دُور ہو گیا۔ میں نے دل میں سوچا کہ اس سے تو وہ پہلے والی حالت بہتر تھی۔ میرا یہ خیال کرنا تھا کہ لوگ کائی کی طرح چھٹنے لگے اور میں پھر آپ کے قریب ہو گیا۔ آپؓ نے فرمایا تجھے نہیں معلوم اللہ کے فضل سے لوگوں کے قلوب میرے قبضے میں ہیں چاہوں تو اپنی طرف سے پھیر دوں۔ چاہوں تو اپنی طرف متوجہ کر لوں۔

کنجیاں دل کی خدا نے تجھے دیں ایسا کر   کہ یہ سینہ ہو محبت کا خزینہ تیرا

ستّر گھروں میں بیک وقت افطاری:

منقول ہے کہ ایک دن رمضان شریف میں ستر آدمیوں نے فرداً فرداً آپؓ کو اپنے گھر میں برکت کی خاطر روزہ افطار کرنے کی دعوت دی۔ آپؓ نے ہر ایک کی دعوت قبول فرمائی اور ایک ہی وقت میں ان تمام گھروں پر ان کے ہمراہ افطاری فرمائی۔ اگلے دن ایک مدعو کرنے والے نے فخراً کہہ دیا کہ میں کس قدر خوش نصیب ہوں کہ آنجناب غوثیت مآبؓ نے میرے گھر کو رونق بخشی اور میرے ہمراہ افطار فرمایا۔ دوسرے نے کہا یہ تم کیا کہتے ہو، وہ تو میرے گھر پر موجود تھے یہاں تک کہ ایسے افراد کی تعداد ستر ہو گئی۔ جو اس بات کے مدعی تھے کہ سرکار تو صرف میرے گھر تشریف لائے تھے۔ انہوں نے آپ کے خادم سے تذکرہ کیا تو خادم نے کہا کہ آپؓ تو اپنے آستانہ میں ہی موجود تھے۔ اور آپ نے یہیں افطار کیا۔ یہ خبر بغداد شریف میں مشہور ہو گئی۔ جب آنجنابؓ سے استفسار کیا گیا تو آپؓ نے فرمایا، یہ سب اپنی بات میں سچے ہیں میں نے ان میں سے ہر ایک کی دعوت قبول کی اور بیک وقت ہر ایک کے گھر میں افطار فرمایا۔

مہینوں کا آپ کی خدمت میں آکر خبر دینا:

روایت ہے کہ سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ایک خوبصورت جوان آیا اور آپؓ کی ایک طرف بیٹھ گیا اور عرض کیا اے سید الاولیاء آپ کو سلام ہو۔ میں ماہِ رجب ہوں، آپ کے پاس اس لئے حاضر ہوا ہوں کہ آپ کو خوشخبری سناؤں اور خبر دوں کہ جو معاملات مجھ میں ہونے والے ہیں، لوگوں

کے لئے بہت بہتر ہیں۔ جب یہ مہینہ گزر گیا تو ایک بدشکل شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا اے بادشاہِ اولیاء آپ کو سلام ہو۔ میں شعبان کا مہینہ ہوں اور اس لئے آیا ہوں کہ آپ کو ان امور کی خبر دوں جو مجھ میں ہونے والے ہیں، وہ یہ کہ بغداد میں بہت سے لوگ مریں گے، حجاز میں گرانی ہوگی، خراسان میں تلوار چلے گی چنانچہ دونوں مہینوں میں ایسا ہی ہوا جیسا کہ انہوں نے خبر دی تھی۔ آپ کے صاحبزادے سیدنا عبدالوہابؒ نے فرمایا کہ کوئی مہینہ ایسا نہ تھا کہ وہ اپنے آنے سے پہلے آپ کے پاس نہ آیا ہو۔ پھر اگر خدا نے اس میں برائی اور سختی رکھی ہوتی تو وہ بری شکل میں آتا اور بھلائی اور سلامتی رکھی ہوتی تو وہ اچھی شکل میں آتا۔ آنجنابؓ نے قصیدہ غوثیہ شریف میں اسی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا۔

وَمَا مِنْهَا شُهُوْرٌ اَوْ دُهُوْرٌ   تَمُرُّ وَتَنْقَضِیْ اِلَّا اَتَانِیْ

اور مہینے اور زمانے جو گزر چکے ہیں یا گزر رہے ہیں بلا شک وہ میرے پاس ہو کر گزرتے ہیں۔

لوحِ محفوظ پر نگاہ:

ابوالخضر حسینی دمشقی کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ آپ کے ایک خادم کو ایک ہی رات میں ستر بار احتلام ہوا۔ وہ خواب میں ہر مرتبہ ایک نئی عورت کو دیکھتا تھا۔ ان میں سے بعض کو پہچانتا تھا اور بعض اس کے لیئے اجنبی تھیں۔ صبح کو اس نے حضرت شیخ رضؓ کی خدمت میں حاضر ہو کر رات کا واقعہ عرض کرنا چاہا مگر آنجنابؓ نے اس سے قبل فرمایا رات کے معاملے سے پریشان نہ ہو۔ میں نے لوحِ محفوظ میں لکھا دیکھا تھا کہ تو فلاں فلاں ستر عورتوں سے زنا کا ارتکاب کرے گا چنانچہ میں نے تیرے لیے اللہ سے دعا کی۔ اس نے بیداری میں پیش آنے والے واقعات کو خواب سے تبدیل کر دیا۔

خلیفہ کی گرفت اور معافی:

منقول ہے کہ ایک روز آپؓ اپنے مدرسہ میں رونق افروز تھے۔ آپؓ کی

خدمت میں خلیفہ مستنجد باللہ حاضر ہوا۔ اس نے آپؓ کو سلام کیا اور آپ کے سامنے اشرفیوں سے بھری ہوئی دس تھیلیاں رکھ دیں۔ آپؓ نے ان کو قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ خلیفہ نے جب اصرار کیا تو آپ نے دو تھیلیاں اٹھا کر آپس میں رگڑیں تو ان سے خون بہنے لگا۔ آپؓ نے فرمایا اے ابو المظفر! تم خدا سے نہیں ڈرتے۔ لوگوں کا خون چوس کر میرے پاس نذرانے کے طور پہ لاتے ہو اور چاہتے ہو کہ میں اسے قبول کر لوں۔ اگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے تمہاری نسبت کا لحاظ نہ ہوتا تو میں یہ خون تمہارے محل تک بہا دیتا۔

بے اولاد کو اولاد سے نوازنا:

تفریح الخاطر میں مذکور ہے کہ ایک عورت آنجناب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آئی اور عرض کیا یا غوث الاعظمؓ میرے لیے دعا فرمائیں کہ اللہ مجھے اولاد کی دولت سے نوازے۔ آپؓ مراقب ہوئے لوحِ محفوظ پہ دیکھا کہ اس کی قسمت میں اولاد نہیں لکھی ہوئی تھی۔ پھر آپؓ نے اللہ تعالیٰ سے دو بیٹوں کی دعا کی۔ آپؓ کو ندا آئی کہ اس کے لیئے لوح محفوظ میں ایک بھی بیٹا نہیں لکھا ہوا ہے اور آپؓ دو بیٹوں کا سوال کرتے ہیں۔ آپؓ نے پھر دعا فرمائی اور تین بیٹے عطا کرنے کے لیے عرض کیا تو وہی جواب ملا۔ پھر آپؓ نے چار بیٹوں کا سوال کیا تو وہی جواب ملا۔ آپؓ نے پانچ بیٹوں کے لیے عرض کیا مگر وہی معاملہ ہوا، آپؓ نے چھ بیٹوں کا سوال کر دیا مگر حق تعالیٰ کا جواب وہی رہا۔ یہاں تک کہ آپؓ نے عرض کیا بارِ الٰہا! اس عورت کو اپنی قدرتِ کاملہ سے سات بیٹے عطا فرما۔ تو ندا آئی اے غوث الاعظمؓ! اتنا ہی کافی ہے اور بشارت ملی کہ اس عورت کو سات لڑکے عطا فرمائے جائیں گے۔

مجلسِ وعظ سے بارش کا موقوف ہونا:

روایت ہے کہ ایک روز اثنائے وعظ بارش ہونے لگی بعض لوگوں نے وعظ چھوڑ کر جانا چاہا۔ آنجنابؓ نے آسمان کی طرف دیکھ کر کہا۔ میں لوگوں کو جمع کرتا ہوں اور تو بکھیرتا ہے۔ یہ فرمانا تھا کہ اہلِ مجلس پر سے بارش موقوف ہو گئی اور اردگرد ہوتی رہی۔

دجلہ کی طغیانی کا تھم جانا:

منقول ہے کہ ایک سال دجلہ میں اس قدر طغیانی آئی کہ بغداد کو خطرہ لاحق ہو گیا۔ لوگوں نے آپ کی بارگاہ میں فریاد کی۔ تب آپؓ نے عصا مبارک لیا اور دریا کے کنارے تشریف لائے اور عصا گاڑھ کر فرمایا یہیں تک رہ۔ چنانچہ پانی اترنا شروع ہو گیا اور طغیانی تھم گئی۔

عورت کی فریاد رسی:

ایک عورت آنحضرتؓ کی معتقد تھی، اس پہ ایک فاسق شخص عاشق تھا۔ ایک دن وہ کسی حاجت سے باہر نکل کر پہاڑ کی طرف گئی۔ اس فاسق شخص کو علم ہو گیا، وہ اس کے پیچھے ہو لیا۔ اور ایک جگہ اس کو پکڑ لیا۔ اور دامنِ عصمت کو ناپاک کرنا چاہا تو اس عورت نے بارگاہِ غوثیہ میں اس طرح استغاثہ کیا۔ الغیاث یا غوث الاعظم، الغیاث یا غوث الثقلین، الغیاث یا شیخ محی الدین الغیاث یا سیدی عبدالقادر۔ آنجنابؓ نے پکار سنتے ہی نعلین مبارک اس جانب پھینکی۔ آپ کی کھڑاؤں اس فاسق شخص کے سر پہ برسنا شروع ہو گئیں حتیٰ کہ وہ مر گیا۔ وہ عورت نعلین مبارک لے کر حاضر ہوئی اور مجلس میں سارا واقعہ سنایا۔

غوثِ اعظم بمنِ بے سر و سامان مددے　　قبلہ دیں مددے کعبہ ایمان مددے

تھوڑی سی گندم کا پانچ سال تک ختم نہ ہونا:

شیخ ابو العباس بیان کرتے ہیں ایک مرتبہ بغداد کی قحط سالی کے دوران میں نے حضور غوث الثقلین سے تنگدستی اور فاقے کی شکایت کی تو آپ نے مجھے تقریباً دس سیر گندم عنایت فرمائی اور کہا اسے لے جاؤ اور ایک طرف سے نکال کر استعمال کر لیا کرو مگر اس کا وزن نہ کرنا۔ چنانچہ اس گندم کو ہم تمام گھر والے پانچ سال کے عرصے تک کھاتے رہے۔ ایک روز میری اہلیہ نے گندم کا وزن کیا تو معلوم ہوا جتنا پہلے روز تھا، اتنا اب بھی ہے۔ اس کے بعد یہ گندم سات روز میں ختم ہو گیا۔

شراب کا سرکہ بن جانا :

سیدنا عبد الرزاقؒ سے منقول ہے کہ میرے والدِ ماجد ایک روز نمازِ جمعہ کے لیے نکلے۔ میں اور میرے بھائی آپ کے ساتھ تھے۔ راستے میں ہم کو سلطانِ وقت کے تین شراب سے بھرے مٹکے ملے جن کی بو بہت تیز تھی۔ ان کے ساتھ کوتوال وغیرہ بھی تھے۔ حضرت شیخ رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا، ٹھہر جاؤ۔ وہ نہ ٹھہرے۔ آپ نے جانوروں سے فرمایا، ٹھہر جاؤ۔ وہ رک گئے اور ایسے ہو گئے جیسے پتھر کے ہوں۔ وہ لوگ ان جانوروں کو بہت مارتے تھے مگر وہ اپنی جگہ سے ہلتے نہ تھے۔ اچانک ان سب لوگوں کو قولنج کا درد شروع ہو گیا اور زمین پر لوٹنے لگے۔ پھر معافی مانگی تو درد جاتا رہا اور شراب کی بو سرکہ کی بو سے بدل گئی۔ جب برتنوں کو کھولا گیا تو وہ سب سرکہ تھا۔ سلطان کو جب یہ خبر پہنچی تو بہت گھبرایا اور آپ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر معافی مانگی۔

آپ کے در کے کتے کا شیر پر غالب آنا :

روایت ہے کہ شیخ احمد زندہ شیر پر سوار ہو کر اولیاء کرام کے پاس جایا کرتے تھے اور مہمان بنا کرتے تھے۔ میزبانوں کو شیخ احمدؒ کے شیر کے لیئے ایک عدد گائے غذا کے طور پر دینی پڑتی تھی۔ ایک روز سرکار غوثیت مآبؓ کی زیارت کے لیے بغداد آئے اور اپنے شیر کے لیے آنجنابؓ سے گائے طلب فرمائی۔ آپؓ نے خادم کو حکم دیا کہ شیخ صاحب کو ایک عدد گائے دے دو۔ خادم گائے لے کر روانہ ہوا۔ آپؓ کے در پر ایک لاغر سا کتا پڑا رہتا تھا۔ وہ گائے کے پیچھے ہو لیا۔ جب شیر نے گائے پر جھپٹنا چاہا تو اس لاغر کتے نے بڑی پھرتی سے شیر پر حملہ کر دیا اور شیر کو پھاڑ ڈالا۔ شیخ احمد سیدنا غوث الاعظمؓ کے پاس حاضر ہوئے۔ اپنی غلطی پر نادم ہوئے اور توبہ کی اور آنجنابؓ کے ہاتھوں کو بوسہ دیا۔

سگِ درگاہِ جیلاں شو چو خواہی قربِ ربانی
کہ بر شیراں شرف دارد سگِ درگاہِ جیلانی

اگر تو قربِ الٰہی چاہتا ہے تو شاہ جیلان کے در کا کتا ہو جا کیونکہ آپؓ کے در کا کتا شیروں پر شرف و برتری رکھتا ہے۔

تناول کی ہوئی مرغی زندہ کرنا :

ایک عورت اپنے لڑکے کو لے کر آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ حضور یہ لڑکا آپ سے بے حد عقیدت و محبت رکھتا ہے۔ میں اللہ اور اس کے رسول کی خاطر اپنا حق معاف کرتی ہوں۔ آپ اسے قبول فرما کر راہِ حق کی تعلیم دیں۔ آپؓ نے قبول فرمایا اور اس کو مجاہدے اور ریاضت پر لگا دیا تاکہ طریق سلوک طے کر کے کمال کو پہنچے۔ ایک روز وہ عورت اپنے بیٹے سے ملنے آئی تو دیکھا کہ بھوک اور بیداری کے سبب لڑکے کا رنگ زرد ہو رہا ہے اور وہ سوکھی روٹی کھاتا ہے۔ پھر وہ سیدنا غوث الاعظمؓ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ آپؓ کے سامنے ایک برتن میں مرغی کی ہڈیاں پڑی تھیں جو آپؓ نے ابھی تناول فرمائی تھی۔ اس نے کہا اے میرے سردار! آپ خود تو مرغی کھا رہے ہیں۔ اور میرے بیٹے کو سوکھی روٹی کھلا رہے ہیں۔ پس آپؓ نے اپنا دستِ مبارک ان ہڈیوں پر رکھا تو وہ مرغی زندہ اور صحیح سالم اٹھ کھڑی ہوئی۔ تب سرکار محبوبِ سبحانیؓ نے فرمایا کہ جب تیرا بیٹا اس مقام پر پہنچ جائے گا تو اسے بھی اجازت ہو گی کہ جو چاہے کھائے پھر کوئی ضرر نہ ہو گا اور نہ روحانی ترقی میں کوئی رکاوٹ ہو گی۔

انگشت مبارک کی برکت :

شیخ محمد عارف سے روایت ہے کہ میں اپنے شیخ سیدنا عبد القادر جیلانیؓ کی زیارت کے لیے بغداد آیا اور آپ کی خدمت میں ایک عرصہ ٹھہرا رہا۔ پھر جب میں نے مصر کی طرف واپس لوٹنے اور مخلوق سے مجرد رہنے کا ارادہ کیا تو آپؓ سے اجازت مانگی۔ تب آپ نے مجھے وصیت کی کہ میں کسی سے کچھ نہ مانگوں اور آپؓ نے اپنی دونوں انگلیوں کو میرے منہ پر رکھا اور چوسنے کا حکم دیا۔ میں نے ایسا ہی کیا۔ آپؓ نے فرمایا اب تم درست ہدایت یافتہ ہو کر جاؤ۔ میں بغداد سے مصر آیا اور میرا یہ حال تھا کہ نہ کھاتا تھا اور نہ پیتا تھا، اسکے باوجود میں بڑا طاقتور تھا۔

خشک درختوں کا پھل دار ہونا :

شیخ صالح ابو المظفر زدیرانی بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ شیخ علی ابن الہیتی رح بیمار ہوئے تو میری زمین جو زدیران میں تھی، پر تشریف لائے۔ ان کی عیادت کے لیے میرے شیخ سیدنا عبدالقادر جیلانی رض تشریف لائے۔ میری زمین میں دو کھجور کے درخت چار سال سے خشک پڑے تھے۔ اور ہم ان کو کاٹنے کا ارادہ کر رہے تھے۔ حضرت غوث الاعظم رض نے ایک درخت کے نیچے وضو فرمایا اور دوسرے درخت کے نیچے دو نفل ادا کئے۔ تب وہ درخت ہرے بھرے ہو گئے۔ اور اسی ہفتے ان میں پھل آ گیا۔ حالانکہ ابھی کھجوروں کا موسم بھی نہ آیا تھا۔ میں نے کچھ کھجوریں لے کر حضرت شیخ رض کی خدمت میں پیش کیں۔ آپ نے کھائیں اور دعا فرمائی کہ اللہ تیری زمین تیرے درہم، تیرے صاع، اور تیرے مویشیوں میں برکت دے۔ چنانچہ اس سال سے میری زمین کی آمدنی میں روز بروز اضافہ ہوتا گیا۔ درہم جس کام میں لگاتا خوب منافع کماتا۔ اگر میں کسی مکان میں گندم کی سو بوریاں رکھتا، پچاس کھا لیتا اور پچاس خیرات کر دیتا، اس کے باوجود وہاں سو بوری ویسے ہی موجود پاتا اور میرے مویشی اتنے بچے جنتے کہ میں شمار نہ کر پاتا۔

نابینا اور برص والے کو اچھا کرنا :

روایت ہے کہ ابو غالب فضل اللہ آپ رض کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا اور آپ کو اپنے گھر آنے کی دعوت دی۔ آپ نے قبول فرمائی اور مقررہ وقت پر تشریف لے گئے۔ مجلس میں بغداد کے مشائخ اور علماء جمع تھے۔ دستر خوان بچھایا گیا۔ جس میں مختلف قسم کے کھانے چن دیئے گئے۔ ایک ٹوکرا جو بند تھا لا کر ایک کونے میں رکھ دیا گیا۔ سیدنا غوث الاعظم رض مراقبے میں تھے۔ آپ رض کی ہیبت کے سبب کسی کو جرأت نہ ہوئی کہ وہ کھانا شروع کر دیتا۔ پھر آپ رض نے شیخ علی بن الہیتی کو اشارہ کیا کہ وہ ٹوکرا یہاں لاؤ۔ پھر آپ نے فرمایا اس کو کھولو۔ جب کھولا گیا تو اس میں ابو غالب کا لڑکا تھا جو مادر زاد اندھا اور برص و جذام کے مرض میں مبتلا تھا۔ سیدنا غوث الاعظم رض نے اس سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ اللہ کے حکم سے

تندرست ہو کر کھڑا ہو جا۔ لڑکا فوراً تندرست اور بینا ہو گیا اور کھڑا ہو کر دوڑنے لگا۔ یہ حال دیکھ کر مجلس میں شور پڑ گیا۔ اور آنجناب رض بغیر کچھ کھائے واپس تشریف لے گئے۔ شیخ ابو سعید قیلوی رح نے فرمایا کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رض مُردے کو زندہ کرتے ہیں اور مادر زاد اندھے کو بینا اور برص والے کو اچھا کرتے ہیں۔

روافض کا امتحان :

اسی طرح روافض کی ایک جماعت آپ کے پاس سربمہر دو ٹوکرے لائی۔ اور آپ سے پوچھا کہ ان ٹوکروں میں کیا ہے؟ پس آپ نیچے تشریف لائے اور ایک ٹوکرے پہ ہاتھ رکھ کر فرمایا اس میں ایک بیمار لڑکا ہے۔ پھر آپ نے اپنے صاحبزادے سیدنا عبدالرزاق سے فرمایا اسے کھولو، جب کھولا گیا تو اس میں سے ایک بیمار لڑکا نکلا۔ آپ رض نے اس کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا۔ اٹھ کھڑا ہو۔ وہ تندرست ہو کر دوڑنے لگا۔ پھر آپ رض نے دوسرے ٹوکرے پہ ہاتھ رکھ کر فرمایا۔ اس میں ایک تندرست لڑکا ہے۔ جب اسے کھولا گیا تو اس میں سے ایک صحت مند لڑکا نکلا۔ آپ رض نے اس کی پیشانی پکڑ کر فرمایا۔ بیٹھ جا تو وہ بیمار ہو کر وہیں بیٹھ گیا۔ یہ دیکھ کر روافض نے آپ کے دستِ مبارک پہ توبہ کی اور قسم کھا کر کہا کہ اس بارے میں سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی اور نہ جانتا تھا۔

استسقاء کا مریض :

ابو عبداللہ محمد بن خضر کا بیان ہے کہ میرے والد تیرہ برس حضور غوث الثقلین کی خدمتِ اقدس میں رہے۔ وہ فرماتے تھے کہ جس کسی مریض کے علاج سے اطباء عاجز آ جاتے تو لوگ ایسے مریضوں کو آپ رض کے پاس لاتے۔ آپ رض اس کے واسطے دعا فرماتے اور اس کے جسم پہ اپنا دستِ مبارک پھیرتے تو وہ شفایاب ہو کر فوراً تندرست ہو جاتا۔ ایک دفعہ خلیفہ مستنجد باللہ کے اقرباء میں سے ایک استسقاء کا مریض آپ کی خدمت میں لایا گیا۔ اس کا پیٹ اس

مرض کے سبب بے حد پھولا ہوا تھا۔ آنجناب رضؓ نے اپنا دستِ مبارک اس کے پھولے ہوئے پیٹ پر پھیرا تو وہ بالکل ہموار ہو گیا اور وہ شخص ایسے ہو گیا جیسے اس کو کوئی بیماری نہ ہو۔

بخار کا علاج:

ابو المعالی احمد بن ظفر فرماتے ہیں کہ میرے پندرہ ماہ کے بچے کو شدید بخار تھا جو کسی علاج سے ٹھیک نہ ہوتا تھا۔ میں بڑا غمزدہ اور پریشان تھا۔ حضرت شیخ رضؓ نے مجھے بُلا کر فرمایا جاؤ بچے کے کان میں جا کر کہہ دو اے ام ملدم (یہ تپ کی کنیت ہے) تمہیں شیخ عبد القادر جیلانی رضؓ حکم دیتے ہیں کہ اس بچے کو چھوڑ کر حلّہ کی طرف چلی جاؤ چنانچہ میں نے ایسا ہی کیا۔ بچے کے کان میں یہ الفاظ کہتے ہی اس کا بخار اُتر گیا اور پھر کبھی نہ ہوا۔ البتہ بعد میں حلّہ کی طرف سے اطلاع آئی کہ وہاں تپ کا مرض پھیل رہا ہے۔

اونٹنی کی تیز رفتاری:

ایک مرتبہ ابو حفص عمر بن صالح بغدادی اپنی اونٹنی ہانکتے ہوئے سرکار غوثیت مآب رضؓ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا میں حج کے لیے جانا چاہتا ہوں اور یہ اونٹنی چلنے سے قاصر ہے۔ اس کے علاوہ میرے پاس کوئی اور سواری نہیں۔ سیدنا غوث الاعظم رضؓ نے اونٹنی کی پیشانی پر ہاتھ رکھا اور ایک ایڑی لگائی تو یہ حال ہوا کہ وہ اونٹنی بیت اللہ شریف تک کسی سے پیچھے نہ رہی۔

بے موسم سیب آنا:

روایت ہے کہ ایک دفعہ خلیفہ مستنجد باللہ نے عرض کیا حضور میں کوئی کرامت دیکھنا چاہتا ہوں۔ آپ نے پوچھا کیا دیکھنا چاہتے ہو خلیفہ نے کہا میں سیب چاہتا ہوں جبکہ وہ موسم سیب کا نہ تھا۔ سیدنا غوث الاعظم رضؓ نے اپنا دستِ مبارک ہوا میں دراز کیا تو آپ کے ہاتھ میں دو سیب آ گئے۔ آپ رضؓ نے ایک سیب خلیفہ کو دیا اور ایک خود نوش فرمایا۔ آپ کا سیب انتہائی میٹھا اور خوشبودار

نکلا جبکہ خلیفہ کے سیب سے کیڑے برآمد ہوئے۔ اس نے پوچھا کہ کیا سبب ہے کہ آپ کا سیب بہت عمدہ اور نفیس نکلا جبکہ میرے سیب میں سے کیڑے برآمد ہوئے۔ آپ نے فرمایا، میرے سیب کو ولی کا ہاتھ لگا جس کے سبب اس میں خوشبو مہک گئی۔ اور تیرے سیب کو ظالم کا ہاتھ لگا جس کی بدولت اس میں کیڑے پڑ گئے۔

قدرت کا کرشمہ:

روایت ہے کہ ایک شخص نے آپ رضؓ کی بارگاہ میں لڑکے کیلئے عرض کیا۔ آپ نے دُعا فرمائی مگر جب اس کے گھر میں ولادت ہوئی تو وہ لڑکی نکلی وہ اس بچی کو لپیٹ کر آپ رضؓ کی بارگاہ میں آیا اور عرض کیا کہ حضرت میں نے تو لڑکے کے لیئے درخواست کی تھی، یہ میرے ہاں بچی پیدا ہوئی ہے۔ آپ رضؓ نے فرمایا اسے گھر لے جاؤ اور قدرت کا کرشمہ دیکھو۔ وہ گھر لے گیا۔ جب گھر جا کر دیکھا تو قدرتِ الٰہی سے بجائے لڑکی کے لڑکا پایا۔

مخفی حال کی خبر:

ابو الفرح بن ہمامی سے منقول ہے کہ ایک دفعہ میں بغداد شریف کے محلّے "باب الازج" کسی ضرورت سے گیا۔ واپسی پر حضرت شیخ رضؓ کے مدرسہ سے میرا گذر ہوا۔ عصر کی نماز کا وقت تھا۔ وہاں تکبیر کہی جا رہی تھی۔ میں نے سوچا کہ یہاں نماز پڑھ لوں اور آنجناب رضؓ کی زیارت بھی کر لوں۔ جلدی میں مجھے وضو کرنے کا خیال ہی نہ رہا اور میں نے جماعت میں شامل ہو کر نماز ادا کر لی۔ فراغت کے بعد آنجناب رضؓ میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا اے فرزند! تم پر نسیان غالب ہے تم نے اس وقت سہواً بے وضو نماز پڑھ لی ہے۔ میں بڑا متعجب ہوا کہ آپ کو میرے مخفی حال کی خبر تھی اور آپ نے مجھے یاد دلایا۔

چیل کا چلاّنا:

منقول ہے کہ ایک بار آنجناب رضؓ مجلس میں وعظ فرما رہے تھے اور اہلِ مجلس ہمہ تن گوش ہو کر آپ کے ارشادات سُن رہے تھے کہ ایک چیل نے مجلس

کے اُوپر چکّر لگاتا اور زور زور سے چلّانا شروع کر دیا۔ جس سے حاضرین کو تشویش ہوئی۔ آپؓ نے فرمایا اے ہوا! اس چیل کے سر کو پکڑ۔ اتنا فرمانا تھا کہ چیل کا سر دھڑ سے علیحدہ ہو گیا اور وہ نیچے آ گری۔ آپؓ منبر شریف سے اُترے اور اس کا سر اور دھڑ جوڑ کر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھتے ہوئے اس پہ ہاتھ پھیرا تو وہ زندہ ہو کر اڑ گئی۔ اور سب لوگوں نے اسے پرواز کرتے دیکھا۔

آپؓ کے عصا کی کرامت:

عبداللہ ذیال فرماتے ہیں میں ۵۶۰ھ میں حضرت شیخ رضی اللہ عنہ کے مدرسے میں مقیم تھا۔ ایک دن آپؓ اپنا عصا لیے گھر سے باہر تشریف لائے۔ میرے دل میں خیال آیا کہ کاش میں آپ کے عصا کی کوئی کرامت دیکھتا۔ آپؓ نے میری جانب مسکرا کر دیکھا اور اپنے عصا کو زمین پر نصب کر دیا جس میں سے ایک نُور ظاہر ہوا جس سے زمین و آسمان کی پہنائیاں اور آفاق کی وسعتیں روشن ہو گئیں۔ اور اس کے نور نے ساری فضا کو روشن کر دیا۔ کچھ دیر بعد آپ نے وہ عصا اپنے ہاتھ میں لے لیا تو وہ اپنی اصلی حالت پہ آ گیا۔ آپ نے فرمایا اے ذیال! تم یہی چاہتے تھے۔

بچھڑے کا شیخ سے کلام فرمانا:

روایت ہے کہ ایک دفعہ ایک دیہاتی آپ کی بارگاہ میں ایک بچھڑا لایا اور کہا اے میرے سردار! یہ آپ کی نذر ہے۔ وہ چلا گیا تو بچھڑا آنجنابؓ کے پاس آیا۔ حضرت شیخ رضؓ نے فرمایا یہ بچھڑا مجھ سے کہتا ہے میں وہ بچھڑا نہیں ہوں، جو آپ کی نذر ہے بلکہ میں تو شیخ علی بن الہیتی کی نذر ہوں۔ آپؓ کی نذر میرا بھائی (یعنی دوسرا بچھڑا) ہے۔ کچھ دیر بعد وہ دیہاتی پھر ایک بچھڑا لئے حاضر ہوا اور کہنے لگا۔ اے میرے سردار آپ کی نذر یہ والا بچھڑا ہے جبکہ وہ شیخ علی کے لیے ہے۔ دونوں مجھ پہ مشتبہ ہو گئے تھے۔ پھر وہ پہلے والے کو واپس لے گیا۔

چودہ سو افراد کو بیک نگاہ واصل باللہ بنانا:

تفریح الخاطر میں مذکور ہے کہ ایک دفعہ سیدنا غوث الاعظم رضؓ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے سات سو مردوں اور سات سو عورتوں کو واصل باللہ کرنے کا حکم ہوا۔ آپ نے ایک طرف مردوں کو اور دوسری طرف عورتوں کو جمع کر کے ان کی جانب اپنی نگاہ فرمائی اور ان کے قلوب کو کندن بنا کر واصل باللہ کر دیا۔

آپؓ کا اسمِ مبارکؒ اسمِ اعظم ہے:

رسالہ حقیقت الحقائق میں ہے کہ ایک بیوہ عورت کا لڑکا دریا میں غرق ہو گیا وہ آپ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئی اور عرض کیا میرا اعتقاد ہے کہ رب تعالیٰ نے آپ کو وہ قدرت عطا کی ہے کہ آپ میرا لڑکا مجھے واپس دِلا سکتے ہیں۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ نے فرمایا جا تیرا لڑکا گھر آ گیا ہے۔ وہ عورت واپس گھر آئی مگر لڑکے کو نہ پایا۔ پھر گریہ وزاری کرتی ہوئی حضرت محبوبِ سبحانی رضؓ کی درگاہِ اقدس میں حاضر ہوئی۔ سیدنا غوث الاعظم رضؓ نے فرمایا جا تیرا بیٹا گھر آ گیا ہے۔ جب گھر گئی تو لڑکے کو نہ پایا۔ پھر تیسری بار درگاہِ عالی میں پہنچ کر سر زمین پہ رکھ کر زار زار رونے لگی۔ آپؓ نے لحظہ بھر مراقبہ کرنے کے بعد سر اٹھایا اور فرمایا جا تیرا لڑکا گھر آ گیا ہے۔ اس دفعہ وہ بیوہ عورت گھر آئی تو لڑکے کو موجود پایا۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ نے محبوبانہ ناز سے رب تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کیا۔ الٰہی تو نے مجھے اس عورت کے سامنے کیوں شرمسار کیا۔ رب تعالیٰ نے فرمایا آپؓ نے درست کہا ہے لیکن پہلی بار اس کے اجزائے متفرقہ کو ملائکہ نے جمع کیا، دوسری بار ہم نے اس کو زندہ کیا، تیسری بار دریا سے نکال کر اس عورت کے گھر پہنچا دیا۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ نے پھر عرض کیا بارِ الٰہی! تو نے تمام عالم کو ایک کن سے موجود کیا اور اس پہ کوئی آن و زمان نہ گزرا اور آخرت میں اجزائے متفرقہ غیر متناہی کو ایک دم میں جمع کر کے حشر کے میدان میں کھڑا کرے گا تو ایک آدمی کو زندہ کرنے اور گھر پہنچانے میں تیرے لیے تاخیر کی کیسے گنجائش ہے۔ رب تعالیٰ نے ارشاد فرمایا اے محبوبِ

پاک! اس قدر آزردگیِ خاطر شریف کے عوض جو مانگتا ہو مانگ لیجئے۔ حضرت محبوب سبحانی رضی اللہ عنہ نے سر بسجود ہو کر عرض کیا الٰہی! میں مخلوق ہوں۔ میری خواست اور دانش میرے لائق ہوگی، آپ خالق ہیں اپنی شان کے مطابق خود ہی عطا فرما دیجئے۔ حکم ہوا کہ ہر جمعہ کے دن جس پہ آپؓ کی نظر پڑ جائے گی وہ ولی اللہ ہو جائے گا۔ اور جس مٹی پہ آپ نظر ڈالیں گے وہ زر خالص ہو جائے گی۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ نے عرض کیا ان دونوں سے بڑھ کر کوئی اور چیز عنایت فرما دیں جو میرے بعد بھی رہے۔ رب العزت کا ارشاد ہوا کہ آپ کے اسماء مبارک فائدے اور تاثیر میں میرے اسماء کی مانند ہوں گے۔ جو کوئی آپ کے اسماء میں سے کسی اسم کا ورد کرے گا، اس کو اسی قدر ثواب و درجہ ملے گا جتنا ہمارے اسماء میں سے کسی اسم کے ورد کرنے سے ملتا ہے۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ باادب سر بسجود ہو کر شکر خداوندی بجا لائے اور بعد ازاں فرمایا کہ اِسْمِیْ کَالْاِسْمِ الْاَعْظَمِ یعنی میرا نام اسم اعظم کی طرح ہے۔

جو تیرا نام لے ذاکر ہے پیارے — تصور جو کرے شاغل ہے یاغوث
جو سر دے کر ترا سودا خریدے — خدا دے عقل وہ عاقل ہے یاغوث

آپ رضؓ کے اسمائے گرامی

فیوضات الربانیہ میں حضور غوث الثقلینؓ کے متعدد اسمائے مقدسہ تحریر ہیں۔ جن میں سے گیارہ پُرتاثیر اسماءِ مقدسہ درج کیے جاتے ہیں۔ عارفین کاملین سے منقول ہے کہ اگر آپ کے یہ اسمائے مقدسہ اوّل و آخر درود شریف کے ہمراہ پڑھ کر کسی بیمار پر دم کیا جائے تو اسے شفا ہو جاتی ہے۔

۱. یا شیخ محی الدین (اے بزرگ دین کے زندہ کرنے والے)
۲. یا سید محی الدین (اے سردار دین کے زندہ کرنے والے)
۳. یا مولانا محی الدین (اے ہمارے مددگار دین کے زندہ کرنیوالے)
۴. یا مخدوم محی الدین (اے ہمارے آقا دین کے زندہ کرنیوالے)
۵. یا درویش محی الدین (اے باب الٰہی سے چمٹنے والے دین کے زندہ کرنیوالے)
۶. یا خواجہ محی الدین (اے بزرگ دین کے زندہ کرنے والے)
۷. یا سلطان محی الدین (اے شہنشاہ دین کے زندہ کرنے والے)
۸. یا شاہ محی الدین (اے بادشاہ دین کے زندہ کرنے والے)
۹. یا غوث محی الدین (اے فریادرس دین کے زندہ کرنے والے)
۱۰. یا قطب محی الدین (اے سردار دین کے زندہ کرنے والے)
۱۱. یا سید السادات عبدالقادر محی الدین (اے سرداروں کے سردار عبدالقادر دین کے زندہ کرنے والے)

آپؓ کے عارفانہ کلامِ مبارک سے اقتباس

انسان کی حقیقت :

آپؓ نے فرمایا اس خالق کون ومکاں نے انسان کو کس عمدہ اور بہترین صورت میں بنایا ہے۔ اس نے اس ضعیف البیان کے وجود میں اپنی کیا کیا حکمتیں دکھائی ہیں۔ فَتَبَارَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخَالِقِيْنَ اللہ کی ذات برکت والی ہے جو بہترین مخلوق بنانے والا ہے۔ اگر انسان میں اپنی خواہشوں کی پیروی کرنے کی عادت نہ ہوتی تو وہ اپنی فضیلتِ عقل کی وجہ سے انسان نہیں بلکہ فرشتہ ہے۔ اگر اس میں کثافتِ طبعی نہ ہوتی تو وہ نہایت ہی لطیف ہوتا۔ وہ ایک ایسا خزانہ ہے جس میں غرائب، اسرارِ غیب اور جمیع اصنافِ غیب رکھے گئے ہیں۔ اس کا وجود ایک مکان ہے جو کہ نور و ظلمت دونوں سے بھرا ہوا ہے۔ وہ ایک ایسا پردہ ہے جس میں طرح طرح کے پردوں سے روح کو اغیار کی آنکھوں سے چھپایا گیا ہے۔ فرشتوں پر اس کی فضیلت نے اسے وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيْ اٰدَمَ کا لباس پہنایا اور فَضَّلْنَا هُمْ الْعَقْل کی مجلس میں بٹھا کر اس کے حسن و جمال کو دکھایا ہے جس سے اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ وہ عالمِ غیب و شہادت سے ہے۔ اس کی سیپیاں ارواح کے موتیوں سے بھری ہوئی ہیں۔ وجود کے دریا میں علم کی کشتیوں پر لدی ہوئی ہیں اور وہ کشتیاں ہوائے رُوح کے ذریعے ریاضت و مجاہدے کی طرف جا رہی ہیں۔ اس کے میدانِ وجود میں سلطانِ ہوا (خواہش) سلطانِ عقل کے رُوبرو کھڑا ہے اور دونوں لشکر فضائے صدر میں بڑی جوانمردی سے ایک دوسرے کے مقابلے کے لئے تیار کھڑے ہیں۔ سلطانِ ہوا کے لشکر کا سردار نفس اور سلطانِ عقل کے لشکر کا سردار رُوح ہے۔ ان دونوں شاہوں کے لشکروں کی تیاری کے بعد حکمِ الٰہی

کے موذن نے پکار کر کہہ دیا کہ اے لشکرِ الٰہی کے جوانمردو! آگے بڑھو اور اے لشکر ہوا کے بہادرو! سامنے آؤ۔ اس حکمِ الٰہی کے صادر ہونے کے بعد یہ دونوں لشکر لڑنے لگے اور جانبین سے ایک دوسرے پر فتح پانے کی غرض سے طرح طرح کے حیلے کئے جانے لگے۔ اس وقت توفیق الٰہی نے بھی زبانِ غیب سے پکار کر دونوں لشکروں سے کہا کہ میں جس کی مدد کروں، فتح کا میدان اسی کے ہاتھ میں ہوگا۔ اور دنیا و آخرت میں وہی سعید کہلائے گا۔ میں جس کے ہمراہ ہو جاؤں۔ پھر کبھی اس سے مفارقت نہ کروں۔ اور اسے مقامِ اعلیٰ میں پہنچا کر رہوں اور توفیق و توجہ الٰہی اس کے فضل و کرم کا نام ہے۔ جس کو وہ اپنے اولیاء کے شاملِ حال رکھتا ہے۔ اے مخاطب! عقل کی پیروی کر تاکہ تجھے سعادتِ ابدی حاصل ہو اور نفس کی پیروی کو چھوڑ اور قدرتِ الٰہی پر غور کر کہ رُوح کو جو سماوی عالمِ غیب سے ہے اور نفس کو جو عالمِ شہود سے ہے، اکٹھا کر دیا ہے۔ چاہیئے کہ یہ طائرِ لطیف عنایت الٰہی کے بازو سے کثیف پنجرے کو چھوڑ کر شجرۂ حضرت القدس میں اپنا آشیانہ بنائے اور تقرب الٰہی کی شاخوں پر بیٹھ کر لسانِ شوق سے چہچہائے۔ اور معارف کے میدان سے جواہراتِ حقائق چنے۔ پھر جب اجسامِ خاکی فنا ہو جائیں گے اور اسرارِ قلوب باقی رہ جائیں گے۔ اگر توفیقِ الٰہی ایک لمحہ بھر کے لیے بھی تیرے شاملِ حال ہو جائے تو اس کی ایک نظر توجہ ہی تجھے عرش تک پہنچا دے گی اور تیرے دل میں حقائقِ علوم بھر کر اسے اسرار معرفت کا خزینہ بنا دے گی۔ اس وقت تجھے عقل کی آنکھوں سے جمال ازل نظر آئے گا اور تو ہر ایک شے سے جو کہ صفاتِ حادثہ سے متصف ہوگی، اعراض کرے گا۔ تقربِ الٰہی کے آئینہ میں مقامِ سِر کی آنکھوں سے عالمِ ملکوت تجھ کو نظر آئے گا۔ اور مجلس کشفِ حقائق میں دل کی آنکھوں سے فتح کے جھنڈے نظر آنے لگیں گے اور ظاہری آثارِ اکوان تیرے لوحِ دل سے محو ہو جائیں گے۔

اے مخاطب! محبوب کے دیکھنے کے اشتیاق میں اپنی جان کو بیچ ڈال

مطلوب کے پانے کے عشق اور محبوب کے دیکھنے کے شوق کے لیے ایسے پختہ ارادے سے منازل کے قطع کرنے میں جلدی کر، حرمت کے حرم میں داخل ہو، عبودیت کے مقام میں کھڑا ہو۔ عشق و سوزش کی بزرگی کا قصد کر، پھر جلد تو ارواح کے برابر کھڑا ہوگا۔ دلوں کے یعقوب یوسف کے شہر کو دیکھ لیں گے۔ پھر اگر تیرے پاس اُس کی طرف سے ایسی خوشبو آئے جو اس کے جمال کے نور سے رُوح کے سانس کو معطّر کر دے تو اس کی تیز خوشبو سے مست ہو جا اور اس کے وصل کے لوٹنے کی وجہ سے بحالتِ عشق اپنی جان بیچ ڈال۔ واللہ اپنے نفس کو ایک نظرِ محبوب کے عوض بیچنے والا ناکام نہیں ہوتا۔

پہلے اپنے کو نصیحت کر پھر دوسرے کو :

صاحبزادے! اوّل اپنے نفس کو نصیحت کر، اس کے بعد دوسرے کے نفس کو نصیحت کر۔ خاص طور پر اپنے نفس کی اصلاح اپنے ذمّہ لازم سمجھ اور جب تک تیرے اندر کچھ بھی اصلاح کی ضرورت باقی ہے۔ دوسروں کی طرف مت جُھک۔ تجھ پر افسوس ہے کہ خود ڈوب رہا ہے پھر دوسرے کو کیونکر بچائے گا تو خود تو اندھا ہے، دوسرے کا ہاتھ کس طرح تھامے گا۔ لوگوں کا ہاتھ وہی پکڑتا ہے جو سوانکھا ہو اور ان کو دریا سے وہی نکال سکتا ہے جو خوب تیرنا جانتا ہے۔ اللہ تعالیٰ تک لوگوں کو وہی پہنچا سکتا ہے جو اس کی معرفت حاصل کر چکا ہے جو خود ہی اس سے جاہل ہے وہ کیونکر اس کا راستہ بتا سکتا ہے۔

صاحبزادے! تجھ کو خلوت میں ایسے تقویٰ کی حاجت ہے جو تجھ کو معصیت اور لغزشوں سے باہر نکالے اور ایسے مراقبے کی ضرورت ہے جو تجھ کو حق تعالیٰ کا تیری طرف نظر رکھنا یاد دلاتا رہے تو حاجتمند ہے کہ تیری خلوت میں یہ حالت تیری ساتھی ہو اس کے بعد تجھے حاجت ہے۔ نفس، خواہش اور شیطان کے ساتھ جنگ کرنے کی۔ عام لوگوں کی بربادی لغزشوں سے ہے اور زاہدوں کی بربادی خواہشاتِ نفس سے اور ابدال کی ہلاکت خلوتوں میں

خطرات سے اور صدیقین کی بربادی اِدھر اُدھر توجہ کرنے سے کہ ان کا شغل صرف اپنے قلوب کی حفاظت میں رہنا ہے۔ صاحبزادے! نفس کا ساتھ نہ دے نہ خواہش کا، نہ دنیا کا اور نہ آخرت کا اور ماسوی اللہ کے پیچھے نہ پڑ، پس ایسا خزانہ پائے گا جو کبھی فنا نہ ہوگا۔ اور حق تعالیٰ کی طرف سے وہ ہدایت آئے گی جس کے بعد گمراہی نہ ہوگی، اپنے گناہوں سے توبہ کر اور اللہ عزوجل کی طرف بھاگ اور جب تُو توبہ کرے تو تجھے چاہئیے کہ تیرا ظاہر بھی توبہ کرے اور باطن بھی۔

کسی بات کی تمنّا نہ رکھ :

آپ رضی نے فرمایا اے فقیر! تُو غنی بننے کی تمنّا مت کر۔ کیا عجب ہے کہ وہ تیری بربادی کا سبب ہو۔ اے مریض! تو تندرستی کی آرزو مت کر، شاید یہ تیری ہلاکت کا باعث ہو۔ صاحبِ عقل بن، اپنے ثمر کو محفوظ رکھ، انجام محمود ہوگا۔ جو تجھے حاصل ہے اس پر قناعت کر اور اس پر زیادتی کا خواہاں مت ہو۔ جو چیز حق تعالیٰ تجھے تیرے مانگنے پر دے گا، وہ مکدّر ہوگی میں اس کو آزما چکا ہوں۔ البتہ اگر بندے کو قلب کے اعتبار سے مانگنے کا حکم کیا جائے تو سوال میں مضائقہ نہیں کہ حکم کے وقت جو مانگے گا اس میں برکت دی جائے گی اور گندگیاں اس سے دُور کر دی جائیں گی۔ اور مناسب ہے کہ عفوِ جرائم و عافیتِ دارین اور دُنیا میں دائمی معافی، تیرا اکثر سوال رہے اور تو فقط اس سوال پر قناعت کر۔

آپ رضی نے فرمایا صاحبو! خوش ہو اور زندگی کے دروازے کو غنیمت سمجھو کہ جب تک وہ کھلا ہے، وہ عنقریب بند کر دیا جائے گا۔ نیک کاموں کو غنیمت سمجھو، جب تک تم ان کے کرنے پر قادر ہو اور توبہ کے دروازے کو غنیمت سمجھو اور اس میں داخل ہو جاؤ۔ جب تک کہ وہ تمہارے لیے کُھلا ہوا ہے۔ غنیمت سمجھو اپنے دیندار بھائیوں کی روک ٹوک کے دروازے کو کہ وہ تمہارے لیے کُھلا ہوا ہے۔ لوگو! بنا لو جو کچھ توڑ چکے ہو اور لوٹا دو جو کچھ لے چکے ہو

اپنے فرار اور بھاگنے سے تائب ہو کر لوٹ آؤ اپنے مولا عزّوجل کی طرف۔

صاحبزادے! یہاں بجز خالق عزوجل کے کوئی نہیں۔ پس اگر تو خالق کے ساتھ رہے تو تُو اس کا بندہ ہے اور اگر تو مخلوق کے ساتھ رہے تو تو ان کا بندہ ہے۔ تجھے واعظ بننا زیبا نہیں جب تک کہ اپنے قلب کی حیثیت سے بیابان اور جنگل و میدان قطع نہ کرے اور اپنے باطن کے اعتبار سے سب کو نہ چھوڑ دے۔ کیا تو نہیں جانتا کہ حق تعالیٰ کا طالب سب سے مفارقت اختیار کر لیتا ہے۔ یہ بات یقینی ہے کہ مخلوق میں سے ہر چیز بندے اور اس کے خدا کے درمیان حجاب ہے۔ پس وہ جس چیز پر بھی ٹھہرے گا وہ حجاب بن کر اس کو چھپالے گی۔

علم و عمل:

سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا پہلے علم پڑھ اس کے بعد گوشہ نشین بن جو شخص علم کے بغیر عبادتِ الٰہی میں مشغول ہو جاتا ہے۔ اس کے جملہ کام سدھرنے کے بجائے زیادہ تر بگڑتے ہیں۔ پہلے اپنے ساتھ شریعتِ الٰہی کا چراغ لے، پھر عبادت الٰہی میں مشغول ہو جا۔ جو شخص اپنے علم پر عمل کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کے علم کو وسیع کرتا ہے اور علمِ لدنی جو اسے حاصل نہیں ہوتا، عطا کرتا ہے۔ تو اسباب اور خلق سے منقطع ہو جا وہ تیرے دل کو مضبوط اور عبادت و پرہیزگاری کی طرف اس کا میلان کر دے گا۔ ماسوی اللہ سے جدا رہ۔ اپنا چراغ شریعت گُل ہونے سے ڈر، خدا تعالیٰ سے نیک نیتی رکھ۔ اگر تُو اس کی یاد میں چالیس روز بیٹھے تو تیرے دل سے زبان کی راہ حکمت کے چشمے پھوٹیں گے اور تیرا دل اس وقت موسیٰ کی طرح محبتِ الٰہی کی آگ دیکھنے لگے گا اور آتشِ محبت دیکھ کر تیرا نفس، تیری خواہش تیری طبعیت، تیرے اسباب اور وجود سے کہنے لگے گا، ذرا ٹھہر جاؤ میں نے آگ دیکھی ہے اور مقامِ سِر سے اس کو ندا ہو گی کہ میں تیرا رب ہوں تو میرے غیر سے تعلق نہ رکھ، مجھے پہچان لے اور میرے ماسویٰ کو بھول جا۔ مجھ ہی سے علاقہ رکھ۔ میرا طالب بنا رہ اور باقی سب سے اعراض کر میرے علم سے

میرا تقرب حاصل کر۔ پھر جب لقا تمام ہو جائے گی تو تمام کدورتیں دور ہو جائیں گی۔ سرکش نفس ساکن ہو گا۔ اور حجاب زائل ہوں گے۔

جو شخص اپنے مالک سے سچائی اور راستبازی اختیار کر کے تقویٰ اور پرہیزگاری اختیار کرتا ہے وہ شب و روز اس کے ماسوا سے بیزار رہتا ہے۔ اے مخاطب تو ایسی بات کا دعویٰ نہ کر جو تجھ میں نہ ہو۔ خدا کو ایک جان، کسی کو اس کا شریک نہ کر۔ جس کا راہِ حق میں کچھ بھی تلف ہوتا ہے اللہ ضرور اس کا نعم البدل عطا فرماتا ہے۔ یاد رکھ کہ دل کی کدورت نہیں جا سکتی تاوقتیکہ نفس کی کدورت نہ جائے۔ جب تک نفس اصحابِ کہف کے کتے کی طرح رضا کے دروازے پر نہ بیٹھ جائے۔ اس وقت تک دل میں صفائی پیدا نہیں ہو سکتی۔ اس وقت وہ یہ خطاب سنے گا یَا اَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِیْ اِلٰی رَبِّكِ رَاضِیَةً مَّرْضِیَّةً یعنی اے نفس مطمئنہ نہایت راضی خوشی اپنے رب کی طرف لوٹ، اس وقت وہ حضرت القدس میں باریابی حاصل کر سکے گا۔ اور توجہات و نظرِ رحمت کا کعبہ بنے گا۔ اس کا عظمت و جلال اس پر منکشف ہو گا اور مقام اعلیٰ سے سنائی دے گا یَا عَبْدِیْ اَنْتَ لِیْ وَاَنَا لَكَ اے میرے بندے تو میرے لیے ہے۔ اور میں تیرے لیے ہوں۔ جب اس حال میں مدت تک اسے تقربِ الٰہی حاصل رہے گا تو وہ خاصانِ خدا سے ہو جائے گا اور خلیفۃ اللہ علی الارض کہلانے کا مستحق ہو گا۔ اور اس کے اسرار پر مطلع ہو سکے گا۔ اب یہ خدا کا امین ہو گا اور اسے دنیا میں لوٹایا جائے گا تاکہ معصیت کے دریا میں ڈوبنے والوں کو غرق ہونے سے بچا لے اور گمراہی کے بیابانوں میں راہِ حق سے گم گشتہ لوگوں کو راہِ حق پر لائے پھر اگر کسی مردہ دل پر اس کا گزر ہوتا ہے تو وہ اسے زندہ کر دیتا ہے اور اگر گناہگار پر گزر ہوتا ہے تو وہ اسے نصیحت کرتا ہے اور بدبخت کو نیک بخت بنا دیتا ہے۔

اسمِ اعظم "اللہ" ہے:

سرکار محبوب سبحانی قطب ربانی غوث الصمدانی سیدنا محی الدین عبد القادر جیلانی رضی

نے فرمایا کہ اسمِ اعظم "اللہ" ہی ہے۔ مگر اس کا اثر تب ہی ہوتا ہے جبکہ پڑھنے والے کے قلب میں بجز اللہ کے کوئی نہ ہو۔ عارف کا بسم اللہ کہنا ایسا ہی ہے جیسا اللہ کا کُن کہنا ہے۔ اللہ وہ کلمہ ہے جو ہر مہم کو آسان کر دیتا ہے، ہر فکر و غم دُور کر دیتا ہے۔ زہر کے اثر کو بھی کھو دیتا ہے، اللہ ہر غالب پر غالب ہے، اللہ مظہر العجائب ہے۔ اللہ کی سلطنت تمام سلطنتوں سے زبردست ہے۔ اللہ تمام بندوں کے حال سے مطلع اور ان کے دلوں کے رازوں سے واقف ہے۔ اللہ تمام سرکشوں کو پست کرنے والا اور تمام زبردستوں کو توڑنے والا ہے۔ اللہ عالم الغیب والشہادۃ ہے۔ جو اللہ کی راہ میں قدم رکھتا ہے، وہ اس تک پہنچ جاتا ہے جو اللہ کا مشتاق ہوتا ہے، وہ اسی سے انس رکھتا ہے اور اغیار کو چھوڑ دیتا ہے۔ خدا تعالیٰ سے بھاگنے والے اب بھی اس کی طرف آ۔ تو اس کا نام سرائے فانی میں سُن رہا ہے تو بقا میں اس کے جمال کا کیا کچھ شہرہ ہوگا۔ دارِ محنت میں تیرے لیے یہ کچھ ہے تو دارِ نعمت میں کیا کچھ ہوگا۔ محب کی مثال اس پرندے کی سی ہے جو شاخوں پر بیٹھ کر صبح تک اپنے محبوب کی یاد میں نغمہ سرا رہے اور شب بھر ذرا بھی آنکھ نہ لگائے۔ اور اسی طرح اس کا شوقِ محبت روز افزوں ترقی پر ہوگا۔ تُو خدا تعالیٰ کو تسلیم و رضا سے یاد کر وہ تجھے اپنے قرب و وصال سے یاد کرے گا۔ اس کا فرمان ہے وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ جو خدا پر بھروسہ کرتا ہے تو اللہ اس کے لیے کافی ہے۔ تُو اسے شوق و اشتیاق سے یاد کر۔ وہ تجھے تقربِ وصال سے یاد کرے گا تو اسے حمد و ثنا سے یاد کر وہ تجھے اپنے انعامات و احسانات سے یاد کرے گا تُو اسے توبہ سے یاد کر وہ تجھے بخشش و مغفرت سے یاد کرے گا تو اسے ندامت سے یاد کر۔ وہ تجھے کرامت و بزرگی سے یاد کریگا۔ تُو اسے اخلاص سے یاد کر وہ تجھے خُلاصی سے یاد کرے گا۔ تُو اسے تعظیم سے یاد کر وہ تجھے تکریم سے یاد کرے گا۔ تو اسے ہر جگہ یاد رکھ وہ بھی تجھے ہر جگہ یاد رکھے گا۔ وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ اور اللہ تعالیٰ کا ذکر ہی سب سے بڑا ہے۔

رسالہ غوث الاعظم رضؓ

یہ رسالہ سیدنا غوث الاعظم رضؓ کی تصنیفِ لطیف ہے۔ اسمیں سرکار غوثیتِ مآب رضؓ نے ان اسرار و رموز کو جمع فرمایا ہے جو حق تعالیٰ جل شانہ' نے آنجناب رضؓ پہ براہِ راست وارد فرمائے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ سے بلاواسطہ خطاب فرمایا اور یا غوث الاعظم کے لقب سے مخاطب کیا۔ جس کے معنی ہیں اے سب سے بڑے مددگار، اے سب سے بڑے فریاد رس۔ یہ الہامات اپنے اندر علم و عرفان کا ایک بحرِ زخّار سموئے ہوئے ہیں۔ تمام تر معارف و حقائق ان مختصر سے کلمات میں پنہاں ہیں۔ علم و عرفان کے طالبوں کے لیے یہ انمول موتی ہیں۔ بڑے ہی خوش نصیب ہیں وہ لوگ جو ان معارف کو سمجھ جائیں۔ اختصار کے پیشِ نظر ان کلماتِ حق کا صرف ترجمہ پیش کیا جاتا ہے۔

سرکار محبوبِ سبحانی رضؓ فرماتے ہیں:

۱۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا یا غوث الاعظم رضؓ! غیر اللہ سے متوحش رہو اور اللہ سے مانوس رہو۔

۲۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا یا غوث الاعظم رضؓ! میں نے عرض کیا، اے رب میں حاضر ہوں۔ فرمایا جو طور طریق ناسوت و ملکوت کے درمیان میں ہے وہ شریعت ہے جو طور ملکوت اور جبروت کے درمیان ہے۔ وہ طریقت ہے اور جو طور جبروت اور لاہوت کے درمیان ہے، وہ حقیقت ہے۔

۳۔ پھر مجھ سے فرمایا اے غوث الاعظم رضؓ! میں کسی شے میں ایسا ظاہر نہیں ہوا جیسا کہ انسان میں۔

۴۔ پھر میں نے سوال کیا اے رب تیرا کوئی مکان ہے فرمایا اے غوث الاعظم رضؓ میں مکانوں کا پیدا کرنے والا ہوں اور انسان کے سوا کہیں میرا مکان نہیں۔

۵۔ پھر میں نے دریافت کیا اے میرے رب کیا تیرے لیے کھانا پینا ہے۔ مجھ سے فرمایا اے غوث الاعظمؓ فقیر کا کھانا اور اس کا پینا میرا کھانا اور پینا ہے۔

۶۔ پھر میں نے دریافت کیا اے رب تو نے فرشتوں کو کس چیز سے پیدا کیا فرمایا اے غوث الاعظمؓ میں نے فرشتوں کی تخلیق انسان کے نور سے کی اور انسان کو اپنے نور سے پیدا کیا۔

۷۔ پھر مجھ سے فرمایا اے غوث الاعظمؓ میں نے انسان کو اپنی سواری اور سارے اکوان کو انسان کی سواری بنایا۔

۸۔ پھر مجھ سے فرمایا اے غوث الاعظمؓ کیا ہی اچھا طالب ہوں میں اور کیا ہی اچھا مطلوب ہے انسان۔ کیا ہی اچھا سوار ہوں میں اور کیا اچھی سواری ہے انسان اور کیا ہی اچھا سوار ہے انسان اور کیا ہی اچھی سواری ہے جس کی سارا اکوان۔

۹۔ پھر مجھ سے فرمایا اے غوث الاعظمؓ انسان میرا بھید ہے اور میں اس کا بھید ہوں۔ اگر انسان جان لے جو اس کی منزلت میرے نزدیک ہے تو ہر ہر سانس میں کہے کہ آج کس کی بادشاہت ہے سوائے میرے۔

۱۰۔ پھر مجھ سے فرمایا اے غوث الاعظم! انسان کوئی چیز نہیں کھاتا ہے، نہ پیتا ہے، نہ کھڑا ہوتا ہے، نہ بیٹھتا ہے، نہ بولتا ہے، نہ سنتا ہے، نہ کوئی کام کرتا ہے، نہ کسی چیز کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔ اور نہ کسی چیز سے بے رخ ہوتا ہے مگر یہ کہ اس میں مَیں ہوتا ہوں، میں ہی اس کو ساکن اور متحرک رکھتا ہوں۔

۱۱۔ پھر مجھ سے فرمایا اے غوث الاعظمؓ انسان کا جسم اس کا نفس اس کا قلب، اس کی روح، اس کے کان، اس کی آنکھ، اس کے ہاتھ، اس کے پاؤں، اس کی زبان اور اس کی ہر چیز کو میں نے اپنی ذات سے اپنے لیئے ظاہر کیا۔ وہ نہیں ہے مگر میں ہی ہوں۔ میں اس کا غیر نہیں ہوں۔

۱۲۔ پھر مجھ سے فرمایا اے غوث الاعظمؓ جب تم کسی فقیر کو دیکھو کہ وہ فقر کی

آگ میں جل گیا ہے اور فاقہ کے اثر سے شکستہ ہو گیا ہے تو اس کا تقرب ڈھونڈو کیونکہ میرے اور اس کے درمیان کوئی حجاب نہیں۔

۱۳۔ پھر مجھ سے فرمایا اے غوث الاعظمؓ تم نہ کھانا کھاؤ نہ کچھ پیو اور نہ سوؤ مگر میرے ہی پاس حضورِ قلب اور چشمِ بینا کے ساتھ۔

۱۴۔ پھر مجھ سے فرمایا اے غوث الاعظمؓ جو باطن میں میری طرف سفر سے محروم رہا۔ میں اس کو ظاہری سفر میں مبتلا کرتا ہوں اور اس کو میری طرف سے اور کچھ نہیں سوائے اس کے کہ سفر ظاہری کے ذریعے مزید دوری ہے۔

۱۵۔ پھر مجھ سے فرمایا اے غوث الاعظمؓ (محبوب سے) یگانگت کی کیفیت ایسی ہے کہ زبانی باتوں سے بیان نہیں ہو سکتی تو جس شخص نے حال کے وارد ہونے سے قبل اس کی تصدیق کر دی تو اس نے کفر کیا اور جس نے وصل کے بعد عبادت کا ارادہ کیا اس نے عظمت والے اللہ کے ساتھ شرک کیا۔

۱۶۔ پھر مجھ سے فرمایا اے غوث الاعظمؓ جو کوئی ازلی سعادت سے سعید بن گیا تو اس کے لئے طوبیٰ یعنی خوشی کا مقام ہے۔ اس کے بعد وہ مردود نہیں ہو سکتا۔ اور جو کوئی ازلی شقاوت سے شقی بن گیا تو اس کے لئے ویل یعنی ہلاکت ہے اور اس کے بعد وہ کبھی مقبول نہیں ہو سکتا۔

۱۷۔ پھر مجھ سے فرمایا اے غوث الاعظمؓ میں نے انسان کے لئے فقر و فاقہ کی سواری بنائی ہے جو اس پر سوار ہوا وہ منازل اور جنگلوں کو قطع کرنے سے پہلے منزل مقصود پر پہنچ گیا۔

۱۸۔ پھر مجھ سے فرمایا اے غوث الاعظمؓ اگر انسان جان لے کہ جو کچھ موت کے بعد ہوتا ہے تو ہرگز دنیوی زندگی کی تمنا نہ کرے اور ہر لحظ اور ہر لمحہ یہ کہے کہ اے رب مجھ کو موت دے دے۔

۱۹۔ پھر مجھ سے فرمایا اے غوث الاعظمؓ خلائق کی حجت میرے نزدیک روز قیامت بہرا، گونگا اور اندھا ہونا ہے پھر حسرت اور گریہ اور قبر میں بھی

ایسا ہی ہے ۔

۲۰. پھر مجھ سے فرمایا۔ اے غوث الاعظمؓ محب اور محبوب کے درمیان محبت ایک پردہ ہے پس جب محب محبت سے فنا ہوجاتا ہے تو محبوب سے واصل ہوجاتا ہے۔

۲۱. پھر مجھ سے فرمایا اے غوث الاعظمؓ میں نے تمام ارواح کو دیکھا کہ وہ اپنے قالبوں میں ناچتی ہیں میرے قول الست بربکم کے بعد سے روزِ قیامت تک۔

۲۲. پھر حضرت غوثؓ نے کہا میں نے رب تعالیٰ کو دیکھا اس نے مجھ سے کہا اے غوث الاعظم جو کوئی علم کے بعد میری رویت کے متعلق پوچھے تو وہ علم رویت سے محجوب ہے اور جس نے بغیر علم کے رویت کے متعلق صرف گمان وقیاس کیا تو وہ حق تعالیٰ کی رویت کے بارے میں دھوکے میں ہے

۲۳. پھر مجھ سے فرمایا اے غوث الاعظمؓ جس نے مجھے دیکھا وہ ہر حال میں سوال سے بے نیاز ہوگیا اور جو مجھے نہیں دیکھتا سوال سے اس کو کوئی فائدہ نہیں۔ وہ تو سوال کی وجہ سے محجوب ہے۔

۲۴. پھر مجھ سے فرمایا اے غوث الاعظمؓ میرے نزدیک فقیر وہ نہیں ہے جس کے پاس کوئی چیز نہ ہو بلکہ فقیر وہ ہے جس کیلئے امر ہے ہر شے میں کہ جب اس شے کو کہے ہوجا تو وہ ہوجائے۔

۲۵. پھر مجھ سے فرمایا اے غوث الاعظمؓ جنت میں میرے ظہور کے بعد الفت و نعمت نہیں رہے گی۔ اسی طرح دوزخ میں اہلِ دوزخ سے میرے خطاب کے بعد وحشت اور جلن نہیں رہے گی۔

۲۶. پھر مجھ سے فرمایا اے غوث الاعظمؓ میں کریم ہوں، ہر کریم سے بڑھ کر اور رحیم ہوں، ہر رحیم سے بڑھ کر۔

۲۷. پھر مجھ سے فرمایا اے غوث الاعظمؓ تو میرے پاس سوجا، عوام کی نیند کی طرح نہیں۔ پھر تو مجھے دیکھے گا۔ تو میں نے عرض کیا اے پروردگار میں تیرے پاس کیسے سوؤں۔ فرمایا جسم کو لذتوں سے بچاتے کے ساتھ

اور نفس کو شہوتوں سے بچانے کے ساتھ اور دل کو خطرات سے بچاتے کے ساتھ اور رُوح کو انتظار سے ٹھنڈا کرنے کے ساتھ۔ ذات میں تیری ذات کے فنا ہونے میں۔

۲۸. پھر مجھ سے فرمایا اے غوث الاعظمؓ اپنے دوست احباب سے کہہ دو کہ تم میں سے جو میری حضوری کا ارادہ کرے تو وہ فقر اختیار کرے۔ فقر جب تمام ہوجاتا ہے تو وہ نہیں رہتے سوائے میرے۔

۲۹. پھر مجھ سے فرمایا اے غوث الاعظمؓ تیرے لیئے طوبیٰ یعنی خوشخبری ہے اگر تو میری مخلوق پہ مہربانی کرے اور طوبیٰ یعنی خوشخبری ہے اگر تو میری مخلوق کو معاف کرے۔

۳۰. پھر مجھ سے فرمایا اے غوث الاعظمؓ اپنے احباب واصحاب کو کہہ دو فقراً کی دُعا کو غنیمت سمجھو کیونکہ وہ میرے نزدیک ہیں اور میں ان کے نزدیک ہوں۔

۳۱. پھر مجھ سے فرمایا اے غوث الاعظمؓ میں ہر چیز کا اصل ہوں اور اس کا مسکن ہوں اور اس کا منظر ہوں اور ہر چیز میری طرف لوٹنے والی ہے۔

۳۲. پھر مجھ سے فرمایا اے غوث الاعظمؓ جنّت اور جو کچھ اس میں ہے اس کی طرف نہ دیکھو تو مجھے بلاواسطہ دیکھ لوگے اور دوزخ اور جو کچھ اس میں ہے اس کی طرف نہ دیکھو تو مجھے بلاواسطہ دیکھ لوگے۔

۳۳. پھر مجھ سے فرمایا اے غوث الاعظمؓ اہلِ جنّت، جنّت سے مشغول ہیں اور اہلِ دوزخ مجھ سے مشغول ہیں۔

۳۴. پھر مجھ سے فرمایا اے غوث الاعظم بعض اہلِ جنّت جنّت سے پناہ مانگیں گے جس طرح اہلِ دوزخ، دوزخ سے پناہ مانگتے ہیں۔

۳۵. پھر مجھ سے فرمایا اے غوث الاعظمؓ جو میرے سوا کسی شے کے ساتھ مشغول ہوا، قیامت کے روز وہ شے اس کے لئے زنّار ثابت ہوگی۔

۳۶. پھر مجھ سے فرمایا اے غوث الاعظمؓ اہلِ قرب فریاد کرتے ہیں قربت سے اور اہلِ بُعد فریاد کرتے ہیں دُوری سے۔

۳۷۔ پھر مجھ سے فرمایا اے غوث الاعظمؓ میرے بعض بندے انبیاء و مرسلین کے علاوہ ایسے ہیں کہ ان کے احوال سے کوئی بھی واقف نہیں، نہ اہلِ دنیا سے اور نہ کوئی اہلِ جنت سے اور نہ کوئی اہلِ دوزخ سے اور نہ مالک اور نہ رضوان اور میں نے نہ ان کو جنت کے لئے پیدا کیا ہے اور نہ دوزخ کے لئے اور نہ ثواب کے لئے اور نہ عتاب کے لئے اور نہ حُور کے لئے اور نہ قصور کے لئے اور نہ غلمان کے لئے۔ پس خوشی ہے ان کے لئے جو ان پر ایمان لائیں۔ اگرچہ وہ پہچانتے نہیں۔ پھر فرمایا اے غوث الاعظمؓ تم انہیں میں سے ہو اور ان کی علامات دنیا میں یہ ہیں کہ ان کے جسم کم کھانے پینے کی وجہ سے جلتے ہیں اور ان کے نفوس خواہشات کے پرہیز سے جلتے ہیں اور ان کے قلوب خطرات سے احتراز سے جلتے ہیں اور ان کی ارواح لحظات سے جلتی ہیں۔ وہ اصحابِ بقا ہیں جو نورِ بقا سے جلتے ہیں۔

۳۸۔ پھر فرمایا اے غوث الاعظمؓ جب تمہارے پاس پیاسے آئیں ایسے دن کہ سخت گرمی ہو اور تمہارے پاس ٹھنڈا پانی ہو اور تم کو پانی کی ضرورت نہ ہو پس اگر تم نے پانی دینے سے انکار کیا تو تم بخیلوں کے بخیل ہو گے۔ پس میں ان کو کس طرح اپنی رحمت سے محروم رکھ سکتا ہوں حالانکہ میں نے اپنے نفس پر شہادت دی کہ میں ارحم الراحمین ہوں۔

۳۹۔ پھر مجھ سے فرمایا اے غوث الاعظمؓ گناہگاروں میں سے کوئی مجھ سے دُور نہیں ہوتا اور فرمانبرداروں میں سے کوئی مجھ سے قریب نہیں ہوتا۔

۴۰۔ پھر مجھ سے فرمایا اے غوث الاعظمؓ اگر مجھ سے کوئی قریب ہوگا تو وہ گناہگاروں میں سے ہوگا کیونکہ گناہگار عاجزی اور پشیمانی والے ہیں۔

۴۱۔ پھر مجھ سے فرمایا اے غوث الاعظمؓ عاجزی انوار کا منبع ہے اور خودپسندی ظلمت (تاریکی) کا منبع ہے۔

۴۲۔ پھر مجھ سے فرمایا اے غوث الاعظمؓ اہلِ معاصی اپنے گناہوں کی وجہ سے محجوب ہیں اور اہلِ اطاعت اپنی اطاعت کی وجہ سے محجوب ہیں اور میرا ایک

گروہ ان کے علاوہ ہے جن کو نہ معاصی کا غم ہے نہ اطاعت کی فکر۔

۴۳۔ پھر مجھ سے فرمایا اے غوث الاعظمؓ گناہگاروں کو فضل و کرم کی خوشخبری سناؤ اور خود پسندوں کو انصاف اور عقاب کی خوشخبری سناؤ۔

۴۴۔ پھر مجھ سے فرمایا اے غوث الاعظمؓ اطاعت والے نعمتوں کو یاد کرتے ہیں۔ اور گناہگار رحم فرمانے والے کو۔

۴۵۔ پھر مجھ سے فرمایا اے غوث الاعظمؓ میں قریب ہوں عاصی کے جب وہ گناہوں سے فارغ ہو جائے (یعنی اس کی ندامت اور پشیمانی کے سبب) اور میں دُور ہوں اطاعت گزار سے جب وہ اطاعت سے فارغ ہو جائے (یعنی اس کے تکبر و غرور اور خود بینی و خود پسندی کے سبب)

۴۶۔ پھر مجھ سے فرمایا اے غوث الاعظمؓ میں نے عوام کو پیدا فرمایا تو وہ میرے حُسن کی چمک برداشت نہ کر سکے تو میں نے اپنے اور ان کے درمیان ظلمت کا پردہ ڈال دیا اور میں نے خواص کو پیدا فرمایا تو وہ میرا قرب برداشت نہ کر سکے تو میں نے اپنے اور ان کے درمیان انوار کا پردہ ڈال دیا۔

۴۷۔ پھر مجھ سے فرمایا اے غوث الاعظمؓ اپنے دوستوں سے کہہ دو جو ان میں سے میری طرف پہنچنے کا ارادہ کرتا ہے کہ وہ میرے سوا ہر چیز کو چھوڑ دے۔

۴۸۔ پھر مجھ سے فرمایا اے غوث الاعظمؓ دنیا کی جزا کو چھوڑ دو، آخرت کو پا لو گے اور آخرت کی جزا کو چھوڑ دو، مجھ تک پہنچ جاؤ گے۔

۴۹۔ پھر مجھ سے فرمایا اے غوث الاعظمؓ اجسام سے اور نفوس سے نکل جاؤ پھر قلوب اور ارواح سے نکل جاؤ پھر حکم اور امر سے نکل جاؤ تاکہ مجھ سے ملو۔ پس میں نے کہا اے رب کون سی نماز تجھ سے بہت قریب ہے فرمایا وہ نماز جس میں میرے سوا کوئی نہ ہو اور نمازی خود اس سے غائب ہو۔ پھر میں نے دریافت کیا کون سا روزہ تیرے نزدیک افضل ہے

فرمایا وہ روزہ جس میں میرے سوا کوئی نہ ہو اور روزہ دار خود بھی اس سے غائب ہو۔ پھر میں نے عرض کیا کون سا عمل تیرے نزدیک افضل ہے فرمایا وہ عمل جس میں میرے سوا کوئی نہ ہو بلکہ صاحبِ عمل بھی اس سے غائب ہو۔ پھر میں نے عرض کیا تیرے نزدیک کون سا گریہ افضل ہے۔ فرمایا کہ ہنسنے والوں کا رونا۔ پھر میں نے عرض کیا کون سی ہنسی تیرے نزدیک افضل ہے۔ فرمایا رونے والوں کی ہنسی۔ پھر میں نے عرض کیا کون سی توبہ تیرے نزدیک افضل ہے۔ فرمایا بے گناہ بندوں کی توبہ۔ پھر میں نے عرض کیا کہ کون سی بے گناہی تیرے نزدیک افضل ہے فرمایا کہ توبہ کرنے والوں کی بےگناہی۔

۵۰۔ پھر مجھ سے فرمایا اے غوث الاعظم رض صاحبِ علم کے لیئے اس کے علم کے ذریعے میری طرف کوئی راستہ نہیں مگر علم کے انکار کے بعد کیونکہ وہ جب علم کو اس کے پاس چھوڑ دیتا ہے تو وہ شیطان ہو جاتا ہے۔

۵۱۔ حضرت غوث رض نے فرمایا کہ میں نے رب العزت کو دیکھا۔ پس میں نے دریافت کیا اے رب عشق کے کیا معنی ہیں، فرمایا عشق حجاب ہے عاشق و معشوق کے درمیان۔

۵۲۔ پھر مجھ سے فرمایا اے غوث الاعظم رض جب تم نے توبہ کا ارادہ کر لیا تو تم پر لازم ہو گیا کہ وساوسِ نفسانی اور خطراتِ قلبی سے باہر نکل جاؤ اور مجھ سے مل جاؤ۔ ورنہ تم دل لگی کرنے والوں میں سے ہو جاؤ گے۔

۵۳۔ پھر مجھ سے فرمایا اے غوث الاعظم رض جب تم نے ارادہ کر لیا میرے حرم میں داخل ہونے کا تو ملک اور ملکوت کی طرف التفات نہ کرو اور نہ جبروت کی طرف۔ کیونکہ ملک شیطان ہے عالم کے لئے اور ملکوت شیطان ہے عارف کے لیے اور جبروت شیطان ہے واقف کے لیے۔ پس جو ان میں سے کسی کی طرف راغب ہوا، وہ میرے نزدیک مردودوں میں سے ہے۔

۵۴۔ پھر مجھ سے فرمایا اے غوث الاعظم رض مجاہدہ، مشاہدہ کے سمندروں کا ایک سمندر ہے اور واقفیت رکھنے والے اس کی مچھلیاں ہیں۔ پس جس

نے بھی بحرِ مشاہدہ میں داخل ہونے کا ارادہ کیا، اسے لازم ہے کہ مجاہدہ اختیار کرے کیونکہ مجاہدہ بیج ہے مشاہدہ کا۔

۵۵۔ پھر مجھ سے فرمایا اے غوث اعظم رض طالبوں کے لیے مجاہدہ اسی طرح ضروری ہے جیسے ان کے لیے میری ذات ضروری ہے۔

۵۶۔ پھر مجھ سے فرمایا اے غوث الاعظم رض میرے نزدیک سب سے زیادہ محبت والا بندہ وہ ہے جس کا والد ہو اور اولاد ہو اور اس کا قلب ان دونوں سے فارغ ہو، اس حیثیت میں اگر اس کا والد مر جائے تو اس کو والد کی موت کا غم نہ ہو اور اگر اس کی اولاد مر جائے تو اس کو اولاد کی موت کا غم نہ ہو، جب اس درجہ پر بندہ پہنچے تو میرے پاس بغیر والد اور بغیر اولاد کے ہو گا جس کا کوئی قرابت دار نہیں۔

۵۷۔ پھر مجھ سے فرمایا اے غوث الاعظم رض جو شخص میری محبت میں والد کی فنا کا مزہ نہ چکھے اور میری مودّت میں اولاد کی فنا کا مزہ نہ چکھے تو اس کے لیے وحدانیت اور فردانیت کی کوئی لذت نہیں۔

۵۸۔ پھر مجھ سے فرمایا اے غوث الاعظم رض جب تم مجھے کسی مقام میں دیکھنے کا ارادہ کرو تو قلب کو منتخب کر لو جو میرے غیر سے پاک ہو۔ پس میں نے عرض کیا اے رب علم کا علم کیا ہے فرمایا علم کا علم اس علم سے جاہل ہو جانا ہے۔

۵۹۔ پھر مجھ سے فرمایا اے غوث الاعظم رض خوشی ہے اس بندے کے لیئے جس کا قلب مجاہدے کی طرف مائل ہوا اور اس بندے کے لیے ویل ہے جس کا قلب شہوات کی طرف مائل ہو گیا۔

۶۰۔ حضرت غوث رض نے فرمایا، میں نے رب تعالیٰ سے معراج کے متعلق پوچھا تو فرمایا کہ وہ عروج ہے، میرے سوا ہر شے سے اور معراج کا کمال یہ ہے کہ نہ آنکھ جھپکے اور نہ بے راہ ہو۔

۶۱۔ پھر مجھ سے فرمایا اے غوث الاعظم رض اس کی نماز ہی نہیں جس کی معراج نہ ہو میری طرف۔

۶۲۔ پھر مجھ سے فرمایا اے غوث الاعظم رض جو نماز سے محروم ہے، وہ میری طرف معراج سے محروم ہے۔

وِصَالِ پُرملال

حضرت محبوب سبحانی، قطب ربانی، غوث الصمدانی سیدنا محی الدین عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ نے اپنی عمر مبارک کے ابتدائی سترہ سال اپنے مولد و مسکن جیلان میں گزارے۔ پھر بغداد شریف تشریف لاکر نو برس میں علوم ظاہری کی تکمیل کی پھر پچیس سال تک عراق کے بیابانوں اور ویرانوں میں شاقہ ریاضات و مجاہدات سے منازل سلوک طے فرمائے پھر حکمِ الٰہی سے خلقِ خدا کو رشد و ہدایت کی تلقین کرنے میں مصروف ہوگئے۔ اور چالیس سال تک ارشاد و تلقین، اعلائے کلمۃ الحق، اصلاحِ خلق اور طالبانِ حق کی رہنمائی میں مصروف رہ کر گمراہانِ بادیہ ضلالت کو ہدایت کی راہ پر لائے۔ طالبانِ حق کو منزل مقصود تک پہنچایا۔ مظلوموں اور بیکسوں کی دادرسی فرمائی اور یہ سلسلہ آخر وقت تک جاری رہا۔ آپ نے بغداد شریف میں علم و عرفان کی جو مسند بچھائی وہ نوع انسانی کی اخلاقی و روحانی اصلاح و ترقی کا ایسا سرچشمہ ثابت ہوئی جس سے نہ صرف مسلمانوں بلکہ غیر مسلموں نے بھی استفادہ کیا اور آپ کی ذاتِ بابرکات کے فیوض سے اور آپ کی منور مجلسوں کے انوار اور آپ کے معجزہ نما بیان سے بے شمار طالبانِ رشد و ہدایت، دین و دنیا کی کامرانی سے بہرہ ور ہوگئے۔

بالآخر وہ وقت بھی آگیا جب شمع حقانی اپنے رُخ نورانی سے اس سرائے فانی کو پوری طرح روشن کرکے گل ہونے کے قریب پہنچ گئی۔ یہ آفتابِ ولایت عالمِ باطن میں ہمیشہ ہمیشہ طلوع ہونے اور اس عالمِ ظاہر میں غروب ہونے کے قریب پہنچا یعنی جب آنجنابؓ کی عمر شریف ۹۱ برس ہوئی تو ذاتِ باری تعالیٰ کی محبت نے کشش فرمائی۔ وصال سے پیشتر ہی آپ نے اپنے اہلِ خانہ کو بتادیا کہ عنقریب ہمارا وصال ہونے والا ہے۔ یہ سنتے ہی سب کے

رونگٹے کھڑے ہوگئے۔ آپؓ کے فراق کی خبر سے اجسام و قلوب پر لرزہ طاری ہوگیا۔ اہل خانہ ماہی بے آب کی طرح تڑپنے لگے اور گریہ و زاری کرنے لگے۔ الغرض آپ کی طبیعت ناساز ہوگئی اور ربیع الثانی کے آغاز میں مرض نے طول پکڑا۔

وصایا شریف اور آخری کلمات مبارک:

سیدنا غوث الاعظم رضؓ نے دورانِ مرض اپنے صاحبزادوں کو کئی نصیحتیں فرمائیں۔ آپ کے بڑے صاحبزادے سید عبدالوہاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دورانِ علالت آپؓ سے عرض کیا اے میرے قبلہ گاہ! مجھے کوئی ایسی وصیت فرمادیجئے جس پر میں آپؓ کے بعد عمل پیرا رہوں۔ آپؓ نے فرمایا "تمہارے لیے اللہ کا تقویٰ اور اس کی اطاعت لازم ہے۔ اللہ کے سوا کسی سے نہ ڈرو اور نہ کسی سے اس کے سوا امید رکھو اور اپنی کل حاجات اللہ کے سپرد کردو اور اسی سے طلب کرو اور حق تعالیٰ کے سوا کسی پر بھروسہ اور اعتماد نہ کرو۔ توحید، توحید، توحید اسی پر سب کا اجماع ہے۔" اور آپؓ نے فرمایا "جب قلب اللہ کے ساتھ درست ہو جاتا ہے تو نہ کوئی شے اس سے خالی رہتی ہے اور نہ کوئی چیز اس سے باہر نکلتی ہے، میں سراسر مغز ہوں پوست نہیں ہوں۔"

سوموار گیارہ ربیع الثانی ۵۶۱ھ کو حضرت عزرائیلؑ ایک اعرابی کی شکل میں حاضر ہوئے اور ایک نورانی مکتوب دکھلایا۔ جس میں لکھا تھا "یصل ھذا المکتوب من المحب الی المحبوب کل نفس ذائقۃ الموت" یعنی یہ خط محب کی طرف سے محبوب کو پہنچے، ہر نفس نے موت کا ذائقہ چکھنا ہے۔ وصال سے پہلے آپؓ نے تازہ غسل فرمایا۔ نمازِ عشاء ادا کی اور دیر تک بارگاہِ الٰہی میں سربسجود رہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے لیئے یہ دعا کی اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِاُمَّۃِ مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم اَللّٰھُمَّ ارْحَمْ اُمَّۃَ مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم اَللّٰھُمَّ تَجَاوَزْ عَنْ اُمَّۃِ مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم یعنی اے اللہ امتِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کو بخش دے اے اللہ امتِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم پر رحم فرما۔ اے اللہ امت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم سے درگزر فرما۔

جب آپؓ نے سجدے سے سر مبارک اٹھایا تو غیب سے یہ ندا آئی يَآ اَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِيْ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً فَادْخُلِيْ فِيْ عِبَادِيْ وَادْخُلِيْ جَنَّتِيْ یعنی اے نفس مطمئنہ اپنے پروردگار کی طرف لوٹ تو اس سے راضی ہے اور وہ تجھ سے راضی ہے۔ پس میرے خاص بندوں میں شامل ہوجا اور میرے قرب کی جنّت میں داخل ہوجا۔ اس کے بعد آپؓ بستر پہ لیٹ گئے اور صاحبزادوں سے فرمایا میرے اردگرد سے ہٹ جاؤ کیونکہ میں بظاہر تمہارے ساتھ ہوں مگر باطن میں کسی اور کے ساتھ ہوں۔ میرے اور تمہارے اور تمام مخلوق کے درمیان آسمان اور زمین جیسی دُوری ہے۔ مجھے کسی پہ قیاس نہ کرو اور نہ کسی کو مجھ پہ۔ میری تخلیق تمام امور سے بالاتر اور میں لوگوں کی عقل سے ماوراء ہوں۔ اور فرمایا میرے پاس تمہارے غیر آئے ہیں۔ ان کو جگہ دو اور ان کے ساتھ مؤدب رہو۔ اس جگہ خدا کی رحمت برس رہی ہے (ملائکہ اور ارواح انبیاء و اولیاء کا انبوہ ہے) ان پہ جگہ تنگ نہ کرو اور آپؓ نے فرمایا۔ میں علمِ خداوندی میں کروٹیں لے رہا ہوں اور ایک حال سے دوسرے حال میں پھرتا ہوں۔ جب آپؓ سے آپ کی تکلیف کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا، میرے دل کے علاوہ سارے جسم کو تکلیف ہے اور میرا دل اللہ کی طرف متوجّہ ہے۔ میری بیماری کی وجہ جن و انس اور فرشتوں میں سے کوئی نہیں جان سکتا۔ اللہ کا علم اس کے حکم سے نہیں ٹوٹتا، حکم متغیر ہوتا ہے، علم متغیر نہیں ہوتا، حکم منسوخ ہوسکتا ہے، علم منسوخ نہیں ہوتا۔ (يَمْحُو اللّٰهُ مَا يَشَآءُ وَيُثْبِتُ وَعِنْدَهٗ اُمُّ الْكِتَابِ ۔ لَا يُسْئَلُ عَمَّا يَفْعَلُ وَهُمْ يُسْئَلُوْنَ ط یعنی اللہ جس کو چاہتا ہے، مٹاتا ہے اور جس کو چاہتا ہے ثابت رکھتا ہے اور اس کے پاس ام الکتاب (لوحِ محفوظ) ہے۔ جو کچھ وہ کرتا ہے اس سے کوئی نہیں پوچھ سکتا۔ اور لوگوں سے ان کے کئے کی پرسش ہوگی)۔

پھر آپؓ فرماتے رہے وعلیکم السلام ورحمتہ اللہ وبرکاتہ، اللہ میری اور تمہاری مغفرت فرمائے مجھ پہ اور تم پہ توجہ فرمائے، توبہ کرو اور صف میں

داخل ہوجاؤ، میں تمہاری طرف آتا ہوں۔

اور فرمایا میں کسی شے کی پرواہ نہیں کرتا، نہ فرشتہ کی نہ ملک الموت کی۔ اے ملک الموت درمیان سے ہٹ جاؤ۔ تمہارے علاوہ کوئی اور ہے جو روح قبض کرے گا۔ میں مدد لیتا ہوں اس رب العزّت سے جس کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں جو زندہ ہے، اسے نہ موت ہے نہ خوف۔ پاک ہے وہ جو قدرت سے باعزّت ہے اور جو بندوں پہ موت، طاری کرنے میں قاہر ہے۔ نہیں کوئی معبود سوائے اللہ کے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلّم اس کے رسول ہیں۔ پھر آپؓ نے فرمایا اللہ، اللہ، اللہ اور وصال فرماگئے اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔

آہ! وہ شمع ہدایت جس پہ لاکھوں پروانے فدا ہو رہے تھے۔ آناً فاناً گُل ہوگئی۔ وہ ماہتاب جس کی ضیا پاشی گم گشتگانِ راہ کو خضرِ راہ کا کام دیتی تھی، نگاہوں سے اوجھل ہوگیا۔ وہ آفتاب، طریقت، جس کی منور شعاؤں نے عالم ظاہر کو روشن کر رکھا تھا، یہاں سے غروب ہوکر عالم باطن میں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے طلوع ہوگیا۔

چھپ گیا روئے جہاں سے ماہتابِ قادری — یعنی جنّت کو سدھارے وہ جنابِ قادری
روئے عالم پہ اندھیری چھا گئی رُت آگئی — جب، گیا مغرب میں روشن آفتابِ قادری
چشمِ پُرنم سے ہزاروں بہہ پڑے دریائے اشک — جوش زن دل پہ ہوا جب اضطرابِ قادری

اس سانحہ عظیم کی خبر ذراسی دیر میں پورے بغداد میں پھیل گئی۔ لوگ جوق در جوق آہ و زاری اور اشکباری کرتے ہوئے آستانہ مبارک پہ پہنچے اور مخلوق کا اس قدر اژدہام ہوا کہ دن کے وقت آپ کی تدفین ممکن نہ ہوسکی۔ نمازِ جنازہ آنجنابؓ کے صاحبزادے سید عبدالوہاب، رضی اللہ عنہ نے پڑھائی۔ اشرف البلاد بغداد شریف کے محلہ باب الازج میں واقع آنجنابؓ کے مدرسہ میں ہی آپؓ کی آخری آرام گاہ بنائی گئی۔ روضہ اقدس قیامت تک کے لئے زیارت گاہِ خلق ہے اور بے حد و شمار مخلوق آنجنابؓ کے مزار مبارک سے فیض پا رہے ہیں اور قیامت تک پاتے رہیں گے۔

بعد از وصال براہِ راست بیعت :

روایت ہے کہ ایک تاجر جو بغداد سے دُور دراز کسی شہر میں رہتا تھا وہ آنجناب رضی اللہ عنہ کا شہرہ سنتا تھا اور دل سے آپ رضی اللہ عنہ پر بے حد شیدا تھا۔ اس نے دل میں عزم کیا ہوا تھا کہ جوں ہی امورِ دنیا سے فراغت ملی وہ آنحضور رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر بیعت کرے گا اور راہِ سلوک طے کرے گا۔ حقوق العباد سے فراغت حاصل کرتے کرتے چالیس سال گزر گئے۔ جب وہ مکمل طور پر فارغ ہو گیا تو حسبِ ارادہ آپ رضی اللہ عنہ کی زیارت اور بیعت کے ارادے سے طویل سفر طے کر کے بغداد شریف پہنچا تو معلوم ہوا کہ آپ رضی اللہ عنہ کا وصال ہو گیا ہے۔ اس خبر سے اسے شدید صدمہ لاحق ہوا۔ اس نے طے کر لیا کہ اب زندہ رہنا فضول ہے۔ چنانچہ وہ دریائے دجلہ پر گیا اور چاہتا تھا کہ اپنے آپ کو دریا میں گرا کر غرق کر دے۔ ادھر حضور غوث الثقلین اپنے عاشقِ صادق کو ملاحظہ فرما رہے تھے۔ ان کا عاشق کیسے ضائع ہو سکتا تھا۔ آپ کی توجہ کے سبب تاجر کے دل میں فوراً خیال پیدا ہوا کہ مرنے سے پہلے سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کے روضۂ انور پر حاضری تو دے لوں اور آپ کے روضہ مبارک کی زیارت تو کر لوں۔ چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ کی قبرِ انور پر حاضر ہوا اور سلام عرض کیا اور رونے لگا۔ سید الاولیاء سرکار محبوبِ سبحانی رضی اللہ عنہ اپنی قبر سے باہر تشریف لے آئے اور اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے اپنے سلسلے میں داخل فرمایا اور اپنی ایک نگاہِ کیمیا سے واصل باللہ فرما دیا۔ اس وقت تین سو افراد دربار شریف پر حاضر تھے۔ وہ بھی آنجناب رضی اللہ عنہ کے دیدار اور توجہ سے مشرف ہو کر واصل باللہ ہو گئے۔

آپ کے اس فرمان "اپنی ارادت دکھا کر مجھ سے سعادت حاصل کرو" سے یہی مراد ہے کہ جوں ہی طالبِ حق کی ارادت صادق ہو جاتی ہے اور جب وہ راہِ حق میں اپنی جان نچھاور کرنے پر تُل جاتا ہے تو آنجناب رضی اللہ عنہ کی بارگاہ سے اسے وہ نعمت عطا ہوتی ہے جس کا بیان ممکن نہیں۔ پھر طالب کو ایسی حیات ملتی ہے جس کے بعد موت نہیں۔ وہ ایسے دائمی وصال سے مشرف ہو جاتا ہے، جس کے بعد جُدائی نہیں۔

منکر نکیر سے سوال و جواب :

منقول ہے کہ سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کے وصال کے بعد آپ کے صاحبزادے سیدنا عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ نے مزارِ اقدس پر مراقبہ فرمایا اور سرکار غوثیت مآب رضی اللہ عنہ سے منکر نکیر کے سوالات کے بارے میں دریافت فرمایا۔ سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا جس وقت وہ دونوں فرشتے میرے پاس آئے اور بغیر سلام کے آتے ہی سوال کرنے لگے مَنْ رَّبُّكَ وَ مَا دِيْنُكَ یعنی تمہارا رب کون ہے اور تمہارا دین کیا ہے۔ تو میں نے کہا یہ گفتگو کرنے کا کون سا طریقہ ہے۔ اسلام کا طریقہ تو یہ ہے کہ پہلے سلام کرتے ہیں، پھر مصافحہ کرتے ہیں، اس کے بعد کوئی اور بات کی جاتی ہے۔ یہ سن کر ان دونوں نے مجھے سلام کیا اور مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھایا۔ میں نے ان کا ہاتھ تھام کر کہا کہ اس سے پہلے کہ میں تمہارے سوالات کے جواب دوں، میرا تم سے ایک سوال ہے۔ انہوں نے کہا فرمائیے۔ میں نے کہا کیا تم نے خلقتِ آدم کے وقت، یہ نہیں کہا تھا کہ اَتَجْعَلُ فِيْهَا مَنْ يُّفْسِدُ فِيْهَا وَيَسْفِكُ الدِّمَآءَ وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ یعنی بارِ الٰہی! تو اسے زمین پر خلیفہ بنانا چاہتا ہے جو زمین پر فساد کرے گا اور زمین پر خونریزی کرے گا جبکہ ہم تیری پاکی بیان کرتے ہیں۔ تیری حمد اور تیری تقدیس کرتے ہیں۔ پس تمہارے اس قول پر کئی اعتراض لازم آتے ہیں۔ ایک یہ کہ تم نے اللہ تعالیٰ پر اعتراض کیا، دوسرے یہ کہ تم نے اسے مشورہ دیا حالانکہ وہ اس سے پاک اور بے نیاز ہے، سوم یہ کہ تم نے بنی آدم کو اپنے سے حقیر جانا اور اپنے آپ کو اس سے بہتر جان کر تکبر کا اظہار کیا۔ چہارم یہ کہ خلافت کا مستحق تم نے اپنے آپ کو جانا اور یہ کہا کہ وہ تو خونریزی کرے گا جبکہ ہم تو تسبیح و تقدیس کرتے ہیں جب میں نے یہ اعتراضات اٹھائے تو ان کے پاس اس کا کوئی جواب نہ تھا وہ حیرت سے ایک دوسرے کا منہ تکنے لگے۔ میں نے کہا جب تک تم میرے اعتراضات کا جواب نہیں دے دیتے، میں تمہیں نہیں چھوڑوں گا تو انہوں نے اپنا ہاتھ چھڑانے کے

لئے اپنی ملکوتی قوت استعمال کی مگر اپنے ارادے میں ناکام رہے۔ جب انہوں نے دیکھا کہ میری روحانی قوت و تصرف کے سامنے ان کی ملکی قوت بے بس ہے۔ تو زِچ ہو کر کہنے لگے، خلقتِ آدم کے وقت یہ جملہ کہنے والے صرف ہم دو تھوڑی تھے وہاں دوسرے فرشتے بھی موجود تھے اور آپ نے صرف ہم دونوں کو پکڑ لیا ہے۔ آپ ہمیں چھوڑیں تاکہ ہم اپنے دوسرے اُن ساتھیوں سے آپ کے اعتراضات کا جواب طلب کریں جو خلقتِ آدم کے وقت وہاں موجود تھے۔ میں نے کہا کہ اگر میں نے تم دونوں کو چھوڑ دیا تو مجھے خدشہ ہے کہ تم دونوں واپس نہ آؤ گے لہٰذا میں ایک کو چھوڑتا ہوں اور دوسرا میرے پاس اس وقت تک رہے گا جب تک تم میرے اعتراضات کا جواب نہیں لے آتے۔ چنانچہ میں نے ایک کو چھوڑ دیا۔ وہ اپنے ساتھیوں میں گیا اور یہ عجیب واقعہ بیان کیا۔ اس کے دوسرے ساتھی بھی جواب دینے سے قاصر رہے۔ پھر انہوں نے اللہ رب العزت کی بارگاہ میں رجوع کیا تو حق تعالیٰ جل شانہٗ نے فرمایا میرے محبوبِ سبحانی اپنے اعتراضات میں حق بجانب ہیں۔ تمہارے پاس ان کا جواب نہیں۔ اور درحقیقت وہ کلمہ کہنے میں تم سے غلطی ہوئی تھی تو تم کیوں ان کے پاس جا کر اپنی غلطی کا اعتراف نہیں کرتے اور اس کلمے کے کہنے پر معافی طلب نہیں کرتے۔ چنانچہ وہ تمام میرے پاس آئے اور اپنی غلطی کا اعتراف کیا اور معافی کے خواستگار ہوئے۔ میں نے کہا میں تم کو اس صورت میں معاف کروں گا کہ تم مجھ سے وعدہ کرو کہ میرے کسی مرید کو نہ ستاؤ گے۔ انہوں نے وعدہ کیا تو میں نے انہیں آزاد کر دیا۔

سبحان اللہ! کس قدر مہربان آقا ہیں کس قدر آنجناب رضؓ کو اپنے مریدین کا خیال ہے کہ بعد از وصال بھی فرشتوں کو پابند کر دیا کہ ان کے مرید کو نہ ستائیں۔ اور آنجناب رضؓ کے قول کا یہی مطلب ہے۔ آپ رضؓ نے فرمایا "جب فرشتے قبر میں تمہارے پاس آئیں تو ان سے میرے بارے میں دریافت کرنا" مریدِ قادری الٹا منکر نکیر دونوں سے سوال کرتا ہے اور منکر نکیروں کو آنجناب رضؓ کے مریدین کے سامنے دم مارنے کا یارا نہیں۔

؎ فرمان تیرا جب ہے مریدوں کو لاتخف
پھر خوف کیوں رہے مجھے منکر نکیر کا

بروزِ حشر جہاں دیگر انبیاء نفسی نفسی اذھبوا اِلیٰ غیری کہتے ہوں گے وہاں شفیع المذنبین رحمۃ العالمین حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم امتی امتی فرمائیں گے اور سیدنا غوث الاعظم رضؓ مریدی مریدی فرمائیں گے۔ انبیاء کو اپنی اپنی پڑی ہوگی مگر آنجناب رضؓ کو ہم مریدین کی فکر ہوگی۔ آپ رضؓ نے فرمایا مجھے اپنے رب کے عزت و جلال کی قسم جب تک میرا ایک ایک مرید جنت میں نہ چلا جائے گا میں اللہ کی درگاہ سے اپنے قدم پیچھے نہ ہٹاؤں گا۔ ایسی شفیق اور مہربان ہستی سے جتنی بھی محبت کی جائے کم ہے۔ اس سرائے فانی میں اگر کوئی کسی پر ذرا سا اور کچھ گھڑی قائم رہنے والا احسان کرتا ہے تو احسانمند ساری زندگی اس کے احسان کو یاد رکھتا ہے جبکہ سیدنا غوث الاعظم رضؓ کی بدولت مریدین کو وہ نعمتیں دنیا و آخرت میں حاصل ہوئیں اور ہوں گی، جو لازوال ہیں اور اس قدر بیش قیمت ہیں کہ انسان کے وہم و گمان میں نہیں آ سکتیں۔ صرف مغفرت کی نوید ہی کیا کم ہے جس کا مطلب یہ ہوا کہ جنت میں لازوال نعمتوں کے ہمراہ ہمیشگی کی زندگی۔ کیونکہ آپ رضؓ نے فرمایا ہے **مریدی لا یموت الا علی الایمان**، میرا مرید نہیں مرے گا مگر ایمان پر اور داروغۂ جہنم مالک نے آپ کے استفسار پر فرمایا آپ کے مرید کو جہنم سے کیا سروکار۔ اور حق تعالیٰ نے آپ رضؓ سے وعدہ فرمایا کہ آپ کا کوئی مرید بغیر توبہ کے نہیں مرے گا۔ تو اب ہم مریدینِ قادری اور سید الاولیاء کے عقیدتمندوں پر لازم ٹھہرا کہ اس قدر مہربان اور کرم فرمانے والے پیارے آقا کی محبت و مودّت کو اپنی زندگی کا جزو لازم بنا لیں۔ آپ کے طریقے پر عمل پیرا ہوں۔ اپنی خلوتوں اور جلوتوں کو آپ کی یاد اور تذکروں سے معمور رکھیں اور آپ رضؓ کے عشق و محبت میں اس قدر فنا ہو جائیں کہ اپنے وجود کا احساس باقی نہ رہے اور اس طرح آپ رضؓ کے رنگ میں رنگ جائیں جو کہ درحقیقت اللہ کا رنگ ہے صِبْغَةَ اللّٰهِ وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ صِبْغَةً
اے اللہ اپنے محبوب سبحانی سیدنا غوث الاعظم کے صدقہ و طفیل ہمیں

اسی رنگ قادری سے منوّر فرما اور ایسے اعمال، افعال اور اقوال کی توفیق عطا فرما جن سے تیرے محبوب سبحانی رض راضی اور خوش ہو جائیں کہ ان کی رضا وخوشنودی درحقیقت تیرے پیارے نبی ؐ کی اور تیری رضا وخوشنودی ہے۔

آمین بجاہ سید المرسلین

ماخذ

۱. قرآن مجید
۲. بخاری شریف
۳. مسلم شریف
۴. مشکوٰۃ شریف

جن مستند کتابوں کی مدد سے یہ کتاب تیار کی گئی ہے ان میں سے چند کے نام یہ ہیں:

	نام کتاب	مصنف
۱.	بہجۃ الاسرار ومعدن الانوار	امام نورالدین ابوالحسن علی بن یوسف شطنوفی رح
۲.	قلائد الجواہر	علامہ شیخ محمد بن یحییٰ حلبی رح
۳.	تفریح الخاطر	شیخ عبدالقادر القادری ابن محی الدین اربلی رح
۴.	نزہۃ الخاطر الفاطر	علامہ نورالدین علی المعروف بملا علی قاری رح
۵.	مناقب غوثیہ	علامہ شیخ محمد صادق شہابی رح
۶.	زبدۃ الآثار	شیخ عبدالحق محدث دہلوی رح
۷.	اخبار الاخیار	"
۸.	مفتاح الفتوح	"
۹.	زبدۃ الاسرار	"
۱۰.	رسالہ غوث الاعظم	سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رض
۱۱.	الفتح ربانی	"
۱۲.	قصیدہ غوثیہ (سوئم)	"
۱۳.	مکتوبات امام ربانی	مجدد الف ثانی رح
۱۴.	محک الفقراء کلاں	سلطان باہو قادری رح
۱۵.	مظہر جمال مصطفائی	صوفی سید نصیر الدین ہاشمی قادری رح
۱۶.	مخزن الاسرار	نور محمد قادری رح
۱۷.	ہمعات	شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رح
۱۸.	تفہیمات	"
۱۹.	طبقات الکبریٰ	شیخ عبدالوہاب شعرانی رح
۲۰.	نفحات الانس	مولانا جامی رح
۲۱.	تحفہ قادریہ	شاہ ابوالمعالی لاہوری رح
۲۲.	نور ربانی فی مدح المحبوب سبحانی	مولانا غلام قادر بھیروی رح
۲۳.	فتوحات مکیہ	شیخ الاکبر محی الدین ابن عربی رح
۲۴.	لطائف لطیفہ	شیخ عبداللطیف بغدادی رح
۲۵.	سفینۃ الاولیاء	داراشکوہ قادری رح
۲۶.	مناقب غوث الابرار	نواب محمد علی خان رح
۲۷-	تقاریر مولانا محمد شفیع اوکاڑوی	
۲۸-	حیات المعظم فی مناقب سیدنا غوث الاعظم رض (جلد اول)	صوفی غلام محمد قادری رح

منقبت در حضور سیّدی غوث الانام

۱

سر بسر نورِ خدا ہیں سیّدی غوث الانام
نورِ چشمِ مصطفےٰ ہیں سیدی غوث الانام

راز حق تجھ پہ عیاں ہے کچھ نہیں تجھ سے نہاں
واقفِ سرِّ نہاں ہیں سیدی غوث الانام

پیشوائے کاملاں اور سرورِ دنیا و دیں
مقتدائے اولیاء ہیں سیدی غوث الانام

اُن کے قدموں کے تلے ہیں اولیاء و اصفیاءٔ
قبلہ اہل صفا ہیں سیدی غوث الانام

بخشوائیں گے مریدوں کو خُدا سے حشر میں
ہم پہ کتنے مہرباں ہیں سیدی غوث الانام

جز ترے حامی نہ یاور، نہ کوئی حاجت روا
دستگیرِ انس وجاں ہیں سیّدی غوث الانام

آستانہ غوث کا دارالعطائے خلق ہے
چشمہ لطف وعطا ہیں سیّدی غوث الانام

خواہ کامل اولیاء ہوں یا ہوں صوفی باصفا
ان سبھوں کے پیشوا ہیں سیّدی غوث الانام

(صوفی غلام محمد قادری)

۲

دستگیری کا طلبگار ہوں شیئاً للہ
میرِ بغداد میں لاچار ہوں شیئاً للہ

حالِ دل شرم سے ابتک نہ کہا تھا لیکن
آج ہیں درپے اظہار ہوں شیئاً للہ

کرمِ خاص کے لائق تو نہیں ہیں پھر بھی
آپ کا حاشیہ بردار ہوں شیئاً للہ

آپ ہی سُنیے کہ اب اور کہوں میں کس سے
بستہ دامنِ سرکار ہوں شیئاً للہ

کیا کروں میری دعا بھی تو نہیں ہے مقبول
میں کہ اک فردِ گنہگار ہوں شیئاً للہ

جلوۂ پاک نظر آئے تو بر آئے مراد
تشنۂ شربتِ دیدار ہوں شیئاً للہ

غوثِ اعظم سے جو مانگوگے ملے گا حسرت
پس کہو حاضرِ دربار ہوں شیئاً للہ

(مولانا حسرت موہانی)

۳

کیا غم مری مدد پہ اگر غوث پاک ہیں
اللہ بھی اُدھر ہے جدھر غوث پاک ہیں

حامی مرے شفیق مرے دادرس مرے
ہیں اُس طرف رسول جدھر غوث پاک ہیں

کردیں گے ڈوبتی ہوئی کشتی کو میری پار
باندھے ہوئے مدد پہ کمر غوث پاک ہیں

کھٹکا نہیں ہے کچھ مجھے آفاقِ دہر کا
آئے کوئی بلا تو سپر غوث پاک ہیں

اس نام سے کلیجے میں ٹھنڈک نہ کیوں پڑے
مرہم برائے زخم جگر غوث پاک ہیں

شرعِ محمدی کی ہے رونق حضور سے
سرسبز نخل دیں کے ثمر غوث پاک ہیں

دریائے بیکنارِ ولایت میں آسماں
مثلِ صدف ہے اسمیں گہر غوث پاک ہیں

ہے کون جو مطیع نہیں دل سے حضور کا
فرمانروائے جن وبشر غوث پاک ہیں

پروا نہیں جو کوئی نہیں قدرداں امیرؔ
صد شکر قدردانِ ہنر غوث پاک ہیں

(امیرؔ مینائی)

۴

اسیروں کے مشکل کشا غوثِ اعظم — فقیروں کے حاجت روا غوثِ اعظم
مریدوں کو خطرہ نہیں بحرِ غم سے — کہ بیڑے کے ہیں ناخدا غوثِ اعظم
گھرا ہے بلاؤں میں بندہ تمہارا — مدد کے لیے آؤ یا غوثِ اعظم
کمر بست بر خونِ من نفس قاتل — اغثنی برائے خدا غوثِ اعظم
جو دکھ بھر رہا ہوں، جو غم سہہ رہا ہوں — کہوں کس سے تیرے سوا غوثِ اعظم
مری مشکلوں کو بھی آسان کیجئے — کہ ہیں آپ مشکل کشا غوثِ اعظم

کہے کس سے جا کر حسنؔ اپنے دل کی
سنے کون تیرے سوا غوثِ اعظم

(حسنؔ رضا خان بریلوی)

۵

مرے لب پہ رات دن ہے ترا نام غوثِ اعظم — ترے نام سے بنے ہیں مرے کام غوثِ اعظم
میرے راستے میں آکر کبھی مشکلیں نہ ٹھہریں — مرے کام آرہا ہے ترا نام غوثِ اعظم

تو علی کا زورِ بازو تو رسولِ حق کی خوشبو — ہے سخاوتوں کا منصب ترے نام غوثِ اعظم
جو نظر اٹھا کے دیکھو تو ہو سامنے مدینہ — مرے عشق کو عطا ہو وہ مقام غوثِ اعظم
مرا کعبہ ارادت ہے انہیں کا آستانہ — کہ تمام اولیاء کے ہیں امام غوثِ اعظم
مرے دل کو دل بنا دے، مرے گھر کو جگمگا دے — ترا فیض تیری رحمت تو ہے عام غوثِ اعظم

ہے انہیں کے رخ سے روشن مہ و مہر اور انجم
مری صبح غوثِ اعظم، مری شام غوثِ اعظم

(قمر انجم)

۶

کھلا میرے دل کی کلی غوثِ اعظم — مٹا قلب کی بے کلی غوثِ اعظم
نہیں کوئی بھی ایسی فریاد آقا! — خبر جس کی تم نے نہ لی غوثِ اعظم
قدم گردنِ اولیاء پہ ہے تیرا — تو ہے رب کا ایسا ولی غوثِ اعظم
ترا مرتبہ کیوں نہ اعلیٰ ہو مولا! — تو ہے ابنِ مولا علی غوثِ اعظم
ہمارا بھی بیڑا لگا دو کنارے — تمہیں ناخدائی ملی غوثِ اعظم

فدا تم پہ ہو جائے نوری مضطر
یہ ہے آس کی خواہش دلی غوثِ اعظم

(۷)

قادرا سرورا رہنما دستگیر — غوثِ اعظم امامِ مبیں بے نظیر

ذکر سے تیرے ٹل جائیں سب مشکلیں — نام سے تیرے پائیں رہائی اسیر

تو جسے چاہے دے، جس قدر چاہے دے — تیری بخشش نرالی، عطا بے نظیر

تُو ہے آئینہ سیرتِ مصطفٰےؐ — تو علیم و خبیر و بشیر و نذیر

ماہِ تابانِ زہرہ جمال حسن — آسمانِ ولایت کے بدر منیر

یہ وظیفہ ہے ہر غم کا درماں وقار

غوثِ اعظم مدد المدد دستگیر

(۸)

خدا خود والہ و شیدا جنابِ غوثِ اعظم کا — ہر عالم میں ہے سودا جنابِ غوثِ اعظم کا

بشر شیدا، ملک شیدا، زمین و آسماں شیدا — جسے دیکھا وہی شیدا جنابِ غوثِ اعظم کا

جو دیکھے اک نظر بھر کرشمہِ بغداد کا جلوہ — رہے تا حشر متوالا جنابِ غوثِ اعظم کا

تعالیٰ اللہ زہے حسن و جمالِ شاہِ جیلانی — عجب حسنِ جہاں آرا جنابِ غوثِ اعظم کا

دلِ مضطر کی کیفیت بدل جاتی ہے دم بھر میں — ہے کیا پُرکیف نظارا جنابِ غوثِ اعظم کا

جلالِ پاک کی ہیبت ہے چھائی سارے عالم میں — ہے ہر سو بج رہا ڈنکا جنابِ غوثِ اعظم کا

اگر وہ ناز سے پوچھیں تو کس کا بندہ ہے حافظ — کہوں بے ساختہ شاہا جنابِ غوثِ اعظم کا

(حافظ برکت علی قادری)

(۹)

جب سے ہے میں نے پکارا غوثِ اعظم دستگیر — بن گیا میرا سہارا غوثِ اعظم دستگیر

تیری یادوں میں رہوں مشغول ہر دم صبح و شام — ہو مرا اس پر گزارا غوثِ اعظم دستگیر

اُس کی ناؤ ڈوبتی سکتی ہی نہیں منجدھار میں — جس نے بھی دل سے پکارا غوثِ اعظم دستگیر

پھر رہا تھا بے سہارا زندگی بے کیف تھی — مل گیا کیسا سہارا غوثِ اعظم دستگیر

یاد اُن کی آتے ہی دل کو قرار آجاتا ہے — ہے یہ کلمہ کتنا پیارا غوثِ اعظم دستگیر

آپ ہیں حاجت روا اور آپ ہیں فریاد رس — نام میں ہے یہ اشارہ غوثِ اعظم دستگیر

بھر رہے ہیں طالبوں کو فیض سے انوار سے — میں بھی ہوں منگتا تمہارا غوثِ اعظم دستگیر

ہے سخاوت آپ کی مشہور عالم میں تمام — اک نظر ہم پہ خدارا غوثِ اعظم دستگیر

جب سے دامن شیخ کا آیا ہے میرے ہاتھ میں — تو نگہباں ہے ہمارا غوثِ اعظم دستگیر

آصفِ خستہ پہ ہے بے حد عنایت آپ کی

یہ ثنا خواں ہے تمہارا غوثِ اعظم دستگیر

(محمد آصف قادری)

(۱۰)

نظر میں روز و شب ہے جلوہ محبوبِ سبحانی — یہی خورشید تاباں ہے، یہی ہے شمع نورانی

جو اولادِ علی تم ہو تو اولادِ نبی بھی ہو — شرافت کو بھی تم پہ فخر ہے اے قطبِ ربانی

کبھی یہ ہو نہیں سکتا پکارے کوئی بھی اُن کو — مدد اُس کی کریں نہ پھر مرے محبوبِ سبحانی

میں اُن کا نام لیوا ہوں، میں خالی رہ نہیں سکتا — کرم فرما رہے ہیں مستقل شاہِ جیلانی

میری بگڑی بنادیں گے کہ ہیں حاجت رواسب کے — لیا جب نام مشکل میں ہوئی زائل پریشانی

یہ آصف ہے بہت عاصی الٰہی بخش دے اُس کو
طفیلِ سرورِ عالم طفیلِ قطبِ ربّانی

(محمد آصف قادری)

۱۱

ہم غوث کی اُلفت کو سینے میں بساتے ہیں — یادوں سے ان کی ہم محفل کو سجاتے ہیں

لب پہ ہے مرے یا غوث اور دل میں ادب اُن کا — یہ فیض ہے مرشد کا ہم تم کو بتاتے ہیں

سرکار کی عظمت کا ادراک جسے بھی ہے — وہ اپنا تن من دھن سب ان پر لٹاتے ہیں

گر چاہتے ہیں عرفاں قدموں پہ جھکا دو سر — یہ گُر ہے ولایت کا مرشد یہ بتاتے ہیں

پہنچا وہ نبی جی تک جو پہنچ گیا اُن تک — بعد اُس کے مرے سرکار اللہ سے ملاتے ہیں

عصیاں کے بھنور میں ڈوبا ہوں تو کیا غم ہے — مجھ جیسے ہزاروں کو سرکار تراتے ہیں

ہر دم تری ہی توصیف کیونکر نہ کرے آصف
ہم کھاتے ہیں جب اُن کا تو اُن کا ہی گاتے ہیں

(محمد آصف قادری)

۱۲

جس کی آنکھوں میں تصورِ غوث کا آنے لگا — اس کے دِل سے پوچھیے کیا کیا مزے پانے لگا

ذکر سے اُن کے منوّر ساری محفل ہو گئی — نام سے ان کے عجب سا اک نشہ چھانے لگا

جس کو بھی حاصل ہوئی ہے ان کی نسبت کی ردا — نورِ حق کا فیض اُس کے دل پہ پھر چھانے لگا

صدقہ مرشد ملی ہے الفتِ غوث الورا — غوث کی پھر عظمتوں کے گن یہ دل گانے لگا

جو کوئی بھی ہو گیا ہے ان کی اُلفت کا اسیر — خلوتوں میں اس کو اپنی پھر مزہ آنے لگا

کیوں نہ نازاں ہو یہ آصف جاگ اٹھا اس کا نصیب
چاہنے والوں میں اس کا نام بھی آنے لگا

(محمد آصف قادری)

۱۳

مجھے بھی تو اپنا بنا غوثِ اعظم — یہی ہے مرا مدعا غوثِ اعظم

ہیں بے چین آنکھیں ہے بیتاب یہ دل — مجھے اپنا جلوہ دکھا غوثِ اعظم

ترے نامِ نامی سے ملتی ہے تسکین — تو ہے دردِ دل کی دوا غوثِ اعظم

یہ کہتے ہیں سب اولیائے زمانہ — ہمارے تو ہیں پیشوا غوثِ اعظم

کنارے لگی ناؤ اس کی یقیناً — کہا جس نے اک بار یا غوثِ اعظم

تمہیں ناخدائی ملی مصطفیٰ سے — تو ہم ڈوبتوں کو ترا غوثِ اعظم

گناہگار ہوں پر ہوں بندہ تمہارا
تراہی تو ہے آسرا غوثِ اعظم

ہے کتنا کرم دیکھو مرشد کا ہم پر
جو تیرا بنایا گدا غوثِ اعظم

ہے مامون آصف بلا اور غم سے
ہے وردِ زباں اس کے یا غوثِ اعظم

(محمد آصف قادری)

۱۴

پیرِ پیراں آپ ہیں اور میرِ میراں آپ ہیں
سرِ سراں آپ ہیں اور جانِ جاناں آپ ہیں

ظلِ ذاتِ کبریا ہیں عکسِ حسنِ مصطفیٰ
گلشنِ زہرا کے روشن ماہِ تاباں آپ ہیں

فیض جن کا قریہ قریہ نور جن کا چار سو
اولیاء کی بزم میں شمع فروزاں آپ ہیں

جن کے قدموں کے تلے ہیں اولیاء و اصفیاء
وہ شہنشاہِ ولایت، محبوبِ سبحاں آپ ہیں

مصطفیٰ سے آپ کو حاصل ہے سارا اختیار
حکم نافذ جس کا ہے وہ شاہِ دوراں آپ ہیں

اولیاء جتنے ہیں گزرے اور جتنے آئیں گے
سب ترے زیرِ قدم ہیں سب کے سلطاں آپ ہیں

جو مقدر کو بدل دے اور مصائب ٹال دے
ایسے قادر ایسے قاہر ایسے ذیشاں آپ ہیں

وہ بظاہر شاہِ جیلاں اور بباطن مصطفیٰ
جس سے آگاہ ہے خدا بس، وہ سرِ پنہاں آپ ہیں

جو بھی ان کا نام لیوا ہے وہ ہے ان کا مرید
اور مریدوں کے سروں پہ ظلِ یزداں آپ ہیں

یا مریدی یا مریدی حشر میں فرمائیں گے
مغفرت دلوائیں گے ایسے مہرباں آپ ہیں

آپ سے نسبت ہے میرے واسطے صد افتخار
کچھ نہیں زادِ عمل، پر اپنا ساماں آپ ہیں

کیا بتاؤں آپ کیا ہیں، اس حسن کے واسطے
قبلہ گاہِ جان و دل اور دین و ایماں آپ ہیں

(احمد حسن قادری)

۱۵

پائیں گے دو جہاں درِ غوث الوریٰ سے ہم
حاصل کریں گے رب کی رضا اب یہاں سے ہم

اے غوثِ پاک آپ سے نسبت کے ہیں نثار
پہچانے جائیں گے تیرے نام و نشاں سے ہم

ایسے سخی کریم کے در پہ پڑے ہیں ہم
اٹھیں گے لے کے ان کی اماں اب یہاں سے ہم

کھٹکا نہیں ہے اب مجھے آفاتِ دہر کا
وابستہ ہو چکے ہیں ترے آستاں سے ہم

اس روسیاہ کو خود ہی کرم سے نواز دیں
وہ منہ نہیں کہ عرض کریں کچھ زباں سے ہم

زادِ عمل نہیں ہے تو پروا نہیں کوئی
جائیں گے لیکے عشق ترا اس جہاں سے ہم

تیرے ملن کی آس پہ زندہ ہے یہ حسن
گر آپ نہ ملیں گے تو جائیں گے جاں سے ہم

(احمد حسن قادری)

۱۶

دستگیرِ انس و جاں ہیں حضرتِ پیرانِ پیر
چارۂ دردِ نہاں ہیں غوث الاعظم دستگیر

جس طرح ہیں مصطفیٰ بے مثل نبیوں میں تمام
اولیاء میں شان تیری بے مثال و بے نظیر

کیسی ہی مشکل گھڑی ہو کیسا ہی بگڑا ہو کام
ہر مدد کے واسطے تیار ہیں پیرانِ پیر

تو جو چاہے تو مری آساں ہوں ساری مشکلیں
رب نے ہے تجھ کو بنایا غوث الاعظم دستگیر

جب بھی آڑا وقت آتا ہے میں دیتا ہوں صدا
المدد یا غوث اعظم، المدد یا دستگیر

دردِ مہجوری کا عالم کیا بتاؤں آپ کو
آپ پر سب ہے عیاں اے مرے روشن ضمیر

اپنی پس خوردہ شراب عشق دیں مجھ کو پلا
میرے مونس، میرے آقا، میرے پیارے دستگیر

کاش مجھ کو دیکھ کر اہل محشر یوں کہیں
لو وہ دیکھو آ رہا ہے غوث الاعظم کا فقیر

اِس گدائے غوث حسنؔ کی ہے یہی خواہش دلی
تا ابد سر پہ رہے سایہ تیرا پیران پیر

(احمد حسنؔ قادری)

۱۷

یا غوث الاعظم شاہِ ولا تیری ذاتِ صفا کا کیا کہنا
کہتے ہیں ولی سبحان اللہ تیری شان علیٰ کا کیا کہنا

ہر عیب سے پاک ہے ذات تری، ہر بات تری ہے شک سے بری
ہے صدق احساسِ ولا تیری، تیرے صدق و صفا کا کیا کہنا

اے مظہر ذاتِ پیغمبر، نہیں فقر میں تیرا کوئی ہمسر
فقرا کا ہے بے شک تو سرور، تیرے فقر و غنا کا کیا کہنا

ہر ایک مرید کی تجھ کو خبر، ہر ایک مرید پہ تیری نظر
ہے جو سر پہ مریدوں کے جیسے سپر اس ظلِّ خدا کا کیا کہنا

رہے دل میں ہمیشہ تیرا غم، تیری یاد سے آنکھ رہے پُرنم
رہے میری زباں پہ یہ ہر دم میرے غوث پیا کا کیا کہنا

ترے دھیان میں میرا دل ہے مگن کبھی جلوہ دکھا دے مورے سجن
نہیں دید کے قابل گرچہ حسنؔ، ترے لطف و عطا کا کیا کہنا

(احمد حسنؔ قادری)

۱۸

میں قادری ہوں شکر ہے ربِّ قدیر کا
دامن ہے میرے ہاتھ میں پیرانِ پیر کا

جب بھی پکارا ان کو تو بر آئی ہے مُراد
بے حد کرم ہے مجھ پہ میرے دستگیر کا

سارے ولی یہیں سے ہوتے ہیں فیضیاب
فیضان بٹ رہا ہے مشائخ کے پیر کا

ہے حال سارا آپ پہ آقا مرا عیاں
بندہ ہوں ایسے پیرِ روشن ضمیر کا

فرمان تیرا جب ہے مریدوں کو لاتخف
پھر خوف کیوں رہے مجھے منکر نکیر کا

میدانِ حشر میں بھی ملائک نے یہ کہا
یہ نام لیوا لگتا ہے پیرانِ پیر کا

تھا قابلِ جہنم پہ مالک نے دی صدا
دوزخ سے کام کیا ہے ان کے اسیر کا

لاکھوں تڑپ رہے ہیں تری دید کیلئے
مشتاق دید میں بھی ہوں اس دل پذیر کا

اس بات پہ تو قلب ہے سرور میں
مُرشد مرا ہے لاڈلا پیرانِ پیر کا

(احمد حسنؔ قادری)

۱۹

نور ہیں معدن انوار ہیں غوث الاعظم
راز ہیں مخزنِ اسرار ہیں غوث الاعظم

سر جھکاتے ہیں ولی جس کے قدم کے نیچے
اس بلند رتبہ کے حقدار ہیں غوث الاعظم

جو کسی اور کو حاصل نہ ہوئی نہ ہو گی
اس بزرگی کے سزاوار ہیں غوث الاعظم

کون سے سلسلے میں آپ کا فیضان نہیں / ہر ولی کے لیے سرکار ہیں غوث الاعظم

سب عوالم میں تصرف ہے ترا اے شاہا / ہر جن و انس کے سردار ہیں غوث الاعظم

جز ترے کس کو مقدر پہ ہے حاصل قدرت / مالک و قادر و مختار ہیں غوث الاعظم

اور کیا چاہیے اس نسبت عالی کے سوا / قادری ہوں مرے سرکار ہیں غوث الاعظم

فکر دارین سے گھبرائے حسن اب کیونکر

جب مرے سر پہ فلک وار ہیں غوث الاعظم

(احمد حسن قادری)

۲۰

دستگیر انس و جاں آپ پر لاکھوں سلام / چارہ سازِ بے کساں آپ پہ لاکھوں سلام

مصطفےٰ کے دین کو آپ نے بخشی حیات / اے محیِ دین و ایماں آپ پر لاکھوں سلام

جن کے قدموں کے تلے ہیں اولیاءٔ اصفیاءٔ / ایسے عالی پیر پیراں آپ پہ لاکھوں سلام

دینِ من، ایمانِ من، جانِ من، جانانِ من / اے ہمارے جانِ ایماں آپ پر لاکھوں سلام

یا مریدی یا مریدی نعرہ ہوگا حشر میں / اے مریدوں کی اماں آپ پر لاکھوں سلام

انس و جاں کے غوث ہیں اور سرورِ کل اولیاءٔ / انس جانِ قدسیاں آپ پر لاکھوں سلام

آپ ہیں حامی و یاور آپ ہیں حاجت روا

اے حسن کے جانِ جاناں آپ پر لاکھوں سلام

(احمد حسن قادری)

غوثِ اعظم کی عظمت پہ لاکھوں سلام / پیشوائے طریقت پہ لاکھوں سلام

دینِ مردہ کو تو نے ہی بخشی حیات / اور قضائے مبرم کو دی تو نے مات

یوں تو ہیں آپ میں رب کی ساری صفات / مظہرِ شانِ قدرت پہ لاکھوں سلام

غوثِ اعظم کی عظمت پہ لاکھوں سلام / پیشوائے طریقت پہ لاکھوں سلام

اب تو ہر جا و ہر سو ہے چرچا ترا / [illegible]ت ہے اب تری ذکر ہے اب ترا

خضر سے پوچھ لے کوئی رتبہ ترا / اس خداداد شوکت پہ لاکھوں سلام

غوثِ اعظم کی عظمت پہ لاکھوں سلام / پیشوائے طریقت پہ لاکھوں سلام

ہر نبی پہ مدد کا ہے احساں ترا / ہر ولی پہ ہے لطف اور احسان ترا

بٹ رہا ہے دو عالم میں فیضاں ترا / ایسے جود و سخاوت پہ لاکھوں سلام

غوثِ اعظم کی عظمت پہ لاکھوں سلام / پیشوائے طریقت پہ لاکھوں سلام

سارے عالم پہ فیضان تیرا رہے / لطف و احسان ہر آن تیرا رہے

ہاتھ میں اپنے دامان تیرا رہے / تیرے لطف و عنایت پہ لاکھوں سلام

غوثِ اعظم کی عظمت پہ لاکھوں سلام / پیشوائے طریقت پہ لاکھوں سلام

نام لیوا ہے جو بھی وہ ہے قادری / شان اس کی نہ پوچھو جو ہے قادری

عرض کرتا ہے احمد حسن قادری / نسبت قادریت پہ لاکھوں سلام

غوثِ اعظم کی عظمت پہ لاکھوں سلام

پیشوائے طریقت پہ لاکھوں سلام

○

دین وایمان کی سلامتی اور حفاظت کے لیے صالحین کی صحبت اختیار کیجیے
اور اگر صحبتِ صالح نہ مل سکے تو کم از کم صالحین کی کتابیں پڑھیے

سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کی شہرہ آفاق تصنیف "فتوح الغیب" کی لاجواب شرح

شرح فتوح الغیب

دوسرا ایڈیشن
صفحات: ۴۸۰
قیمت ۷۵ روپے

○ مصنف: شیخ عبدالحق محدث دہلوی ○ ترجمہ: مفتی محمد یوسف بندیالوی

سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کے حالات وسوانح اور فضائل ومناقب پر ایک عاشق صادق کی نادر تحریر

حیات المعظم فی مناقب سیدنا غوث الاعظم

دوسرا ایڈیشن
مصنف
تاج الفقراء صوفی غلام محمد قادری رحمۃ اللہ علیہ
صفحات: ۲۴۴ قیمت: ۵۰ روپے

تصوف پر اس صدی کی عظیم ترین تصنیف

تصوّف کے حقائق

مصنف
حضرت شیخ عبدالقادر عیسیٰ
ترجمہ
مفتی محمد یوسف بندیالوی
صفحات: ۳۸۴ قیمت: ۱۰۰ روپے

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسمائے مقدس کی مفصل شرح۔ عاشقانِ مصطفیٰ کے لیے نادر تحفہ

شرح اسماء النبی صلی اللہ علیہ وسلم

تالیف
احمد حسن قادری
صفحات ——— ۲۵۶
قیمت ——— ۵۰ روپے

یہ تمام کتابیں مناسب رعایت پر یہاں سے حاصل کی جاسکتی ہیں

- ☐ احمد حسن قادری
  بی ۶۲۲۔ بلاک ۱۳، گلبرگ
  فیڈرل بی ایریا کراچی فون ۶۷۴۷۵۰
- ☐ خالد پینٹ اینڈ ہارڈ ویئر اسٹور
  ۶۸۳ بلاک ۱۹۔ النور سوسائٹی، فیڈرل
  بی ایریا۔ کراچی۔ فون ۶۸۶۵۴۸
- ☐ مکتبہ رضویہ
  آرام باغ۔ کراچی
- ☐ مدینہ پبلشنگ کمپنی
  لائٹ ہاؤس ایم اے جناح روڈ۔ کراچی
- ☐ علمی کتاب گھر
  اردو بازار کراچی
- ☐ مکتبہ خیر کثیر
  آرام باغ کراچی
- ☐ عباسی کتب خانہ
  جونا مارکیٹ کراچی
- ☐ ضیاء الدین پبلیکیشنز
  کھارادر کراچی

یہ کتابیں محض دینی جذبے کے تحت چھپوائی گئی ہیں۔ لہٰذا اگر کسی بھائی کے پاس خریدنے کے لیے وسائل نہ ہوں اور پڑھنے کا شوق ہو تو پہلے ایڈریس پتے سے یہ کتابیں ایک ہفتے کے لیے بلا معاوضہ حاصل کی جاسکتی ہیں